مشرقی ترکستان

ثروت صولت

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور - پاکستان

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى
www.uyghurkitap.com

Muhterem Isa Beye takdim
Sarwat Saulat
2.4.88

مشرقی ترکستان

تالیف

عیسیٰ یوسف الپتگین

ترجمہ و تلخیص اور حواشی

ثروت صولت

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۱۳-ای، شاہ عالم مارکٹ، لاہور (پاکستان)

(جملہ حقوق بحق ادارۂ معارف اسلامی کراچی محفوظ ہیں)

طابع: ــــــــــــــ اشفاق مرزا، منیجنگ ڈائرکٹر

ناشر: ــــــــــــــ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳۔ای، شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

مطبع: ــــــــــــــ

مبٹرو پرنٹرز۔ لاہور

اشاعت: ــــــــــــــ

اوّل مئی ۱۹۸۷ء ۱,۱۰۰

قیمت: ــــــــــــــ

۲۲/۵۰ روپے

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	مقدمہ از ثروت صولت ۔	۵
۲	پیش لفظ ۔	۱۶
۳	مشرقی ترکستان کی تاریخ ایک نظر میں از ثروت صولت	۱۸
	مشرقی ترکستان (از عیسٰی یوسف الپ تگین)	۲۳
۴	تعارف (جسے ترکی کتاب کے ناشر نے لکھا)	۲۵
	تعارف (از ثروت صولت)	۲۷
۵	آغاز ۔	۳۳
۶	دیباچہ	۳۵
۷	طبیعی ساخت پیداوار، تجارت اور مواصلات ۔	۳۸
۸	باشندے، آبادی، زبان، کلچر، تعلیم اور مطبوعات ۔	۴۴
۹	تاریخی پس منظر ۔	۵۶
۱۰	یعقوب بیگ کی حکومت ۔	۶۶
۱۱	چینی تسلّط کے دور میں مسلمانوں پر مظالم ۔	۷۹
۱۲	گورنر جنرلوں کا دورِ حکومت ۔	۸۴
۱۳	مشرقی ترکستان پر روسی تسلط ۔	۹۰
۱۴	مشرقی ترکستان پر قوم پرست چین کا قبضہ ۔	۹۹
۱۵	مخلوط حکومت کی تشکیل اور مسعود صابری کی حکومت ۔	۱۱۴
۱۶	چینی کمیونسٹوں کا مشرقی ترکستان میں نفوذ ۔	۱۲۹

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى
www.uyghurkitap.com

۱۷ مشرقی ترکستان پر سرخ چین کا تسلط اور نام نہاد اصلاحات کا اجراء ۱۳۷
۱۸ اسلام اور اسلامی ثقافت پر حملے۔ ۱۶۰
۱۹ سرخ چین کے زمانے میں آزادی کی تحریکیں۔ ۱۷۱
۲۰ مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کی اسلامی دنیا سے اپیل۔ ۱۹۰
۲۱ کتابیات۔
ترکستان کا نقشہ۔

مقدّمہ

از ——————— ثروتؔ صولتؔ

تاریخ اسلام میں دو قوموں نے دنیا کی تاریخ پر سب سے گہرا اثر ڈالا۔ ایک عرب اور دوسرے ترک۔ عربوں نے دینی، فکری، علمی، سیاسی اور تمدّنی میدانوں میں جو کارنامے انجام دیے ان کے نتیجے میں دریائے دجلہ سے بحر اوقیانوس تک ایشیا اور افریقہ کا ایک بڑا حصہ دینی اور لسانی وحدت میں منسلک ہو گیا ہے۔ ایشیا اور افریقہ کے یہ حصّے آج دنیائے عرب کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں اور اگرچہ یہ پوری عرب دنیا ایک زمانے میں مغربی استعمار کے پنجے میں گرفتار تھی لیکن اب یہ پورا خطہ سوائے فلسطین کے آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو چکا ہے۔ آج عرب دنیا میں سترہ ایسے آزاد ملک ہیں جو اقوام متحدہ کے رکن ہیں۔

ترک بھی اپنے دورِ عروج میں ایشیا اور یورپ کے ایک بڑے حصّے میں اسی قسم کی تبدیلیاں لائے۔ ایران، افغانستان، پاکستان اور ہندوستان کے ترک فاتحین اگرچہ مقامی مسلمان آبادی میں ضم ہو گئے لیکن دیوارِ چین سے بحیرۂ اسود کے شمالی ساحل اور باسفورس اور ایجین کے کناروں تک انھوں نے بھی ایک وسیع خطے کو دنیائے ترک میں تبدیل کر دیا تھا۔ نسلی اور لسانی اتحاد کا یہ عمل اسلام سے قبل ہی شروع ہو گیا تھا۔ اسلام کے بعد اس میں مزید توسیع ہوئی اور لسانی وحدت کے ساتھ دینی وحدت بھی قائم ہو گئی۔ اس طرح دنیائے عرب کی طرح ایک دنیائے ترک بھی وجود میں آگئی جو اپنی وسعت میں دنیائے عرب سے کم نہیں۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

لیکن آج ہم دنیائے عرب سے تو واقف ہیں دنیائے ترک سے واقف نہیں۔ ہمارے نزدیک ترکوں کا ملک صرف ایک ہے اور وہ ترکی ہے۔ حالانکہ ترکی میں دنیائے ترک کی اصطلاح اسی طرح عام ہے جس طرح دنیائے عرب کی اصطلاح۔ ترک دنیا یا ارض توران ترکوں کا خواب بھی ہے اور آرزو بھی، مگر یہ دنیائے ترک اپنا وجود رکھنے کے باوجود دنیا کے کسی سیاسی نقشے میں نظر نہیں آتی۔ ایسا کیوں ہے؟

جواب بہت آسان ہے۔ عرب ملکوں پر ایسی مغربی طاقتیں قابض تھیں جن کے نظام فکر میں جمہوری اقدار اور آزادئ فکر و عمل کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ اس کے برخلاف ترکستان اور دوسرے ترک علاقوں پر جو طاقت یا طاقتیں قابض ہیں ان کا طرۂ امتیاز جبر و استبداد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہ تمام مسلم ممالک جو مغربی سامراج کی غلامی میں مبتلا تھے آزاد ہو چکے ہیں۔ ان کی یہ آزادی صرف قومی جدوجہد کے نتیجے میں ظہور میں نہیں آئی بلکہ ان کو آزادی دلانے میں مغربی ملکوں کی جمہوری اقدار اور آزادی فکر و عمل سے متعلق ان کے عقیدے کا بھی ایک حصہ ہے۔ اس جمہوری نظام کی وجہ سے مغربی ملکوں کی محکوم قومیں آزادی کی طرف بتدریج قدم بڑھاتی رہیں اور آخر میں بالکل آزاد ہو گئیں۔ تدریجی آزادی کا ایسا عمل کسی استبدادی نظام میں ممکن نہیں۔ اور اشتراکی نظام بدترین استبدادی نظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشتراکی روس میں عہد زار کا نوآبادیاتی نظام اسی طرح قائم رہا جیسا زار کے دور حکومت میں تھا۔ ترکی کے علاوہ تمام ترک اقوام بدقسمتی سے ایک ایسے خطے سے تعلق رکھتی ہیں جہاں اشتراکیت کا جابرانہ استبدادی نظام پوری قوت سے قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تمام علاقے جو ترکوں کا حقیقی وطن ہیں، جہاں ترک قوم نے جنم لیا جو ترک تہذیب کا گہوارہ ہیں آج بھی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ان ملکوں میں آزادی کی کسی تحریک کا چلنا ممکن ہی نہیں۔

ان ملکوں کا یہ حال ہے کہ :۔

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سُلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری
جادوئے محمود کی تاثیر سے چشمِ ایاز
دیکھتی ہے حلقۂ گردن میں سازِ دلبری

اقبال

اگر یہ استبدادی نظام اسی طرح قائم رہا تو اگلی نصف صدی میں ترکستان اور توران کی اس وسیع و عریض سرزمین میں ترک باشندے اقلیت میں رہ جائیں گے اور اکثریت روسیوں اور چینیوں کی ہوگی ۔ یہ ہے وہ اصل سبب جس کی وجہ سے ہم دنیائے ترک کی اصطلاح سے واقف نہیں ۔ اگر یہ ترک علاقے اشتراکی سامراج کا شکار نہ بنتے تو آج دنیائے ترک میں بھی کم از کم ایک درجن آزاد ملک ہوتے ۔

ترکوں کی اسلام سے محبت اور ان کے دینی جذبے کے ثبوت میں چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) کے مشہور جغرافیہ دان اصطخری نے لکھا ہے کہ :۔

"اگرچہ ترکوں کے ملک سب سے دور واقع ہیں لیکن حج کے موقع پر سب سے پہلے ترک حجاز کی سرزمین میں داخل ہوتے ہیں اور حج کے بعد سب سے آخر میں جو لوگ حجاز کو چھوڑتے ہیں وہ بھی ترک ہوتے ہیں"

لیکن آج ترکوں کی اس سرزمین سے جو اشتراکی ملکوں کے قبضے میں ہیں حج کے لیے ترکوں کی آمد تقریباً بند ہو چکی ہے ۔ لیکن ترکی میں جو ایک آزاد مسلم ملک ہے یہ دینی جذبہ آج بھی اتنا شدید ہے کہ وہاں سے آنے والے ترک حاجیوں کی تعداد اسلامی دنیا میں سب سے زیادہ ہوتی ہے ۔

یہ بات یہیں تک موقوف نہیں ہے۔ ترکوں کے ان محکوم ملکوں میں دینی جذبہ اور دینی عقائد اس حد تک کچل دیے گئے ہیں کہ وہاں نہ دینی مطبوعات شائع ہوتی ہیں، نہ تفسیر، حدیث اور فقہ پر کچھ لکھا جاتا ہے اور نہ اسلام کا دفاع اور الحاد کی تردید کی جا سکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی دنیا سے ان ملکوں کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ اگر کبھی کوئی تعلق پیدا ہوتا ہے تو وہ سرکاری وفود کی شکل میں مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ہوتا ہے یا پھر رقص و موسیقی کے طائفوں کی شکل میں۔ حالانکہ یہ وہی سرزمین ہے جہاں امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام ابو منصور ماتریدی، ہدایہ کے مصنف برہان الدین المرغینانی، قاضی خاں، سرخسی، مشہور عالم تفسیر کے مصنف علامہ زمخشری، تصوف کے سلسلہ نقشبندی کے بانی بہاء الدین نقشبندی، قطب الدین بختیار کعکیؒ، خواجہ باقی باللہ اور آخر دور میں موسیٰ جار اللہ جیسی عظیم دینی شخصیتیں پیدا ہوئی ہیں جنھوں نے ساری اسلامی دنیا کو متاثر کیا۔ لیکن آج یہ خطہ اس معاملے میں بانجھ ہو چکا ہے۔ ترکی، مصر و شام، پاکستان، اسلامی ہند اور انڈونیشیا میں آج بھی عظیم دینی شخصیتیں موجود ہیں اور پیدا ہو رہی ہیں لیکن اشتراکی ایشیا میں ایسا ہونا ممکن نہیں کیونکہ وہاں کا نظام جبر و استبداد اور دین دشمنی پر قائم ہے۔

ترک دنیا کے ان ہی ملکوں میں جو آزادی کی نعمت سے ابھی تک بہرہ ور نہیں ہوتے ہیں ایک مشرقی ترکستان ہے جسے چینیوں نے دورِ جدید میں سنکیانگ کا چینی نام دے دیا ہے تاکہ دنیا اس کو چین ہی کا ایک حصہ سمجھے اور اس خطے کی ترک اور مسلم انفرادیت ختم ہو جائے۔ یہ کتاب جو اس وقت قارئین کے سامنے ہے اسی مشرقی ترکستان کے ماضی اور حال کی سرگزشت ہے اور ایک ایسے محب وطن کی لکھی ہوئی ہے جو مشرقی ترکستان کے باشندے ہیں اور جنھوں نے ترکستان کی آزادی کے لیے عملی جد و جہد کی۔ چین کے اشتراکی انقلاب سے ذرا پہلے وہ چینی پارلیمنٹ میں مشرقی ترکستان کے

نمائندے تھے اور مشرقی ترکستان میں مسعود صابری کی قومی حکومت میں جنرل سکرٹری بھی تھے۔ عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب اب ترکی میں مقیم ہیں جہاں انہوں نے مشرقی ترکستان کے مہاجرین کی ایک تنظیم قائم کر لی ہے۔ جہاں استنبول کی باب عاصی جدہ سی نامی سڑک پر اس کا دفتر قائم ہے۔

مشرقی ترکستان کے بارے میں عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب کا موقف یہ ہے:۔

۱۔ مشرقی ترکستان تاریخی لحاظ سے عظیم ترکستان کا ایک حصہ ہے۔

۲۔ ترکستان ترکوں کا حقیقی وطن ہے۔ یہیں ترک قوم وجود میں آئی، ترکی زبان کو نشوونما ملی اور ترک تہذیب پروان چڑھی۔

۳۔ ترکی کی ابتدائی ادبی کتابیں مشرقی ترکستان میں لکھی گئیں یا مشرقی ترکستان کے ادیبوں نے لکھیں۔

۴۔ روسیوں اور چینیوں نے اپنے سامراجی دور میں ترکستان پر قبضہ کر کے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

۵۔ مشرقی ترکستان کے ترک باشندے نسل، زبان، ثقافت اور مذہب ہر چیز میں چینیوں سے مختلف ہیں اور دنیا کی عظیم ترک قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

۶۔ تاریخی دور میں چینیوں نے جب بھی مشرقی ترکستان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی یہاں کے باشندوں نے ان کا سختی سے مقابلہ کیا اور ہر بار چینیوں کو نکال باہر کیا۔

۷۔ منگولیا میں اورخون کے مشہور تاریخی کتبے جو رزمیہ اشعار پر مشتمل ہیں اور جو ترکوں کی قومی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں ترکوں اور چینیوں کی تاریخی دشمنی کا ثبوت ہیں۔ ان میں ترکوں کے آغاز کی داستان اور ان کی چینیوں کے ہاتھوں محکومی اور پھر بلگہ خان (Bilge Khan)

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

کے ہاتھوں ان کی آزادی کی داستان بیان کی گئی ہے۔

۸۔ ۷۵۱ء میں عربوں کے ہاتھوں تالاس (کرغیزیہ) کی جنگ میں چینیوں کی شکست کے بعد مشرقی ترکستان چین کے اثر سے ایک ہزار سال تک آزاد رہا۔ چین نے آخری بار ۱۸۷۶ء میں مشرقی ترکستان پر قبضہ کیا اور آج تک اس پر قابض ہے۔

۹۔ ۱۸۷۶ء کے بعد سے چین مشرقی ترکستان کی ترک اور اسلامی حیثیت کو بدلنے کی مسلسل کوشش کر رہا ہے۔ اس نے ملک کا نام بھی سنکیانگ رکھ دیا اور یہاں چینیوں کو آباد کر کے مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر رہا ہے۔

الپ تگین صاحب کے یہ دلائل ناقابل تردید ہیں اور تاریخی حقائق پر مبنی ہیں۔ لیکن اس کو ستم ظریفی کے علاوہ اور کیا کہا جائے کہ اشتراکیوں کے سامراج دشمنی کے دعووں کے باوجود اشتراکی چین نے مشرقی ترکستان کی آزادی کو تسلیم کرنے کی بجائے وہاں کی قومی حکومت کو ختم کر کے مشرقی ترکستان کو ایک غلام ملک بنا لیا۔ چین نے اس معاملے میں اشتراکی روس کی پوری پوری تقلید کی اور جس طرح روس اشتراکی انقلاب کے بعد بھی عہد زار کی سامراجی پالیسی پر قائم رہا اور مغربی ترکستان کے روسی مقبوضات سے دست بردار ہونے کی بجائے ان کو روس کا ایک حصہ بنا لیا اس طرح چین نے بھی اشتراکی انقلاب کے بعد مانچو شہنشاہوں کی سامراجی پالیسی کو ترک نہیں کیا اور مشرقی ترکستان کی آزادی کو تسلیم کرنے کی بجائے اس کو چین کا ایک صوبہ بنا لیا۔ اشتراکی چین کی اس پالیسی نے اس نظریہ کو تقویت پہنچائی ہے کہ اشتراکیت بذاتِ خود ایک بدترین قسم کا استبدادی نظام ہے اور یہ کہ مغربی سامراج سے تو آزادی حاصل کرنا ممکن ہے لیکن اشتراکی سامراج میں آزادی کا بالکل گلا گھونٹ دیا جاتا ہے۔

اشتراکی چین نے بلاشک و شبہ سنکیانگ کا خود مختار علاقہ قائم کر کے مشرقی ترکستان کے باشندوں کو اور اسلامی دنیا کی رائے عامہ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس نیم خود مختاری کی حقیقت کیا ہے یہ قارئین اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس کا اندازہ خود کر لیں گے۔ ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اس خطے میں وہاں کے اصل باشندے اب بھی بے بس اور مجبور ہیں۔ وہاں چینیوں کو لا لا کر آباد کیا جا رہا ہے اور وہاں چینیوں کی اسی طرح مصنوعی اکثریت پیدا کی جا رہی ہے جس طرح قازقستان میں روسی اکثریت پیدا کر دی گئی ہے اور کرغیزیہ، ترکمانستان، تاجکستان اور ازبکستان میں پیدا کی جا رہی ہے۔ کسی قوم کو مٹانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہو سکتا۔

الپ تگین صاحب کو بجا طور پر شکایت ہے کہ ابھی تک کسی مسلمان ملک نے مشرقی ترکستان کے مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ ایک مرتبہ رابطۂ عالم اسلامی کے اجلاس میں ترکستان کے مسئلہ پر قرارداد آئی تو فارموسا (تائیوان) کے نمائندے کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی کیونکہ روس اور چین کے علاوہ فارموسا کی نام نہاد نیشنلسٹ حکومت بھی ترکستان کی دعویدار تھی اور تاریخی طور پر وہ بھی ترکستان کو چین ہی کا ایک حصہ قرار دیتی رہی۔ مگر مولانا مودودی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کوشش کا بروقت تدارک کیا اور تاریخی حیثیت سے تحریری طور پر رابطہ کے اجلاس کے اندر یہ ثابت کیا کہ ترکستان صرف ترکستان کی ترک اور مسلمان قوم کا خطہ ہے اور بیرونی اقوام کو خواہ چینی ہوں یا روسی اس پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ چنانچہ مولانا کے دلائل کے بعد ترکستان کے مسئلہ پر بڑی مضبوط اور واضح قرارداد پاس کی گئی ہے۔[۱]

---

[۱] خلیل احمد حامدی: ترکی ۔ قدیم و جدید ص ۹۷ (اسلامک پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۷۲ء)۔

الپ تگین صاحب کا کہنا ہے کہ "ہر مسئلے کی پشت پر کوئی نہ کوئی طاقت موجود ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ تبت کے مسئلے پر بدھ مت کے پیرو باشندے اور حکومتیں موجود ہیں، مگر ترکستان مسلمان حکومتوں کی سیاسی مصلحتوں کی بھینٹ چڑھ گیا ہے اور آج تک یہ مسئلہ اقوام متحدہ کی میز تک نہیں پہنچ سکا۔ حالانکہ تبت کا مسئلہ اب تک تین بار ۱۹۵۹ء، ۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۵ء میں اقوام متحدہ میں زیر بحث آچکا ہے۔ اور بدھ حکومتوں کی تائید اور تھائی لینڈ اور فلپائن اور آئر لینڈ کی حمایت حاصل کر چکا ہے"۔ لہ

سیاسی آزادی سے قطع نظر مشرقی ترکستان کے مسئلہ کا ایک تشویش ناک پہلو مذہبی اور ثقافتی آزادی کا معاملہ ہے۔ مذہب اور ثقافت ایک قوم کی عزیز ترین متاع ہوتی ہے اور اس کے تحفظ کی خاطر وہ آزادی کی خواہش مند ہوتی ہے۔ پاکستان کا قیام بھی مذہب اور اسلامی ثقافت کے تحفظ کی خاطر عمل میں آیا ہے۔ مشرقی ترکستان کے باشندوں کے سیاسی وجود کے ساتھ ان کا مذہبی اور ثقافتی وجود بھی خطرے میں پڑ گیا ہے۔ الپ تگین صاحب نے اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی ہے اور ان اقدامات کو تفصیل سے بیان کیا ہے جو مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کی ترک اور اسلامی حیثیت کو ختم کرنے کے لیے اختیار کیے جا رہے ہیں۔ یہ اقدامات اشتراکی انقلاب سے پہلے ہی کیے جا چکے تھے لیکن اشتراکی دور میں ان میں وسعت اور شدت پیدا ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں ان کی معلومات کچھ تو ذاتی مشاہدہ پر مبنی ہیں اور کچھ مستند راویوں کے بیانات پر۔ ہو سکتا ہے اس سلسلے میں بعض غلط روایات پر یقین کر لیا گیا ہو۔ لیکن مجموعی طور پر یہ معلومات قابل اعتماد ہیں۔ اشتراکی

لہ خلیل احمد حامدی: ترکی۔ قدیم و جدید ص ۹۰-۹۱ (اسلامک پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۷۲ء)۔

چین میں جو کچھ ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ کوئی تعجب کی بات نہیں ۔ تمام اشتراکی ملکوں میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے ۔ اس لیے اشتراکی نظام کے فروغ اور مخالف عناصر کو کچلنے اور اسلامی تصورات کو ختم کرنے کے لیے مشرقی ترکستان میں جو مبینہ طریقے اختیار کیے گئے ہیں وہ دوسرے اشتراکی ملکوں کے طریقوں سے مختلف نہیں ہیں ۔ روس ہی میں نہیں جنرل قاسم کے عراق اور ناصر کے مصر میں جب کمیونسٹ عناصر کو غلبہ حاصل ہوا تھا تو انہوں نے بھی یہی حربے استعمال کیے تھے ۔ روس میں جو کچھ ہوا اس کا اعتراف آج خود کمیونسٹوں کا ایک گروہ کر چکا ہے اور مصر و عراق میں جو کچھ ہوا تھا اس پر سے بھی اب پردہ اٹھ چکا ہے [۱]

مشرقی ترکستان ہمارا پڑوسی ہے ۔ یارقند، کاشغر اور ختن کے شہروں سے ہماری تاریخ اور ہمارے ادب اور شاعری کا اتنا گہرا تعلق رہا ہے کہ یہ ہمارے اپنے شہر معلوم ہوتے ہیں ۔ مشرقی ترکستان میں آزادی کی ہر تحریک میں یہاں کے مسلمانوں نے دلچسپی لی ہے ۔ یعقوب بیگ نے جب پچھلی صدی کے نصف آخر میں مشرقی ترکستان میں آزاد قومی حکومت قائم کی تو برصغیر کے مسلمانوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور جب ——— ایک مسلمان چینی سپہ سالار نے مہم جوئی کی تو علامہ اقبال رحہ نے بیان جاری کیا کہ مشرقی ترکستان کے باشندے ہمارے دینی بھائی ہیں، ہمارے

۱؎ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے : (۱) خلیل احمد حامدی کی کتاب "عالم اسلام اور اس کے افکار و مسائل ۔ مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز، لاہور ۔ (۲) ترجمان القرآن، لاہور ستمبر اور اکتوبر ۱۹۷۱ء مضمون "مصر کا تازہ انقلاب اور اس کے اندرونی حقائق" (۳) ترجمان القرآن لاہور، اگست اور ستمبر ۱۹۷۵ء مضمون "مصری عدلیہ کا ایک اہم فیصلہ"

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

تاریخی ورثہ میں شریک ہیں اور وہ پوری ملّت اسلامیہ کا ایک حصّہ ہیں۔ ہم ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔ چین بھی ہمارا دوست ہے اور ہماری دلی خواہش ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی ایسا حل نکل آئے جو چین اور مشرقی ترکستان دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ طاقت کے بل پر اور مخالفت کو جابرانہ انداز میں کچل کر یہ دعویٰ کرنا کہ مسئلہ حل ہوگیا یا یہ کہ مشرقی ترکستان میں کوئی مسئلہ ہی نہیں صداقت کا مونہہ چڑانا ہوگا۔

دنیا میں یہ ہوتا چلا آیا ہے کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے۔ اس لیے مشرقی ترکستان کی خاموشی قبرستان کی خاموشی نہیں ہونی چاہیئے۔

پاکستان اور اسلامی دنیا کا شمار اس وقت ترقی پذیر ملکوں میں ہے اس وقت تمام مسلمان حکومتیں کسی نہ کسی بڑی طاقت کا سہارا لینے پر مجبور ہیں جس کی وجہ سے کوئی مسلم حکومت بڑی طاقتوں کے مفاد کے خلاف آسانی سے آواز بلند نہیں کرسکتی۔ یہ صورت حال اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک اسلامی دنیا طاقت نہ حاصل کرلے اور غیروں کی محتاجی سے آزاد نہ ہو جائے۔ ان حالات میں ہم کم سے کم یہ تو کرسکتے ہیں کہ محکوم اسلامی دنیا کے صحیح حالات سے باخبر رہیں اور ان سے ہماری دلچسپی قائم رہے۔ ہمیں توقع ہے کہ عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب کی یہ کتاب مسلمانوں کی اس ضرورت کو مشرقی ترکستان کی حدتک نہ صرف پورا کرنے میں مفید ثابت ہوگی بلکہ دوسرے اہل قلم حضرات اور تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے اس ضمن میں مزید تحقیق کرنے کا شوق بھی پیدا کرے گی۔

آخر میں میں محترم عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنی کتاب کے ترجمے اور تلخیص کی مجھے زبانی

اور تحریری اجازت دے دی ہے۔ میں اپنے عزیز دوست محمود احمد غازی صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جن کے توسط سے میری الپ تگین صاحب سے ملاقات ہوئی اور ترجمہ کے لیے کتاب موصول ہوئی۔

کراچی - ۲۶ نومبر ۱۹۷۶ء

ئۇيغۇر كىتاب تورى بىكتى
www.uyghurkitap.com

پیش لفظ

ترکی اور ترک سے مسلمانانِ عالم کو ہمیشہ گہری دلچسپی اور دلی تعلق رہا ہے اس لیے کہ ان کی تاریخ سے مسلمانوں کی عظمت، شان و شوکت اور جاہ و جلال کی بڑی بڑی داستانیں وابستہ رہی ہیں۔ علم کے بہت سے سرچشمے یہاں پھوٹے ہیں۔ تقویٰ کی اعلیٰ ترین مثالیں یہاں قائم ہوئی ہیں۔ جوانمردی اور بہادری کے بیشمار کارنامے یہاں انجام دیے گئے اور اسلام کے لیے وفاداری اور جاں نثاری کے بیشمار جوہر اِس قوم نے دکھائے ہیں، اس لیے ترکی کا نام آج بھی مسلمانوں کے درمیان محبت اور عقیدت کا نشان سمجھا جاتا ہے۔

زمانے کے انتخابات نے اگرچہ آج اس قوم کو کمزور اور بے بس کر دیا ہے۔ ترکستان کو ترکی کے محدود خطے میں سمیٹ کر رکھ دیا ہے اور پورے ترکستان کو درجنوں ٹکڑوں میں تقسیم کر کے اغیار نے ہضم کر لیا ہے۔ لیکن ایک حساس اور بیدار، جانباز اور بہادر قوم کچھ دنوں کے لیے فریب کا شکار تو ہو سکتی ہے لیکن شاہین سے کرگس کبھی نہیں بن سکتی۔ چاہے اس کے بال و پر نوچ ہی کیوں نہ لیے گئے ہوں۔

ترک قوم کو یہ ساری خوبیاں اسلام نے بخشی تھیں۔ اس نے ترکی کے صحرانوردوں کو امام زمانہ بنایا تھا۔ اس نے فاتحین دیے تھے۔ اس نے ترکستان کو امام بخاری، امام ترمذی اور امام تریدی دیے تھے۔ اس نے فقیہ دیے، مفسر دیے، محدث دیے، فضلائے وقت اور دانشورانِ زمانہ دیے۔ لیکن جس شئ عظیم نے یہ سب کچھ دیا جب اُسی کا رواج باقی نہ رہا، جب اُسی کی آواز دب گئی۔ اُس کی تعلیمات پس پشت چلی گئیں، جب اُس کے احکامات بے اثر بنا دیے گئے،

جب اس کے علم سے عام محرومی اور اس کے عمل سے کھلی بدذوقی کا مظاہرہ ہونے لگا تو سب کچھ چھن گیا۔ نام کے لیے، حسرت و یاس کے لیے اور اگر زندگی کی خواہش ہو تو عبرت و سبق کے لیے سمرقند، بخارا، تاشقند وغیرہ کا نام باقی رہ گیا بلکہ بعض چیرہ دستوں نے تو علاقوں کے اصلی نام بھی بدل دیے تاکہ جغرافیہ کے ساتھ تاریخ بھی بدل جائے۔

یہ ہے دل ہلا دینے والا اور آنسو رلانے والا انقلاب زمانہ جس کی چکی میں پورا ترکستان پس رہا ہے۔ یہ کیونکر پسا اور کس طرح پسا جا رہا ہے اس کتاب میں اسی داستانِ المناک کو پیش کیا گیا ہے۔

زیر نظر کتاب ترکی زبان میں جناب عیسیٰ یوسف الپ تگین نے تالیف کی ہے جس کو اردو کا قالب برادر محترم ثروت صولت صاحب نے دیا ہے۔ لیکن یہ کتاب اپنی سلاست، روانی اور ترجمہ کی خوبیوں کی وجہ سے اپنے اصلی قالب میں معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں ترکی زبان کا علم رکھنے والے اول تو کم لوگ ہیں اور اگر ہیں بھی تو غالباً اس طرح کا کام نہیں کرتے۔ میں جناب ثروت صولت صاحب کی اس کاوش پر انہیں آفرین کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے اسلامی تاریخ سے رشتہ جوڑنے اور ماضی کے جھروکے میں جھانک کر نشان ہائے منزل تلاش کرنے کی نہایت قابل قدر کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور ترکی و پاکستان میں محبت و یگانگت اور اخوت و بھائی چارہ کے رشتے استوار کرنے کا سبب بنائے۔ آمین

سید منور حسن
سیکرٹری جنرل
ادارہ معارف اسلامی

مشرقی ترکستان کی تاریخ ایک نظر میں

ثروتؔ صولت

سنہ ۲۰۶ : قبل مسیح میں ھُن ترکوں کی سلطنت کا قیام۔ ترک حکمراں میتے خان (۲۰۹ ق م تا ۱۷۴ ق م) کا عروج کہا جاتا ہے کہ ترکی زبان کی مشہور رزمیہ ادغز نامہ کا ہیرو ادغز خان یہی میتے خان تھا۔

سنہ ۲۱۴ : قبل مسیح میں ھُن ترکوں کے حملوں کو روکنے کے لیے دیوار چین کی تعمیر۔

سنہ ۱۰۸ : قبل مسیح ترکستان پر چینی حملوں کا آغاز

سنہ ۱۰۱ : قبل مسیح تا سنہ ۸۶ قبل مسیح چین کا مشرقی ترکستان پر پہلی بار قبضہ۔

سنہ ۸۶ : قبل مسیح۔ ترکوں نے چینیوں کو مشرقی ترکستان سے نکال دیا۔

سنہ ۶۰ : قبل مسیح تا سنہ ۱۰ قبل مسیح۔ مشرقی ترکستان پر چین کا دوسری بار تسلط حاصل کرنا

سنہ ۷۴ء :۔ چینی تسلط کا تیسرا دور جس کا آغاز سنہ ۷۴ء میں جنگ برقول میں ترکوں کی شکست سے ہوا۔

سنہ ۱۰۳ء :۔ ترکوں نے چینیوں کو نکال باہر کیا۔

سنہ ۵۵۲ء تا سنہ ۷۴۵ء :۔ ترکستان میں گوک ترک سلطنت کا قیام۔

سنہ ۶۶۰ء تا سنہ ۶۹۰ء :۔ چین کا مشرقی ترکستان پر پھر قبضہ۔

سنہ ۶۹۰ء :۔ ترکوں نے چینیوں کو نکال دیا۔

سنہ ۷۴۲ء :۔ چینیوں کا مشرقی ترکستان پر پھر حملہ۔

۷۵۱ء :۔ تالاس کی جنگ۔ عربوں نے چینیوں کو ایسی فیصلہ کن شکست دی کہ اس کے بعد انہوں نے ایک ہزار سال تک ترکستان کا رخ نہیں کیا۔

۸۴۰ء تا ۱۲۱۲ء :۔ کاشغر میں قرہ خانی یا ایلک خانی سلطنت کا قیام اور ترکوں کا من حیث القوم اسلام قبول کرنا۔

۱۰۶۹ء :۔ کاشغر میں یوسف خاص حاجب نے ترکی کا پہلا ادبی شاہکار "کتادغو بلیغ" مکمل کیا۔

۱۰۷۴ء :۔ محمود کاشغری نے بغداد میں اپنی مشہور کتاب "دیوان لغات ترک" مرتب کی۔

۱۲۱۲ء تا ۱۳۶۹ء :۔ مشرقی ترکستان پر چغتائی منگولوں کی حکومت جنہوں نے ۱۳۶۹ء تک اسلام قبول کر لیا اور ترکی زبان اختیار کر لی تھی۔ بابر کا نانا یونس خان کاشغر کا چغتائی حکمران تھا۔ مرزا حیدر دوغلات جس نے ۱۵۴۰ء سے ۱۵۵۱ء تک کشمیر پر حکومت کی کاشغر کا حکمران اور بابر کا خالہ زاد بھائی تھا۔ وہ تاریخ رشیدی کا مصنف ہے۔ جو کاشغر کے چغتائی حکمرانوں کی تاریخ ہے۔ مرزا حیدر دوغلات ممتاز خطاط، مصور اور ماہر موسیقی بھی تھا۔

۱۳۹۷ء :۔ مشرقی ترکستان میں ادمٹی غور قبیلہ کا خاتمہ۔

۱۶۹۹ء تا ۱۷۶۰ء :۔ مشرقی ترکستان پر غیر مسلم منگول قبیلے قالموق کی حکومت۔

۱۷۶۰ء :۔ قالموقوں کو شکست دے کر چین نے پورے ایک ہزار سال بعد پھر مشرقی ترکستان پر قبضہ کر لیا۔

۱۸۶۳ء :۔ ترکوں نے ایک بار پھر چینیوں کو مشرقی ترکستان سے نکال باہر کیا۔

۱۸۶۵ء تا ۱۸۷۶ء:۔ مشرقی ترکستان پر یعقوب بیگ کی حکومت - ترکی، برطانیہ اور روس نے یعقوب بیگ کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ یعقوب بیگ نے عثمانی خلیفہ کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔

۱۸۷۰ء:۔ عثمانی سلطان عبدالعزیز خان کی خدمت میں یعقوب بیگ نے سفیر اور تحائف روانہ کیے۔

۱۸۷۶ء:۔ مشرقی ترکستان پر چین کا پھر حملہ اور مستقل قبضہ جواب تک جاری ہے۔ مشرقی ترکستان کا نام سنکیانگ رکھ دیا گیا اور اس کو چین کا ایک صوبہ بنا لیا گیا۔

۱۹۱۱ء تا ۱۹۳۳ء:۔ مشرقی ترکستان پر چینی گورنروں کی نیم آزاد حکومت۔

۱۹۳۳ء:۔ ۱۲ ارنومبر کو کاشغر میں مشرقی ترکستان کی آزاد حکومت کا قیام۔

۱۹۳۴ء تا ۱۹۴۴ء:۔ مشرقی ترکستان پر روسی تسلط۔ قومی رہنما محمد امین بغرا نے ہندوستان میں پناہ لی۔ قومی حکومت کا خاتمہ۔

۱۹۴۴ء:۔ روسیوں نے مشرقی ترکستان کی حکومت قوم پرست چین کے سپرد کر دی (اگست)۔

۱۹۴۴ء:۔ ۷ رنومبر کو علی خاں تورہ نے مشرقی ترکستان کی آزادی کا اعلان کیا۔

۱۹۴۶ء:۔ جون میں علی خان تورہ کی آزاد حکومت ختم۔

۱۹۴۷ء:۔ مشرقی ترکستان میں انتخابات اور مسعود صابری کی نیم آزاد قومی حکومت کی تشکیل۔

۱۹۴۸ء:۔ روس کی مداخلت اور سازش سے مسعود صابری کی حکومت کا خاتمہ اور برہان مشہدی کی کٹھ پتلی کمیونسٹ حکومت کا قیام۔ مسعود صابری اور علیسی یوسف الپ تگین ہجرت پر مجبور ہو گئے۔

۱۹۴۹ء:۔ ۱۲ ار اکتوبر کو چینی کمیونسٹوں کا سرحدی شہر قومل پر قبضہ اور نومبر

میں پورے مشرقی ترکستان پر قبضہ۔

۱۹۵۱ء:۔ حریت پسند رہنما عثمان باتور کو ۲۹ را پریل کو پھانسی دیدی گئی۔

۱۹۵۳ء:۔ مشرقی ترکستان کو "سنکیانگ ادمئی غور خود مختار" علاقہ کی حیثیت دے دی گئی۔

۱۹۶۵ء:۔ مشرقی ترکستان میں ترکی کا عربی رسم الخط بدل کر لاطینی رسم الخط جاری کر دیا گیا۔

۱۸۶۳ء تا ۱۸۷۶ء۔ مشرقی ترکستان چین کے تسلط سے آزاد ہو کر یعقوب بیگ کی حکومت۔

۱۸۷۰ء۔ عثمانی سلطان عبدالعزیز خان کی خلافت تسلیم کی یعقوب بیگ نے

۱۸۷۶ء۔ مشرقی ترکستان پر چین کا پھر حملہ اور تسلط جو اب تک جاری

ہے۔ مشرقی ترکستان کا نام سنکیانگ رکھ دیا گیا اور اس کو چین کا

ایک صوبہ بنا لیا گیا۔

۱۹۱۱ء تا ۱۹۳۳ء۔ مشرقی ترکستان پر چینی گورنروں کی نیم آزاد حکومت۔

۱۹۳۳ء۔ ۱۲ نومبر کو کاشغر میں مشرقی ترکستان کی آزاد حکومت کا قیام

۱۹۳۴ء۔ مشرقی ترکستان پر روسی تسلط۔ قومی رہنما محمد امین

بغرا کی ہندوستان میں پناہ لی۔ قومی حکومت کا خاتمہ۔

۱۹۴۳ء۔ روس نے مشرقی ترکستان کی حکومت قوم پرست چین کے

سپرد کر دی (اگست)۔

۱۹۴۴ء۔ ۷ نومبر کو علی خان تورہ نے مشرقی ترکستان کی آزادی کا

اعلان کیا۔

۱۹۴۶ء۔ جون میں علی خان تورہ کی آزاد حکومت ختم۔

۱۹۴۷ء۔ مشرقی ترکستان میں انتخابات اور مسعود صابری کی نیم آزاد

قومی حکومت کی تشکیل۔

۱۹۴۹ء۔ روس کی مداخلت اور سازش سے مسعود صابری کی حکومت کا

خاتمہ اور برہان شہیدی کی کٹھ پتلی کمیونسٹ حکومت کا قیام۔ مسعود

صابری اور عیسیٰ یوسف الپتگین ہجرت پر مجبور ہو گئے۔

۱۹۴۹ء۔ ۲۳ اکتوبر کو چینی کمیونسٹوں کا سرحدی شہر قومل پر قبضہ اور نومبر

مشرقی ترکستان

از

عیسیٰ یوسف الپتگین

(سابق سیکرٹری جنرل حکومت مشرقی ترکستان)

www.uyghurkitap.com

عثمان باطور جنہوں نے
سنہ ۱۹۴۰ء اور سنہ ۱۹۵۰ء میں
قومی بغاوتوں کی رہنمائی کی
اور جن کو چینیوں نے
سنہ ۱۹۵۱ء میں گرفتار کر کے
شہید کر دیا

کتاب "مشرقی ترکستان"
کے مصنف عیسیٰ الپ تگین
جو سنہ ۱۹۴۷ء تا سنہ ۱۹۴۸ء
مشرقی ترکستان کی حکومت
کے جنرل سکرٹری تھے
اور چینی پارلیمنٹ کے
ممبر بھی رہ چکے تھے

www.uyghurkitap.com

تعارف

(جسے ترکی کتاب کے ناشر نے لکھا)

ہم اس کتاب کو جس میں دنیائے انسانیت، عالم اسلام اور ترک دنیا کے بنیادی مسئلوں میں سے ایک مسئلہ کا پوری واقفیت کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے، پیش کرتے ہوئے مسرت محسوس کر رہے ہیں۔

یہ کتاب ترکوں کی دنیا کے ایک اہم حصے سے متعلق ہے اور اس میں سامراجی سیاست کے کریہہ اور خوفناک رخ کو پوری وضاحت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ کتاب کی قدر و قیمت اس وجہ سے اور بڑھ گئی ہے کہ یہ ایک ایسی محترم شخصیت کی لکھی ہوئی ہے جو اس موضوع پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس عبرت انگیز کتاب کے مصنف محترم عیسیٰ الپ تگین (ALP TEKiN) ۱۹۰۸ء میں مشرقی ترکستان کی ولایت کاشغر کے ضلع ینی حصار میں پیدا ہوئے تھے۔ مشرقی ترکستان میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ مختلف مناصب پر فائز رہے اور ۱۹۴۷ء میں مشرقی ترکستان کی حکومت کے جنرل سکرٹری مقرر ہوئے اور ایک سال سے زیادہ اس منصب پر فائز رہے۔ ان کا شمار قوم پرست، سامراج دشمن اور کمیونزم کے مخالف رہنماؤں میں ہوتا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں مشرقی ترکستان پر کمیونسٹ تسلط کے بعد الپ تگین صاحب ہندوستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے ترکی میں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ انہوں نے استنبول میں انجمن مہاجرین مشرقی ترکستان قائم کی، ترکی میں مختلف

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

مقامات پر مشرقی ترکستان سے متعلق لکچر دیے، بین الاقوامی ادارون کو یادداشتیں پیش کیں اور متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ عیسیٰ الپ تکین صاحب مشرقی ترکستان کے آخری قانونی اور جائز رہنما ہیں اور وہ مشرقی ترکستان کے موضوع پر ایک ماہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے روس اور چین کی کمیونسٹ تحریکوں کا خاص طور پر قریب سے مطالعہ کیا ہے۔ انھوں نے اس کتاب میں مشرقی ترکستان کے مسئلے کو بڑی وضاحت سے پیش کیا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ یہ کتاب ایک بڑے تاریخی خلاء کو پُر کر دے گی اور ترکی کے قارئین کے لیے مفید اور معلومات افزا ثابت ہو گی۔

اوتاغ یاینلری۔ استنبول

(Otag Yayinlari)

تعارف

(جسے اُردُو کتاب کے مصنّف نے لکھا)

اس کتاب کے مصنف عیسیٰ یوسف الپ تگین مشرقی ترکستان کی ولایت کاشغر کے ضلع ینی حصار میں ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی جوانی کا بڑا حصّہ ایک ایسے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے جب مشرقی ترکستان کا خطہ روس اور چین کے درمیان ہونے والی کشمکش کا مرکز بنا ہوُا تھا۔ کبھی اس علاقہ پر روس کا اثر قائم ہو جاتا تھا اور کبھی چین کا۔ ۱۹۴۶ء میں جب مشرقی ترکستان میں مخلوط حکومت بنی تو وہ اس میں شامل تھے۔ وہ اس زمانہ میں چینی پارلیمنٹ کے رُکن بھی منتخب ہوئے۔ الپ تگین صاحب کی سیاست کی بنیاد قوم پرستی سامراج دشمنی اور کمیونزم کی مخالفت کے اصولوں پر قائم تھی۔ ۱۹۴۷ء میں جب ڈاکٹر مسعود صابری کی صدارت میں مشرقی ترکستان میں آزاد حکومت کی تشکیل ہوئی تو عیسیٰ یوسف الپ تگین جنرل سیکرٹری کے منصب پر فائز ہوئے یہ حکومت صرف ایک سال قائم رہی، لیکن اس نے اس مختصر مدت میں روس اور چین کی مداخلت کے باوجود کئی کامیاب اصلاحیں کیں۔ ان اصلاحات کا آغاز کمیونسٹوں کی تطہیر سے کیا گیا، تعلیمی اداروں کا نصاب بدلا گیا۔ سنکیانگ نامی سرکاری اخبار میں جو کمیونسٹوں کے ہاتھ میں تھا قومی رجحانات کی عکاسی کی گئی۔ روسی تسلّط کے دور میں ملک کی تحریری زبان میں جو تبدیلیاں کی گئی تھیں ان کو بدل کر قدیم زبان کو بحال کیا گیا۔ مدرسوں کے نصاب میں ترکوں کی تاریخ کا مطالعہ شامل کیا گیا۔ اس زمانے میں اساتذہ کو ترکوں کی تاریخ اور ثقافت کے بارے میں لیکچر دینے کے لئے

جو کمیٹی قائم کی گئی تھی، عیسیٰ یوسف الپ تگین اس میں بھی شامل تھے۔

الپ تگین صاحب نے چین میں قیام کے دوران "الطائی نشریات ایوی" کے نام سے جو دارالاشاعت قائم کیا تھا وہ اس زمانے میں مشرقی ترکستان منتقل کر دیا گیا اور اب اس ادارے سے "الطائی" نامی رسالے کے علاوہ ایک روزنامہ بھی "ارک" (قلعہ) کے نام سے شائع ہونے لگا۔ عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب نے ایک علمی کمیٹی کے توسط سے جو الطائی نشریات سے وابستہ تھی، روس اور چین کی طرف سے مسخ کئے جانے والے قومی کلچر کو اس کی اصل بنیادوں پر قائم کرنے کی کوشش کی۔ مشرقی ترکستان کی تاریخ میں پہلا کتب خانہ عام بھی اس زمانے میں قائم کیا گیا۔ جب عیسیٰ یوسف الپ تگین جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز تھے۔

۱۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو چیانگ کائی شیک کی مداخلت پر مشرقی ترکستان کی حکومت میں تبدیلیوں کے بعد الپ تگین صاحب سیکرٹری نہیں رہے، اور جب ۱۹۴۹ء میں سرخ چین نے مشرقی ترکستان پر حملہ کیا تو یہ دیکھ کر کہ وطن میں رہ کر اب مقابلے کا امکان نہیں رہا، عیسیٰ یوسف الپ تگین اور ان کے ساتھیوں نے ہجرت کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ آزادی کی جدوجہد باہر سے جاری رکھی جائے۔ اگست ۱۹۴۹ء میں وہ سری نگر (کشمیر) پہنچے۔ اور کچھ مدت وہاں اور پاکستان میں قیام کرنے کے بعد ترکی چلے گئے جہاں انہوں نے مستقل رہائش اختیار کر لی۔ انہوں نے استنبول میں مشرقی ترکستان کے مہاجرین کی ایک انجمن قائم کی ہے اور اس کے ذریعہ وہ مشرقی ترکستان کے مؤقف کو دنیا میں روشناس کرانے کی جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ وہ انجمن مہاجرین مشرقی ترکستان کے صدر ہیں۔ انجمن کی طرف سے حصول مقصد کے لئے یعنی مشرقی ترکستان کے حق میں عالمی رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے جلسے کئے جاتے ہیں۔ بیانات جاری کئے جاتے ہیں اور یادداشتیں پیش کی

جاتی ہیں۔ انجمن کی ان تمام سرگرمیوں میں عیسیٰ یوسف صاحب روح رواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اب تک متعدد بین الاقوامی اجتماعات میں شرکت کرکے اپنا مؤقف پیش کر چکے ہیں۔ وہ اپنا دعویٰ پیش کر دیتے ہیں وہ کئی مرتبہ پاکستان بھی آچکے ہیں، پچھلی مرتبہ رابطۂ عالم اسلامی کے تحت ہونے والی ایشیائی اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لئے اگست ۱۹۷۸ء میں کراچی آئے تھے۔ اس سے قبل وہ ۱۹۷۴ء میں آئے تھے۔ راقم الحروف کو دونوں مرتبہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوًا۔

مشرقی ترکستان کے مقدمہ کی پیروی میں عیسیٰ یوسف صاحب کسی قسم کے تساہل سے کام نہیں لیتے اور اپنی ضعیفی کے باوجود ان کو جب بھی اور جہاں بھی موقع ملتا ہے وہ اپنا دعویٰ پیش کر دیتے ہیں۔ جولائی ۱۹۷۴ء میں استنبول کے ممتاز ہفت روزہ ینی دن ملی مجادلہ (YENI DEN MILLI MUCADELE) کی طرف سے جب محکوم قوموں کا ہفتہ منایا گیا تو روس کے مسلم علاقوں کے رہنماؤں کے علاوہ اخبار کی طرف سے عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب سے بھی انٹرویو لیا۔ اس انٹرویو میں انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ مسلم ملکوں کا ایک حصہ روس سے اُمیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور دوسرا چین سے ایسی صورت میں مشرقی ترکستان کے مسئلہ کو کون اٹھائے؟ انہوں نے پاکستان کا خاص طور پر ذکر کیا کہ پاکستان ہمارا بھائی ہے اور مخلص دوست لیکن چین سے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے وہ بھی ہمارا مسئلہ اٹھا نہیں سکتا۔ عیسیٰ صاحب نے کہا اس طرح کام نہیں چلے گا۔ اگر مسلم ممالک اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کو چین سے یہ تو کہہ دینا چاہیے کہ وہ پوری ایک قوم کو نیست و نابود تو نہ کرے، ترکوں کو چینیوں میں ضم تو نہ کرے، ترکوں کے دین اور زبان کو ختم کرنے کی مہم ترک کر دے اور مشرقی ترکستان میں چینیوں کو لاکر آباد کرنے کا سلسلہ بند کر دے۔

"٢٦ اکتوبر ١٩٧٠ء کو جب چین نے مشرقی ترکستان میں ایٹمی دھماکا کیا تو عیسیٰ یوسف صاحب نے فوراً مذمت میں بیان جاری کیا اور کہا کہ چین نے پہلا زیر زمین ایٹمی تجربہ بھی ١٦ اکتوبر ١٩٦٤ء کو مشرقی ترکستان میں کیا تھا اور اس وقت سے پچھلے تجربہ تک سترہ ایٹمی دھماکے کر چکا ہے۔ آخر اس کے لئے مشرقی ترکستان کی سرزمین کو کیوں چنا ہے کیا وہ ترکوں کے اس وطن کو دوسرا ہیروشیما بنانا چاہتا ہے۔"

مشرقی ترکستان سالہا سال تک غیر ممالک کے سربراہوں اور حکام کے لئے ارض ممنوعہ رہا ہے۔ ١٩٧٥ء میں مغربی جرمنی کے صدر ہلمٹ شمٹ پہلے غیر ملکی سربراہ تھے جو مشرقی ترکستان گئے۔ اس موقع پر انقرہ ریڈیو نے ٢ نومبر کو شمٹ کے دورے کی خبر نشر کرتے ہوئے مشرقی ترکستان کے لئے سنکیانگ کا لفظ استعمال کیا۔ عیسیٰ صاحب نے ریڈیو کے جنرل مینجر نوزاد یالچین تاش کو فوراً تار دے کر احتجاج کیا کہ انہوں نے چینی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایک تاریخی حقیقت کو قربان کر دیا۔ عیسیٰ صاحب نے درخواست کی کہ آئندہ ہمارے وطن کو چین کے دیئے ہوئے نام سے نہیں بلکہ اس کے اپنے تاریخی نام مشرقی ترکستان کے نام سے پکارا جائے۔

١٩٧٣ء میں کشمیر اور پاکستان میں مقیم مشرقی ترکستان کے اَسّی مہاجروں نے ترکی میں آباد ہونے کی درخواست کی لیکن حکومت ترکی نے اجازت نہیں دی۔ آخرکار عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب کی کوششوں سے ١٩٧٦ء میں اجازت مل گئی اور یہ سب مہاجر ترک چلے گئے۔

١٩٧٦ء میں حج کے موقع پر عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب نے عربی، ترکی اور انگریزی میں ایک اپیل تقسیم کی جس میں اسلامی دنیا کی توجہ مشرقی ترکستان کی طرف دلوائی گئی تھی۔ یہ اپیل اس کتاب کے آخر میں دی جا رہی ہے۔

جون ۱۹۷۷ء میں انہوں نے ترکی میں انجمن مہاجرین مشرقی ترکستان کے ایک اجتماع میں کہا کہ سرخ چین سے نجات حاصل کرنا صرف مشرقی ترکستان کے باشندوں کے بس میں نہیں جس کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے گئے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آزاد دنیا" اسلامی ممالک اور ترکی مسئلہ سے گہری دلچسپی لیں اور اس کو بین الاقوامی مسئلہ بنا دیں۔

انجمن مہاجرین ترکستان کی طرف سے ترکی میں ہر سال مشرقی ترکستان پر کمیونسٹ چین کے تسلط کے خلاف شب نفرت منانے کے علاوہ ۱۲ر نومبر کو مشرقی ترکستان کی جمہوریت کی سالگرہ بھی منائی جاتی ہے۔ یہ جمہوریت ۱۲ر نومبر ۱۹۳۳ء کو قائم کی گئی تھی۔ الپ تگین صاحب ان تمام اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں اور دنیا کی توجہ مشرقی ترکستان کی طرف منعطف کراتے ہیں۔ اسی طرح ۱۰ر دسمبر کو جب اقوام متحدہ کی طرف سے ساری دنیا میں یوم انسانی حقوق منایا جاتا ہے تو عیسیٰ یوسف الپ تگین صاحب اقوام متحدہ کی توجہ مشرقی ترکستان کے باشندوں کے حقوق کی طرف بھی منعطف کراتے ہیں۔

عیسیٰ یوسف صاحب مشرقی ترکستان کے حقیقی ترجمان ہیں۔ انہوں نے چین اور روس کی کمیونسٹ تحریکوں کا قریب سے مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے مشرقی ترکستان کے موضوع پر ۱۹۷۳ء میں ایک کتاب بھی لکھی جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ راقم الحروف کی یہ کتاب اس کتاب کی تلخیص ہے۔ عیسیٰ یوسف صاحب کی ایک اور کتاب زیر طبع ہے جس میں ان یادداشتوں اور تقریروں کو جمع کر دیا گیا ہے جو انہوں نے مغربی حکومتوں کے سامنے پیش کی تھیں۔ اس کے علاوہ عیسیٰ یوسف صاحب آج کل اپنی خودنوشت بھی لکھ رہے ہیں۔

ثروت صولت

۱۶ر مارچ ۱۹۷۹ء

www.uyghurkitap.com

نقشه مشرقی ترکستان

DOĞU TÜRKİSTAN

آغاز

"میں نے چینیوں کے سونے، چاندی، ریشم، میٹھی
میٹھی باتوں اور قیمتی تحائف سے دھوکا نہیں کھایا۔ ہم
ان بے شمار ترکوں کو بھولے نہیں جو ان چیزوں کے
دھوکے میں آکر فنا ہو گئے اور چین کی غلامی میں چلے گئے۔
میں نے خدا سے مدد مانگی اور میں ترکوں کا خاقان ہو گیا"
"بلگہ خاقان"

مصنف نے کتاب کا "آغاز" اور "خون" کے کتبوں کے مذکورہ بالا اقتباس
... کیا ہے۔ یہ کتبے ترکی زبان کی ادبی تحریر کے ابتدائی نمونوں میں سے
... اور آٹھویں صدی عیسوی سے تعلق رکھتے ہیں۔

دخشوس

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى
www.uyghurkitap.com

دیباچہ

دنیا میں ترکوں کی اکثریت ترکی کی حدود سے باہر پائی جاتی ہے۔ وسط یورپ سے لے کر وسط ایشیا کے مشرقی کناروں تک جو دسیع و عریض خطہ ہے اس کو ترکوں نے اپنا مقدس خون دے کر اپنا وطن بنایا تھا۔ لیکن آج ترکی کے علاوہ ہر جگہ حتیٰ کہ اپنے مرز بوم اور وطن میں بھی ترک آزاد نہیں ہیں اور غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

بلقان میں جس طرح ترکوں کا قتل عام ہوا، کریمیا، قفقازیہ، آذربائیجان، وانگا کی وادی، یورال اور مغربی ترکستان میں ان کو جن مظالم کا نشانہ بنایا گیا اور مشرقی ترکستان میں ان کی جس طرح نسل کشی کی گئی ہے وہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کا نتیجہ ہے۔ اس میں مغرب کی صلیبی ذہنیت کا بھی ہاتھ ہے جس کا کابوس صدیوں سے یورپ کے ذہنوں پر سوار رہا ہے، اور جس کا مقصد ترکوں کو دنیا سے نیست ونابود کرنا ہے۔

غیر مسلم قومیں ترکوں کو ان کی تاریخی میراث سے محروم کرنا چاہتی ہیں۔ اور یہ بات تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے باعث تشویش ہے کہ جمہوریہ ترکی کی حدود کے باہر تمام ترکوں کو آزادی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ غلامی کے شکنجے میں کسے ہوئے یہ محکوم ترک سب کے سب اشتراکی حکومتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اشتراکیوں کی توسیع پسندانہ پالیسی کا شکار ہیں۔

اُسکُپ[۱] سے ارومچی تک پھیلے ہوئے دسیع و عریض خطے میں جو ترکوں

---

[۱] اُسکپ جس کو اب (Skopje) کہتے ہیں یوگوسلاویہ (باقی برصفحہ آئندہ)

کا حقیقی وطن ہے، آج ترکی کے علاوہ ایک بھی ایسا ملک نظر نہیں آتا جو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔ مشرقی ترکستان خاص طور پر اس خطہ کا وہ ملک ہے جس کو سب سے زیادہ فراموش کیا گیا ہے۔ حالانکہ مشرقی ترکستان اس عظیم ترکستان کا ایک حصہ ہے جو مغرب میں بحیرۂ خزر سے لے کر مشرق میں کوہستان التائی تک اور شمال میں یورال کے پہاڑوں اور سائبیریا کے میدانوں سے لے کر جنوب میں خراسان تک پچاس لاکھ مربع کیلو میٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ مشرقی ترکستان اس عظیم ترکستان ہی کا ایک حصہ ہے اور ٹھیک ایشیا کے قلب میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں پاکستان، افغانستان، مغربی ترکستان، منگولیا اور چین سے ملتی ہیں۔ اس کا رقبہ اٹھارہ لاکھ کیلو میٹر سے زیادہ ہے۔ مشرقی ترکستان رقبہ میں جمہوریۂ ترکی سے ڈھائی گنا، جرمنی سے چار گنا اور پاکستان سے تین گنا ہے[1]

مشرقی ترکستان کو فراموش کیے جانے کے اسباب حسب ذیل ہیں:۔

(۱) پہلا سبب شاہراہ ریشم کی تاریخی شاہراہ کا بند ہو جانا ہے جس کے ذریعہ یورپ اور ایشیا کے درمیان مشرقی ترکستان کے راستے سے رابطہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کی ریاست سربیا کا ایک اہم شہر ہے۔ اس پر عثمانی ترکوں کا ۱۳۸۹ء سے ۱۹۱۲ء تک قبضہ رہا۔ ترکی کی ادبی اور ثقافتی تاریخ میں اس شہر کو ایک ممتاز مقام حاصل رہا ہے۔ موجودہ دور کے سب سے بڑے اور مقبول ترک شاعر یحییٰ کمال بیاتلی اسی شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ آج بھی اس شہر کی ایک تہائی آبادی مسلمان ہے اور شہر میں اسلامی دور کی متعدد یادگاریں موجود ہیں۔

(مترجم)

[1] زیادہ صحیح یہ ہے کہ پاکستان اور ترکی سے رقبہ میں دوگنے سے کچھ زیادہ ہے۔ (مترجم)

قائم تھا۔ اس تجارتی شاہراہ کے بند ہو جانے سے مشرقی ترکستان کی وہ اہمیت ختم ہو گئی جو صدیوں سے قائم تھی۔ یہ بات چین کے لیے مفید ثابت ہوئی جو مشرقی ترکستان پر قبضہ کے لیے موقع کی تلاش میں تھا۔ باقی دنیا سے مشرقی ترکستان کے کٹ جانے کی وجہ سے چینیوں کی تمام کارروائیاں دنیا کی نظر سے اوجھل ہو گئیں۔ خصوصاً ۱۷۶۰ء کے بعد مشرقی ترکستان بالکل گوشۂ گمنامی میں ڈال دیا گیا۔ ترکستان کا تاریخی نام بدل کر اس کو "سنکیانگ" کا نام دے دیا گیا۔ اور اس طرح مشرقی ترکستان سرخ سامراج کی بھینٹ چڑھ کر گوشۂ گمنامی میں چلا گیا۔ اس کے برخلاف وہ ترک علاقے جو مشرقی ترکستان کے باہر تھے وہ ایشیا اور یورپ کے تہذیبی مرکزوں سے زیادہ قریبی تعلق قائم کر سکے اور اپنے وجود کا احساس دلا سکے۔

۲۔ مشرقی ترکستان کو فراموش کر دینے کی دوسری وجہ اس خطہ کی تعلیمی اور ثقافتی پس ماندگی ہے۔ مشرقی ترکستان کے مقابلے میں دوسرے ترک ملکوں میں کلچر اور تعلیم کا نظام زیادہ منظم تھا جس کی وجہ سے وہاں جدید تعلیم یافتہ طبقہ وجود میں آ گیا اور جب اس طبقہ کے لوگوں نے آزاد دنیا میں پناہ حاصل کی تو انہوں نے اپنے ملک کا تعارف ساری دنیا سے کرا دیا۔

اس کے برخلاف مشرقی ترکستان میں ترکی اور چینی نظام تعلیم بالکل ابتدائی نوعیت کا تھا جو ملک میں جدید قیادت پیدا کرنے کی راہ میں مانع تھا۔

یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے اشتراکی تسلط کے تحت دوسرے ترک ملکوں کے مقابلے میں مشرقی ترکستان کے مسائل نمایاں ہو کر سامنے نہ آ سکے۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

طبیعی ساخت، پیداوار اور تجارت

مشرقی ترکستان کا رقبہ اٹھارہ[١٨] لاکھ اٹھائیس[٢٨] ہزار مربع کیلومیٹر (۶ لاکھ ٣٣ ہزار مربع میل) ہے۔ قدرتی ساخت میں بڑا انضاد ہے۔ ایک طرف وسیع و عریض صحرا ہیں، دوسری طرف زرخیز اور شجر دار اراضی اور نخلستان ہیں۔ جنگل بھی پائے جاتے ہیں اور ملک کا ایک بڑا حصہ بلند و بالا اور برف پوش پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ سب سے اونچی چوٹی تنری داغ[١] کی خان تنری ہے جس کی بلندی سات ہزار چار سو اُنتالیس میٹر (تقریباً ٢٤ ہزار دو سو فٹ) ہے۔ اس پہاڑ کی ڈھلانیں گھاس کے میدانوں سے ڈھکی ہوتی ہیں اور پرورش حیوانات کے لیے موزوں ہیں۔

دریائے طارم کا طاس جو تنری داغ اور کوہ کوئن لون کے درمیان ہے نو لاکھ مربع کیلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ تکلا مکان کا مشہور صحرا اسی طاس میں ہے اور پانچ لاکھ مربع کیلومیٹر پر مشتمل ہے۔ طارم کے طاس کی باقی زمین زراعت کے لیے موزوں ہے۔ طارم کا موسم صحرائے گوبی کے مقابلے میں زیادہ خشک ہے۔ بارش صرف موسم بہار میں ہوتی ہے۔ اور وہ بھی بہت کم۔ آبپاشی کا انحصار دریائے طارم پر ہے جس کا پانی جھیل قرہ بوران (لوب نور) میں خارج ہو جاتا ہے۔ وادیٔ طارم میں گیہوں، روئی، مکئی، چاول کی کاشت ہوتی ہے۔ میووں میں خوبانی اور انگور کی کثرت ہے۔

---

[١] تنری داغ کوہ تیان شان کو کہتے ہیں۔ (مترجم)۔

تنری داغ اور التائی کے درمیان شمال کی طرف "جنگاریہ" کا علاقہ ہے۔اس کا وسطی حصہ ریگستانی ہے لیکن باقی حصہ گھاس کے میدانوں پر مشتمل ہے۔یہ علاقہ خانہ بدوشوں کا مرکز رہا ہے۔مغربی ترکستان اور مشرق بعید کو ملانے والے راستے جنگاریہ ہی سے گزرتے ہیں۔چین سے ملانے والی واحد ریلوے لائن بھی یہیں سے گزرتی ہے۔جنوبی حصہ میں چشموں اور ندی نالوں کی کثرت ہے۔مشرقی ترکستان کا دارالحکومت ارومچی اسی علاقے میں واقع ہے۔

مشرقی ترکستان میں دن گرم اور راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔سردی شدید ہوتی ہے۔دریاؤں کا پانی جم جاتا ہے۔اور ہر طرف برف ہی برف نظر آتی ہے۔

شمال میں بارش کا اوسط ڈیڑھ سو سے تین سو ملی میٹر تک اور جنوب میں ایک سو ملی میٹر ہے۔(یعنی چھ انچ سے بارہ انچ تک)[1]۔

پیداوار:۔

مشرقی ترکستان میں دس قسم کے غلے، ۲۵ قسم کی سبزیاں، تئیس قسم کی جڑی بوٹیاں، ۳۵ قسم کے پھول، بیس قسم کے میوے، پانچ قسم کے تربوز، بائیس قسم کے خربوزے، ۴۳ قسم کے سیب، تیرہ قسم کے انگور، گیارہ قسم کے شفتالو، نو قسم کی خوبانیاں اور پانچ قسم کی ناشپاتیاں پیدا ہوتی ہیں۔

روئی کو زراعت میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔اس کی کاشت کا آغاز اگرچہ ہندوستان میں ہوا لیکن مشرق اور مغرب میں اس کو متعارف ترکوں نے کرایا۔چنانچہ شمالی چین میں چوتھی صدی میں روئی مشرقی ترکستان ہی سے گئی۔جنگاریہ، کاشغر اور ترفان (TURFAN) کے نخلستان روئی کی کاشت

۱؎ ایک انچ ۲۵ ملی میٹر کے برابر ہوتا ہے۔(مترجم)۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

کے سب سے بڑے مرکز ہیں۔ ۱۹۵۹ء کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا میں روئی پیدا کرنے والے سب سے بڑے تین ملک امریکہ، روس اور چین ہیں جن میں اُس سال حسب ذیل مقدار میں روئی پیدا ہوئی تھی۔

امریکہ ———————— ۳۱ لاکھ ٹن

چین ———————— ۲۴ لاکھ ٹن

روس ———————— ۱۶ لاکھ ٹن

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ چین اور روس میں روئی پیدا کرنے والے علاقے صرف مغربی اور مشرقی ترکستان ہی ہیں۔

مشرقی ترکستان میں مویشیوں، گھوڑوں، اونٹوں اور گدھوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ ہے جن میں ایک کروڑ پندرہ لاکھ بھیڑیں ہیں۔

معدنیات:۔

مشرقی ترکستان معدنیات کے لحاظ سے بڑا دولت مند ملک ہے۔ اب تک اٹھاسی ۸۸ قسم کی مختلف معدنیات دریافت کی جا چکی ہیں۔ یہاں پٹرول کے جو ذخیرے دریافت ہوئے ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایران اور عراق کے ذخیروں سے دس گنا بڑے ہیں۔ ریڈیو ارومچی کے اعلان کے مطابق مشرقی ترکستان میں مینگنیز، سیسے، المونیم اور کوئلے کے ذخیرے لامحدود ہیں۔

۱۹۵۹ء میں اعلان کیا گیا تھا کہ صرف ارومچی کے جنوب میں ساٹھ کروڑ ٹن کوئلہ موجود ہے۔ لوہے، پارے، قلعی، سیسے، سونے اور یورینیم[1]

---

[1] ورلڈ المینیک (Almanac) ۱۹۷۲ء کے مطابق سنکیانگ کا علاقہ جنگی اہمیت رکھنے والی معدنیات کے لحاظ سے چین کا سب سے زرخیز علاقہ ہے۔ کتاب کے مطابق جو معدنیات مشرقی ترکستان میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

کے بھی وسیع ذخیرے دریافت ہوتے ہیں۔

لیکن مشرقی ترکستان کی یہ دولت کمیونسٹ نظریات کی توسیع اور مسلمانوں کی قبر کھودنے کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ سامراجی طاقتیں نہیں چاہتیں کہ یہ دولت ترکوں کے ہاتھ میں چلی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی ترکستان کو غلامی کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے۔

تجارت:۔

مشرقی ترکستان کو عہد قدیم سے وسط ایشیا کی تجارت میں اہم مقام حاصل رہا ہے۔ یورپ کو چین اور مشرق بعید سے ملانے والا واحد تجارتی راستہ، جس کو شاہراہ ریشم کہا جاتا تھا مشرقی ترکستان میں سے گزر کر جاتا تھا اس طرح یہ اہم بین الاقوامی تجارتی شاہراہ ترکوں کے قبضے میں تھی۔

ترکوں کی یہ برتری چینیوں کو قطعی پسند نہیں تھی اور وہ اس راستہ پر قبضہ کرنے کے لیے مشرقی ترکستان کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کرتے رہے۔ ڈاکٹر وُلفرام ایبرہارڈ (Wolfram Eberhard) تاریخ چین میں لکھتے ہیں:۔

> "ترکستان کو ۱۲۰ قبل مسیح سے تجارتی میدان میں کلیدی حیثیت حاصل تھی۔ اس تجارت سے صرف تاجر ہی فائدہ نہیں اٹھاتے تھے بلکہ وہ حکام اور امراء بھی فائدہ اٹھاتے تھے جن کے علاقوں سے یہ تجارتی شاہراہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) پائی جاتی ہیں حسب ذیل ہیں:۔
ٹنگسٹن (Tungsten) ولفرام (Wolfram)، مولبڈینم (Molybdenum)، تانبا، جست، کوئلہ، یورے نیم اور پٹرول۔ (مترجم)۔

ئۇيغۇر كىتاب ئوربىتى
www.uyghurkitap.com

گزرتی تھی اور یہ بات ان کے مفاد میں تھی کہ یہ راستہ کسی صورت میں بند نہ ہو۔ اسی طرح مغربی چین کے حکمرانوں کے مفاد کا تقاضا تھا کہ وہ اس راستہ پر اپنا کنٹرول رکھیں تاکہ یہ تجارت بغیر کسی خلل کے جاری رہے"

اس مقصد کے لیے چین یہ نہیں چاہتا تھا کہ ترکستان میں کوئی طاقتور ترک حکومت قائم ہو۔ چنانچہ ۷۴۳ء میں چین نے ایک مہم مغرب کی طرف بھیجی اور سارے ترکستان پر قبضہ کر لیا گیا۔ لیکن ترک جلد ہی اس تجارتی شاہراہ پر پھر قابض ہو گئے اور اس کے بعد تقریباً چھ سو سال تک یہ راستہ مختلف ترک قبائل کے قبضے میں رہا[1]۔ بعد کے دور میں روس کا مفاد بھی اس میں تھا کہ ہندوستان تک پہنچنے کا راستہ اس کے پاس رہے۔ اس طرح انیسویں صدی میں چین اور روس کا مفاد مشترک ہو گیا اور انھوں نے پورے ترکستان کو باہم تقسیم کر لیا۔ مغربی حصہ روس کے قبضے میں چلا گیا اور مشرقی حصے پر چین قابض ہو گیا۔ بہر حال اس کے بعد بھی ۱۹۴۲ء تک روس، ہندوستان، چین، جرمنی اور انگلستان مشرقی ترکستان سے تجارت کرتے رہے۔ لیکن ۱۹۴۹ء میں یہ تجارتی راستہ مستقل طور پر بند کر دیا گیا[2]۔

---

[1] ترکستان پر قبضہ کرنے کے لیے چین نے مختلف زمانوں میں جو کوششیں کیں ان کی تفصیل اسی کتاب کے اس باب میں دی گئی ہے جو تاریخ سے متعلق ہے۔ (مترجم)

[2] یہ تجارتی راستہ پاکستان میں شاہراہ قراقرم کی تعمیر کی بدولت گلگت اور چین کے ملحقہ اضلاع سے تجارت کے لیے جزوی طور پر ۱۹۷۰ء کے بعد کھل گیا ہے۔ (مترجم)

مواصلات :-

مشرقی ترکستان کی جنگی اہمیت کے پیشِ نظر چین نے ملک میں سڑکوں کا جال پھیلادیا ہے۔ مغربی ترکستان، تبت، چین اور کشمیر کے راستے ہندوستان اور پاکستان سے ملانے والی سڑکیں تعمیر کردی گئی ہیں اور دارالحکومت اُرومچی کو ملک کے ہر حصے سے ملادیا گیا ہے۔ اُرومچی اور چین کے درمیان ریل کا رابطہ بھی قائم ہوگیا ہے اور ملک کے دوسرے شہروں کو بھی ریل کے ذریعہ ملایا جا رہا ہے۔ لیکن نظامِ مواصلات میں یہ توسیع ترکستان سے ہمدردی کی بنا پر نہیں کی گئی ہے بلکہ وہاں کے باشندوں کو کچلنے اور مشرقی ترکستان کو مستقل طور پر ایک نوآبادی بنانے کے لیے کی جا رہی ہے۔ آزادی کی تحریکوں کو کچلنا اور چین سے مختصر سے مختصر راستے سے تیزی سے فوجی کمک بھیجنا ان کوششوں کا مقصودِ اول ہے۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى بېكتى
www.uyghurkitap.com

باشندے

مشرقی ترکستان کی آبادی مختلف ترک قبائل پر مشتمل ہے۔ ان میں اکثریت اویغور (Uighur) قبیلے کی ہے جس کی تعداد ستر لاکھ بتائی جاتی ہے۔ دوسرے بڑے ترک قبیلے قازق، کرغیز، ازبک اور تاتار ہیں۔ اویغور کے بعد سب سے زیادہ تعداد قازقوں کی ہے۔

زراعت پیشہ لوگ عام طور پر اویغور قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ قبیلہ چونکہ عہد قدیم سے شہری زندگی گزار رہا ہے اس لیے تہذیبی اور تعلیمی میدان میں اویغور سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ وہ تجارت پیشہ ہیں اور حکمراں طبقہ کے لوگ زیادہ تر اسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔

قازق زیادہ تر خانہ بدوش ہیں۔ بہادر، مہمان نواز اور ایثار پیشہ ہیں۔ ان کی تعداد دس لاکھ ہے۔

چینی حکومت ان ترک قبائل میں سے ہر ایک کو ایک مستقل قوم[1] ظاہر

---

[1] یہی طریقہ روس نے مغربی ترکستان اور قفقاز کے مسلمانوں کو تقسیم کرنے اور کمزور بنانے کے لیے اختیار کیا ہے۔ مغربی ترکستان اور وسط ایشیا کے ترکوں کو قازق، کرغیز، ازبک، تاجیک اور ترکمان قوموں کی شکل دے دی ہے اور ہر قبیلہ کی تہ کی بولی کو مستقل زبان کی حیثیت دے کر مشترکہ علمی و ادبی ترکی زبان کی نشوونما روک دی ہے۔ حالانکہ موجودہ صدی کے آغاز میں کریمیا سے نکلنے والا اخبار "ترجمان" اور استنبول کا اخبار "صراط مستقیم" کاشغر تک جاتا تھا اور وسط ایشیا کے ترک اس کو آسانی سے پڑھ لیتے تھے۔ (مترجم)

کرتی ہے تاکہ وہ آسانی سے ان پر حکومت کر سکے۔ چین کا اس بارے میں یہ موقف رہا ہے کہ یہ قبائل شروع ہی سے ایک متحدہ قوم کی تشکیل کی راہ میں مانع رہے ہیں۔ چنانچہ چین نے ان قبیلوں کے اختلافات کو دشمنی کی حد تک بڑھا دیا ہے۔

چین کے مانچو باشندوں کی تعداد سات لاکھ ہے۔ یہ چین کے سابق حکمران خاندان مانچوریا کے مانچو خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

خالص چینی باشندوں کی تعداد ۱۹۵۸ء تک دو لاکھ تھی۔ لیکن اس کے بعد سے چینیوں کی آبادی کی رفتار خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ چینی باشندوں میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان بھی ہیں جو تُنگن (Tungun) کہلاتے ہیں اور مختلف زمانوں خصوصاً انیسویں صدی میں چینی جبر و استبداد سے تنگ آکر مذہبی آزادی کی خاطر مشرقی ترکستان میں پناہ گزین ہوتے رہے ہیں۔

مشرقی ترکستان میں منگول باشندوں کی تعداد ایک لاکھ ہے۔

آبادی:۔

مشرقی ترکستان اپنے سخت موسم کے باوجود تبت کی خشک سطح مرتفع اور سائبیریا کے برفانی علاقوں کے مقابلے میں انسانی آباد کاری کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ آبادی کی بڑی تعداد، ندی اور دریاؤں کے کناروں پر یا پہاڑوں کے دامنوں میں آباد ہے۔ کاشغر، یارقند، ختن، آق صو ایسے شہر ہیں جو بڑے بڑے نخلستانوں میں آباد ہیں۔ ان نخلستانوں میں آبادی کا تناسب ایک سو افراد فی کیلو میٹر ہے۔

مشرقی ترکستان کا ایک تاریک پہلو آبادی کا مسئلہ ہے۔ اس بارے میں آج تک جس قدر اعداد و شمار دیے جاتے رہے ہیں وہ ایک دوسرے

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى
www.uyghurkitap.com

سے مختلف ہیں۔ سرخ چین نے بھی جو سرکاری اعداد و شمار شائع کیے ہیں ان میں بھی آبادی بہت کم بتائی ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

مشرقی ترکستان کے بارے میں (Sven Hedin) جیسے باصلاحیت عالم نے ۱۹۳۰ء میں حساب لگایا تھا کہ وہاں کی آبادی چونسٹھ (۶۴) لاکھ ہے۔ اس کے بعد اب تک اگرچہ آبادی میں دوگنے سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے لیکن نئے اعداد و شمار میں اس سے بھی کم آبادی بتائی جاتی ہے۔

چین کے سرکاری اعداد و شمار میں مشرقی ترکستان کی آبادی ۱۹۴۵ء میں بیس لاکھ ۹۴ ہزار بتائی گئی تھی جبکہ سالنامہ چین ۱۹۳۵ء (China Year Book 1935) کے مطابق ۱۹۲۹ء میں یہ آبادی چالیس اور ساٹھ لاکھ کے درمیان بتائی گئی تھی۔ ۱۹۳۴ء اور ۱۹۴۴ء کے درمیان جو سرکاری رپورٹیں شائع ہوتی رہی ہیں ان میں آبادی اڑتالیس (۴۸) لاکھ بتائی گئی ہے اور ۱۹۴۶ء میں مشرقی ترکستان پر قوم پرست چین کے قبضہ کے وقت وہاں کی آبادی ۳۶ لاکھ ۶۸ ہزار بتائی گئی تھی۔

مشرقی ترکستان پر اشتراکی قبضہ کے بعد جو اعلانات جاری ہوتے رہے ہیں وہ اور بھی مضحکہ خیز ہیں۔ ۳۰ جولائی ۱۹۵۳ء کی مردم شماری میں ۱۹۴۹ء سے آنے والے چینی آبادکاروں کو شامل کر کے مشرقی ترکستان کی کل آبادی ۴۸ لاکھ ۷۵ ہزار بتائی گئی ہے۔ جب کہ مقامی چینی حکومت کے سربراہ سیف الدین عزیز نے اپنی رپورٹ میں یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء کو یہ تعداد ۷۲ لاکھ بتائی ہے۔

مشرقی ترکستان کی حکومت کے سابق سربراہ محمد امین بغرا نے مشرقی ترکستان کی آبادی تقریباً ایک کروڑ بتائی ہے جب کہ ان کا کہنا ہے چینیوں

کی مداخلت کی وجہ سے اور ترکوں کی آبادی کے ایک حصّے کے خانہ بدوش ہونے کی وجہ سے یہ اعداد و شمار مکمل نہیں۔

یلماز اوزتونا (Yilmaz Oztuna) نے بجا طور پر لکھا ہے کہ:[۱]

"سرخ چین کی حکومت یہ اعداد و شمار عالمی رائے عامہ کے ڈر سے صحیح شکل میں پیش نہیں کرتی، کیونکہ اتنی کثیر آبادی رکھنے والی ایک قوم کو غلام بنا کر رکھنا دنیا کی رائے عامہ کی نظر میں چین کو ایک سامراجی طاقت ثابت کر دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ترکوں کی آبادی کم سے کم بتانے کی کوشش کرتی ہے تاکہ اس خطہ میں ایک مستقل ترک حکومت کا قیام ناممکن سمجھا جائے۔"

ہمارے خیال میں مشرقی ترکستان کی آبادی اس وقت ڈیڑھ اور دو کروڑ کے درمیان ہونی چاہیئے۔ لیکن ہم پھر بھی اتنا بڑا دعویٰ نہیں کرتے کیونکہ چین کی جارحانہ پالیسی کے نتیجے میں ہر سال ہزاروں ترکستانی حریت پسند قتل اور ہزاروں جلاوطن کیے جاتے رہے ہیں اور ترک باشندوں کی ایک کثیر تعداد ترک وطن پر مجبور ہوتی رہی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کم از کم اتنا قطعی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ مشرقی ترکستان کی آبادی جو ۱۹۴۸ء میں اسّی لاکھ تھی آج اس کی تعداد ایک کروڑ اور ایک کروڑ بیس لاکھ کے درمیان ہونی چاہیئے۔

---

[۱] یلماز اوزتونا جمہوریہ ترکی کے ایک اہل قلم ہیں۔ انہوں نے اپنی ترکی تصنیف "ترکیہ تاریخی" (تاریخ ترکی) کی جلد اول میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔ (مترجم)

uyghurkitap.com

زبان اور کلچر :-

مشرقی ترکستان کے باشندے ایک ایسی خالص ترکی میں باتیں کرتے ہیں جس کو محمود کاشغری[1] نے خاقانیہ کا نام دیا تھا۔ قدیم زمانے میں یہ صرف بول چال کی زبان تھی، لیکن قرہ خانی سلطنت کے زمانے میں اس نے ادبی اور سرکاری زبان کی حیثیت اختیار کر لی اور کاشغر گیارھویں اور بارھویں صدی عیسوی میں ترکی زبان و ادب کا پہلا مرکز بن گیا۔ ترکی کی ابتدائی لغت اور گرائمر اسی خطہ میں مرتب کی گئی اور ادبی نثر اور ادبی منظوم کلام کا آغاز اسی خطے سے ہوا۔ وہ عظیم کتابیں جو آج ترکوں کے ملی کلچر کا سرچشمہ سمجھی جاتی ہیں وہ اسی دور میں لکھی گئیں۔ محمود کاشغری شہر کاشغر میں اور یوسف حاجب[2] مشرقی ترکستان کے دوسرے شہر بلاساغون میں پیدا ہوئے تھے۔

اس جگہ یہ واضح رہے کہ مشرقی ترکستان کی ترکی اور جمہوریہ ترکی

---

[1] محمود کاشغری عہد قرہ خانی کے مشہور اہل قلم تھے۔ ان کی مشہور کتاب "دیوان لغت الترک" یعنی ترکی زبان کی لغت بغداد میں ۱۰۷۴ء میں مکمل ہوئی اور عباسی خلیفہ مقتدی باللہ کو پیش کی گئی۔ یہ کتاب ترکی زبان، ادب اور ثقافت سے متعلق بیش بہا معلومات کا خزانہ ہے۔ ترکی لسانی انجمن نے اب اس کتاب کو مفید حاشیوں کے ساتھ نئے رسم الخط میں پانچ جلدوں میں شائع کر دیا ہے۔ (مترجم)

[2] یوسف خاص حاجب بھی عہد قرہ خانی کے مصنف اور محمود کاشغری کے ہمعصر ہیں۔ ان کی کتاب "کتادغو بلیغ" (سعادت نامہ) اسلامی ترکی ادب کا پہلا شاہکار سمجھا جاتا ہے۔ یہ ساڑھے چھ ہزار اشعار پر مشتمل ایک مثنوی ہے۔ اخلاق اور حکمرانی اس کا موضوع ہے۔ (مترجم)

میں بولی جانے والی ترکی لہجہ کے فرق کے باوجود ایک ہی زبان ہے اور دونوں ملکوں کے باشندے کسی واسطے کے بغیر ایک دوسرے کی زبان سمجھ سکتے ہیں۔ دشمن اقوام چونکہ اس حقیقت سے واقف ہیں اس لیے وہ ان زبانوں کو مصنوعی الفاظ تیار کر کے ترکی زبان کو ایک دوسرے کے لیے ناقابل فہم بنا رہی ہیں۔ ادرنہ سے وسط یورپ تک پھیلی ہوئی یہ زبان، ترکوں کا دین اور کلچر اور ان کے اتحاد اور برتری حاصل کر لینے کا تصور ان دشمنوں کے لیے سوہان روح ہے۔ اسی لیے بین الاقوامی سیاسی قوتوں یعنی صیہونیت اور کمیونزم نے ترکوں کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا ہے۔

۱۹۶۰ء کے بعد دنیا کی رائے عامہ نے سرخ چین کا خطرہ محسوس کیا تو اس کے جواب میں صیہونی قلم حرکت میں آ گئے اور انہوں نے لکھنا شروع کیا کہ چین مستقبل کے لیے خطرہ نہیں بنے گا بلکہ یہ خطرہ دنیا کے ترک کی طرف سے لاحق ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہودی صحافی سولز برگر (Sulzberger) نے ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء کو لکھا:۔

"آج ترکی زبان میں بولنے والا ایک انسان اگر گھوڑے پر سوار بلغاریہ سے چینی ترکستان تک سفر کرے تو وہ سارے راستے اپنا دکھ درد بیان کر سکتا ہے۔ آج بھی ادرنہ کے لوگ ترکی کے یورپی حصے میں واقع ادرنہ کے لوگوں کے ساتھ اس سے زیادہ آسانی سے بات چیت کر سکتے ہیں جتنی وہ پیکنگ کے لوگوں سے کر سکتے ہیں"[۱]

یہ جملے لکھ کر دراصل سولز برگر نے بتایا ہے کہ مستقبل کا خطرہ چین نہیں

۱؎ نیویارک ٹائمز ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء بحوالہ (Turk Kulturu) جلد چہارم شمارہ ۳۹، انقرہ۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

بلکہ ترک ہیں۔ لیکن ترکی زبان اور کلچر کے دشمن خواہ کتنے ہی خوفزدہ کیوں نہ ہوں دنیائے ترک کے کسی بھی حصے میں نشوونما پانے والی ثقافتی تحریک تمام ترکوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ اناطولیہ کا نصرالدین خواجہ مشرقی ترکستان میں نصرالدین آفندی ہے اور آذربائیجان میں ملا نصرالدین کہلاتا ہے۔ ہم نے اناطولیہ آنے کے بعد خواجہ نصرالدین کی جو کہانیاں سنیں ان میں سے بیشتر کو ہم مشرقی ترکستان میں سن چکے تھے۔ اسی طرح اناطولیہ کی کہاوتیں اور ضرب الامثال وہی ہیں جو ہم نے مشرقی ترکستان میں بچپن میں سیکھی تھیں:۔

"مشرقی ترکستان اور اناطولیہ کے درمیان گہرا تعلق ہے اور اناطولیہ کو تینوں براعظموں میں پھیلے ہوئے ترکوں کے قلب کی حیثیت حاصل ہے"

ترکی ادبیات کے لیے جس طرح استنبول کی زبان نمونہ سمجھی جاتی ہے، اسی طرح مشرقی ترکستان کے لیے کاشغر کی زبان نمونہ ہے۔

مگر سرخ چین مشرقی ترکستان میں ملی اور اسلامی کلچر کو زندہ و پائندہ رہنے کی اجازت نہیں دے رہا ہے اور یہ کوشش کر رہا ہے کہ ترکی کو دوسرے ترک علاقوں اور ملکوں سے ملانے والی زبان، ثقافت اور رسم و رواج کو ختم کر دے اور ترکوں میں ملی کلچر اور مشترکہ زبان باقی نہ رہے اور ان کا وجود ختم ہو جائے۔ لیکن چین یہ ظلم آخر کب تک جاری رکھ سکے گا۔ ایک دن ترکوں کی فریاد رنگ لائے گی اور کمیونزم کا غلبہ اقوام عالم کی نفرت سے ختم ہو جائے گا۔ وہ وقت ہوگا جب ہم ترکی ثقافت کو عہد سابق کی طرح ایک بار پھر عظمت حاصل کرتے دیکھیں گے۔

دین:۔

وسط ایشیا اور مشرقی ترکستان کے ترک اسلام قبول کرنے سے پہلے مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ اگرچہ بعض مورخوں نے ان کا

مذہب شامانی لکھا ہے لیکن یہ بات متنازعہ ہے کہ کتنے ترکوں نے شامانی مذہب قبول کیا تھا۔ ترکوں میں بدھ مت اور مسیحیت کے پیرو بھی موجود تھے اور حقیقت یہ ہے کہ ترکوں نے مسلمان ہونے تک بحیثیت ایک قوم کوئی ایک مذہب قبول نہیں کیا تھا۔ اور خونؔ[ا] کے کتبوں میں ہمیں اللہ کا ارادہ، اللہ کی رضا، خالق مخلوقات اور قضا و قدر جیسے الفاظ نظر آتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترک اسلام سے قریب تر زندگی گزارتے تھے۔

اموی سپہ سالار قتیبہ کے ۸۶ھ میں مغربی ترکستان میں داخلے کے بعد ترکستان میں انفرادی طور پر لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے بعد دسویں صدی عیسوی (تیسری صدی ہجری) میں ترک گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہوئے۔ خانہ بدوش ترکوں کا اسلام لانا ایک عظیم تاریخی واقعہ ہے۔ ترکوں نے اسلام کو برضا و رغبت قبول کیا تھا۔

۳۲۳ھ/۹۳۴ء میں قرہ خانی حکمران سلطان ساتق بغرا خاں کے

ا۔ شمالی منگولیا میں دریائے اورخون کے کنارے پائے جانے والے یہ کتبے ۷۳۲ء اور ۷۳۵ء سے تعلق رکھتے ہیں، اور ترکی زبان کے ابتدائی نمونوں میں سے ہیں۔ ان کتبوں کا انکشاف ۱۸۸۹ء میں ہوا تھا۔ ان کتبوں میں جو رزمیہ اشعار پر مشتمل ہیں ترکوں کے آغاز کی داستان، ان کی چینیوں کے ہاتھوں محکومی اور پھر بلگہ خاں کے ہاتھوں ان کی آزادی کی داستان بیان کی گئی ہے۔ بلگہ خان کا ۷۳۴ء میں انتقال ہوا تھا۔ قدیم ترکی تحریر کے دوسرے اہم نمونے جو نویں سے گیارہویں صدی تک کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں مشرقی ترکستان میں دریافت ہوئے ہیں۔ (مترجم)

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

اسلام قبول کرنے کے بعد ترک حکمران طبقے اور عوام دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس طرح دین اسلام سارے مشرقی ترکستان میں پھیل گیا اور آج تاجیک باشندوں کے سوا جو اسمٰعیلی ہیں مشرقی ترکستان کے تمام ترک قبائل اہل سنت والجماعت مذہب سے تعلق رکھنے والے مسلمان ہیں۔

چینی حکومت نے چینی کلچر کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا، اسلام کی تحقیر کی اور ترکوں کو اسلام سے دور کرنے کی بہت کوشش کی لیکن عوام کی دینداری نے ان تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔

تعلیم و معاشرت:۔

مشرقی ترکستان کی معاشرتی زندگی میں اُن اجتماعات کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے جو "مشرب" کے نام سے مشہور ہیں۔ ان اجتماعات میں نوجوانوں کی تعلیمی اور ثقافتی تربیت ہوتی تھی۔ جاڑوں کی طویل راتوں میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک جگہ جمع ہو جاتے تھے جہاں کوئی ممتاز عالم عہد قدیم کی داستانوں کے علاوہ جامی، فردوسی یا دوسرے عرب اور ترک شعرا کا کلام پڑھ کر سناتا تھا۔ مشہور ترک ولی احمد یسیوی[۱] کے

---

[۱] احمد یسیوی متوفی ۵۶۲ھ ۱۱۶۶ء مشہور ترک ولی گزرے ہیں۔ دریائے سیحون یعنی سیر دریا کے کنارے یسی (YESI) نامی بستی میں ان کا مزار ہے۔ اسی نسبت سے ان کو یسیوی کہا جاتا ہے۔ امیر تیمور نے ان کی قبر پر ایک شاندار مقبرہ اور مسجد تعمیر کرا دی تھی جو اب تک موجود ہے۔ یسی کو اب "ترکستان" کہا جاتا ہے۔ دیوان حکمت کے نام سے ترکی زبان میں ایک مجموعہ اشعار ان سے منسوب ہے۔ اس دیوان نے ترکی کی صوفیانہ شاعری پر گہرا اثر ڈالا۔ (مترجم)

روحانی اثرات ان اجتماعات میں بہت گہرے ہوئے تھے۔ اس طرح داستان گوئی کے یہ مرکز تعلیم و تربیت کے اہم مرکز بن گئے تھے۔

مشرقی ترکستان میں تعلیم شروع سے عام تھی۔ جگہ جگہ دینی تعلیم کے مدرسے تھے اور لکھنے پڑھنے والوں کا تناسب ایشیا کی بہت سی مملکتوں سے زیادہ تھا۔

۱۸۷۶ء کے بعد جب چینیوں نے مشرقی ترکستان پر مستقل قبضہ قائم کر لیا تو انہوں نے جدید طرز کے مدرسے قائم کیے۔ جن میں چینی زبان سکھائی جاتی تھی۔ لیکن ان مدرسوں کا مقصد چونکہ عوام کو چینی تہذیب کے رنگ میں رنگنا اور حکومت چین کے لیے خادم اور نوکر فراہم کرنا تھا اس لیے مقامی لوگ ان مدرسوں سے دریا کی طرح دور بھاگتے تھے۔ جب کبھی چینی حکومت میں کمزوری پیدا ہوئی تو بعض ترکوں نے انفرادی کوششوں سے جدید طرز کے مدرسے قائم کرنے کی کوشش کی لیکن غلبہ حاصل ہونے کے بعد چینی ان مدرسوں کو بند کرا دیتے تھے۔ اور ان کے بانیوں کو سزا دیتے تھے۔ ۱۹۱۲ء اور ۱۹۱۸ء کے درمیان ترکی سے دو ماہر اسمٰعیل حقی اور احمد کمال مشرقی ترکستان پہنچے لیکن چینیوں نے ان کو کام نہیں کرنے دیا۔

روس نے اپنے مختصر تسلط کے زمانے میں ایک فوجی ڈائرکٹر مقرر کیا تھا جس نے مغربی ترکستان (روسی ترکستان) کی طرح مشرقی ترکستان کے لوگوں کو بھی آٹھ قوموں میں تقسیم کر دیا۔ اور ہر قوم کے لیے الگ الگ ثقافتی ادارے قائم کرنے کا حکم دیا۔ ان اداروں کے تحت مدرسے بھی قائم کیے گئے۔ لیکن ان روسی مدرسوں کا مقصد کمیونزم کی تعلیم دینا تھا اور کٹھ پتلی اور غلام ذہنیت کے لوگ تیار کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ چنانچہ مشرقی ترکستان کے ترک باشندوں

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

نے ان میں بہت کم دلچسپی لی۔ اس کے نتیجے میں وہ تعلیم سے محروم رہ گئے۔

چینی اشتراکی تسلط کے بعد تعلیم کو بے شک فروغ ملا ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے مدرسے اور یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ لیکن یہ تعلیم بھی ترکوں کے ملی اور قومی مفاد کے لیے نقصان دہ تھی۔ ۱۹۵۷ء تک یونیورسٹی کے ترک طلبہ کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی۔ لیکن اس سال جب انہوں نے بغاوت کی تو ان سب طلبہ کو جلاوطن کر دیا گیا اور یونیورسٹی میں صرف چینی طلبہ رہ گئے۔

اشتراکی چین کے ان جدید مدرسوں میں مشرقی ترکستان کی تاریخ ترک مشاہیر اور ترکی تہذیب کے بارے میں کوئی معلومات فراہم نہیں کی جاتیں۔ تمام مضامین چینی تاریخ اور چینی تہذیب سے متعلق ہوتے ہیں۔ درسی زبان میں چینی الفاظ کی بھرمار ہوتی ہے جو صوتی لحاظ سے ترکی سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

صحافت اور مطبوعات:۔

اخباروں اور دیگر مطبوعات پر سرخ چین نے خاص طور پر توجہ دی ہے۔ "سنکیانگ" کے نام سے ایک اخبار نکلتا ہے جو آٹھ مقامات سے اویغوری بولی میں، چار مقامات سے قازقی بولی میں، دو مقامات سے چینی میں اور ایک مقام سے منگولی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ رسالوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ پیکنگ سے شائع ہونے والے اخبار پیپلز گزٹ کا ایک اویغوری ایڈیشن بھی "خلق" کے نام سے شائع کیا جاتا ہے۔

اس جگہ یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ روس کی طرف سے مشرقی ترکستان میں پروپیگنڈے کے لیے شرق حقیقتی (حقیقت شرق) کے نام

سے اڈیبفوری زبان میں عربی رسم الخط میں ایک رسالہ بھی شائع کر کے پوشیدہ طور پر مشرقی ترکستان میں بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح روسی ترکستان سے خفیہ طور پر کتابیں بھی بھیجی جاتی ہیں۔ یہ مطبوعات چونکہ چین کے خلاف ہوتی ہیں اس لیے ان کا داخلہ ممنوع ہے اور ان کو تقسیم کرنے اور پڑھنے والوں کو سخت سزا دی جاتی ہے۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

تاریخی پس منظر

عہد قدیم سے اٹھارویں صدی تک

ترکستان انسانی تہذیب کے قدیم ترین گہواروں میں سے ایک ہے۔ مغربی ترکستان میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے نو ہزار سال پہلے کی تہذیب کے آثار ملے ہیں۔ ترکوں کا اولین وطن کوہ تھیان شان کے نواح میں تھا۔ اس پہاڑ کو ترکی میں تنری داغ کہتے ہیں۔ یونانی مورخ ہیروڈوٹس نے جس قوم کو اسکیت (Iskit) کہا ایران میں جس کو توران، ہندوستان میں "ساکا" اور تورو شکا کہا جاتا تھا وہ سب ترک تھے۔ توران جمع کا صیغہ ہے اور توروشکا لفظ ترک کی سنسکرت شکل ہے۔

چینی دو ہزار قبل مسیح میں مشرقی ترکستان کے لوگوں کو شیونگ نو کہتے تھے۔ ھن ترکوں کی سلطنت ۲۰۶ سنہ قبل مسیح میں قائم ہوئی تھی اور بحیرۂ چین سے بحر اسود تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا سب سے بڑا حکمران میتے خان (Mete Han) تھا جس کا تلفظ چینی میں ماؤتن (Mao-Tun) کہا جاتا ہے۔ دیوار چین ان ہی ھن ترکوں کے حملوں سے روک تھام کے لیے تعمیر کی گئی تھی۔ میتے خان کی وفات کے بعد ۸۰ سنہ قبل مسیح میں چین نے ترکستان پر حملے شروع کر دیے اور اس خطہ پر ۱۰۸ سنہ ق مسیح سے ۸۶ سنہ قبل مسیح تک قابض رہے۔ ۸۶ سنہ قبل مسیح میں یعنی ۲۲ سال کی مسلسل جنگ کے بعد ترکوں نے بالآخر چینیوں کو اپنے وطن سے بیدخل کر دیا۔

چینی تسلط کا دوسرا دور سنہ ۶۰ قبل مسیح سے سنہ ۱۰ قبل مسیح تک یعنی پچاس سال رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہُن سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ لڑائیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ کبھی ترک کامیاب ہو جاتے تھے اور کبھی چینی۔ ۷۴ء میں جنگ برکول (Barkol) کے بعد جس میں ترکوں کو شکست ہوئی چینی مشرقی ترکستان کے جنوبی اور مشرقی حصوں پر قابض ہو گئے۔ چین کا یہ قبضہ تیس سال قائم رہا۔ سنہ ۱۰۳ء میں مقامی سرداروں نے ایک بار پھر چینیوں کو نکال باہر کیا۔ اس طرح چینیوں اور ترکوں میں تین سو آٹھ سال تک جو کشمکش جاری رہی اس کے دوران دو سو سات سال تک ترک غالب رہے اور ایک سو ایک سال تک چینی ترکستان کے ایک حصہ پر قابض رہے۔ اس زمانے میں ترکوں نے چینیوں سے ریشم سازی اور کاغذ سازی سیکھی اور چینیوں نے روئی، یونجہ (Yonca)[۵۱] اور بعض دیگر زرعی اجناس کی کاشت ترکوں سے سیکھی۔

گوک ترکوں کی سلطنت

(سنہ ۵۵۲ء تا سنہ ۷۴۵ء)

ھنوں کی سلطنت کے بعد ترکوں کی دوسری بڑی سلطنت گوک ترک سلطنت تھی۔ لفظ ترک پہلی مرتبہ اسی دور میں استعمال ہوا۔ اس سلطنت کا بانی بومین خان (Bumin Khan) تھا۔ جس نے سنہ ۵۵۵ء تک تمام ترکستان کے قبائل کو اپنا مطیع بنا لیا۔ گوک ترکوں کی سلطنت تقریباً ایک سو سال قائم رہی۔ سنہ ۶۶۰ء میں چینی ایک بار پھر پورے مشرقی ترکستان پر قابض ہو گئے۔ اور سنہ ۶۹۰ء تک قابض رہے اس کے بعد ترکوں نے ان کو نکال دیا۔ سنہ ۷۴۲ء میں چینیوں نے دوسری بار حملہ کیا لیکن ترکوں نے

---

۵۱ یونجہ ایک قسم کی گھاس ہے جو جانور کھاتے ہیں۔ (مترجم)

www.uyghurkitap.com

عربوں سے مدد حاصل کرکے ۷۵۱ء میں تالاس کی جنگ میں چینیوں کو فیصلہ کن شکست دی اور اپنے وطن کو مستقل طور پہ آزاد کرا لیا۔ اس کے بعد ایک ہزار سال تک چینیوں نے مشرقی ترکستان کا رُخ نہیں کیا۔

نویں صدی عیسوی میں قرہ خانیوں کی مستحکم حکومت قائم ہونے تک مشرقی ترکستان پہ قارلق، کہ عیزاد اور ایغور قبائل حکومت کرتے رہے۔ یہ ترک قبائل قانصو (کانسو) تک کے علاقہ پہ قابض تھے۔ اس زمانے میں مشرقی ترکستان میں مسیحی، بودھ اور مانی مذہب کی اشاعت ہوئی۔ اسلام کا اثر اس وقت تک بہت کم تھا۔

قرہ خانی سلطنت :۔

(۸۴۰ء تا ۱۲۱۲ء)

قرہ خانی پہلا ترک حکمران خاندان تھا جس کی حکومت مشرقی ترکستان اور مغربی ترکستان دونوں پہ تھی۔ قرہ خانی دور ترکوں کی تاریخ میں ایک نیا موڑ ہے۔ اس دور میں ایک طرف ترکوں نے اسلام کو اپنے دین کی حیثیت سے قبول کیا اور دوسری طرف پورے ترکستان پہ ان کی حکومت قائم ہو گئی۔ انھوں نے مشرقی اور مغربی ترکستان کو متحد کر دیا۔ یہ خطہ اور یدی صو (Yedisu) کا علاقہ ۱۱۲۳ء تک قرہ خانیوں کے قبضے میں رہا۔

قرہ خانی خاندان کا بانی کاشغر کا حکمران بوقا خان تھا۔ اس دور میں تین اہم واقعات رونما ہوئے :۔

ا۔ ۳۲۰ھ ۹۳۲ء میں نوجوان خاقان ساتُق بغرا خان (صدیق) نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد اس کی دعوت پہ ترکوں کی اکثریت نے شامانی مذہب، بودھ مت اور مانی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح اس دور میں اسلام پہلی مرتبہ ترکوں کا سرکاری مذہب بن گیا۔

۲- ساتق بغرا خاں کے پوتے ہارون بغرا خان نے ۳۸۴ھ ۹۹۴ء میں سامانی حکومت کو ختم کر کے مغربی ترکستان کو عظیم اسلامی ترک سلطنت میں شامل کر لیا۔

۳- ترکی قومی کلچر اور زبان کے شاہکار دیوان لغات ترک اور کتاب قوتو بلیغ جیسی کتابیں اس دور میں لکھی گئیں۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کے موضوع پر اس دور میں جو کتابیں لکھی گئیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔

قرہ خانی سلطنت ۱۰۴۸ء میں دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک کا مرکز کاشغر اور دوسرے کا سمرقند تھا۔ لیکن یہ حکومتیں باہم برسرِ پیکار نہیں رہتی تھیں بلکہ ترک تورہ (قانون) کے مطابق سمرقند کی حکومت کاشغر کے خاقان کی بالادستی تسلیم کرتی تھی۔ قرہ خانی دور میں پوری مملکت چینی خطرے سے محفوظ رہی اور ترکوں نے صدیوں تک امن اور چین کی زندگی گزاری۔

۱۱۲۴ء سے ۱۲۱۱ء تک ترکستان پر قرہ خطائیوں کی حکومت قائم رہی۔ یہ قبیلہ شمالی چین سے آکر مشرقی ترکستان میں آباد ہو گیا تھا اور بغاوت کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ لیکن یہ لوگ آخر تک قرہ خانی خاندان کے حکمران کو سلطان تسلیم کرتے رہے اور قرہ خانی حکمران خود کو گورخاں کہلاتے تھے۔ انہوں نے صرف بلاساغون کے شہر پر اپنی حکومت قائم کی جس کی حیثیت ایک اسلامی شہر کی تھی۔ کاشغر اور ماوراء النہر میں قرہ خانی حکمران حسب سابق حکومت کرتے رہے۔ البتہ وہ گورخاں کو خراج دیتے تھے۔

قرہ خطائیوں کا مذہب مانی تھا۔ وہ اگرچہ چینی ثقافت کو پسند کرتے تھے لیکن انہوں نے ترکستان کے اقتصادی نظام میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

منگولوں کا دورِ حکومت :۔

۱۲۱۱ئہ میں قرہ خطائیوں اور قرہ خانیوں کا منگولوں نے خاتمہ کر دیا۔ منگولوں کے خاندان چغتائی نے ۱۲۲۸ئہ سے ۱۳۶۹ئہ تک پورے مغربی اور مشرقی ترکستان پر حکومت کی۔ ان کا مرکز مشرقی ترکستان میں تھا۔ اس کے بعد امیر تیمور نے مغربی ترکستان میں تیموری خاندان کی حکومت قائم کر لی۔ لیکن تیموری مشرقی ترکستان کی منگول حکومت کو پوری طرح ختم نہ کر سکے اور امیر تیمور مشرقی ترکستان کے صرف جنوبی حصوں پر قابض ہو سکا۔ بالآخر ۱۳۸۹ئہ میں دونوں حکومتوں میں صلح ہو گئی۔

مشرقی ترکستان کے حکمران خضر خواجہ اور تیمور کے درمیان لڑائیوں میں اوئیغور قوم تیمور کی حامی تھی۔ لیکن جب دونوں میں صلح ہو گئی تو اوئیغوریوں نے چین سے تعلقات پیدا کر لیے جس کی وجہ سے چینی فوجوں کی ایک تعداد قومل میں آکر آباد ہو گئی۔ اس کی وجہ سے خضر خاں نے ۱۳۹۷ئہ میں پوری قوت سے اوئیغوریوں پر حملہ کیا اور ان کی ایک کثیر تعداد کو قتل کر دیا۔ باقی لوگ مملکت کے مختلف حصوں میں منتشر کر دیے گئے۔ اس کے بعد سے مشرقی ترکستان میں اوئیغور قبائل کا وجود ختم ہو گیا اور ان کا نام بھی باقی نہیں رہا۔ اس وقت مشرقی ترکستان کے ترکوں کو اوئیغور کا جو نام دیا گیا ہے وہ روسیوں کا دیا ہوا ہے جنہوں نے ۱۹۳۴ئہ تا ۱۹۴۳ئہ مشرقی ترکستان پر اپنے تسلّط کے زمانہ میں ترکوں کو اوئیغور کہنا شروع کر دیا تھا۔ لیکن یہ قطعی مصنوعی نام ہے۔

خاندان چغتائی نے اور اس کے ساتھ تمام منگول امراء اور فوجیوں نے ۱۳۵۷ئہ تک اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے ترکی زبان اور تمدن کو اختیار کر لیا اور تین سو سال تک ایک ترک قوم کی حیثیت سے مشرقی

ترکستان پر حکومت کی۔

۱۶۹۹ء میں خواجہ ہدایت اللہ نامی ایک پیر طریقت نے چغتائی حکومت کے خلاف بغاوت کی اور حکومت پر قابض ہو گیا۔ ترکوں کے اس باہمی تصادم سے ایک منگول قبیلے قالمق نے فائدہ اٹھایا اور وہ مشرقی ترکستان کے شمالی حصے پر قابض ہو گیا۔ اور شہر ایلی (Ili) کو مرکز حکومت بنا لیا۔ بعد میں خواجہ ہدایت اللہ نے بھی ان کی اطاعت قبول کر لی۔ قالمقوں کی حکومت ۱۷۶۰ء میں ختم ہو گئی۔ قالمقوں کو چنگار بھی کہا جاتا ہے۔

مانچو خاندان کی حکومت :-

قالموقوں نے منگولیا پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور انھوں نے چین کے شہر پیکنگ تک حملے شروع کر دیے تھے۔ اس کے جواب میں چینیوں نے جوابی کارروائی کی۔ اتفاق سے ان کو ایک اچھا موقع بھی ہاتھ آ گیا۔ قالموقوں کے آخری دور میں قبیلے کونتا (Konta) کے سردار امورسینا نے قالموقوں کے خلاف بغاوت کر دی اور چین سے مدد طلب کی۔ چین نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور فوج روانہ کر دی۔ امورسینا نے چین کی مدد سے قالموق حکومت ختم کر دی لیکن چینی فوج نے دارالحکومت ایلی سے جانے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ امورسینا کو چینیوں کے خلاف کارروائی کرنی پڑی اور اس نے ان کو مشرقی ترکستان سے بیدخل کر دیا۔ اس کے بعد چین نے ۱۷۵۶ء میں دوسری فوج بھیجی۔ امورسینا کو شکست ہوئی اور وہ روس بھاگ گیا۔ ۱۷۵۷ء میں امورسینا نے پھر ایلی پر قبضہ کر لیا جس کے جواب میں چینیوں نے اگلے سال تیسری کارروائی کی اور امورسینا کو شکست کھا کر پھر روس میں پناہ حاصل کرنی پڑی۔ ۱۷۶۰ء میں ولایت ایلی اور مشرقی ترکستان کا شمالی حصہ چینیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ اس کے بعد انھوں نے جنوبی ترکستان پر بھی

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

قبضہ کر لیا جس پر خواجہ برہان الدین کی حکومت تھی۔ پہلے کاشغر پر قبضہ کیا پھر یارقند پر۔ خواجہ برہان الدین اور اس کے بھائی خواجہ جہاں متعدد معرکوں کے بعد بدخشاں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ اور جب چینیوں نے بدخشاں کے حکمراں امیر سلطان شاہ سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اُس نے ان دونوں بھائیوں کو قتل کر کے ان کے سر چینیوں کے پاس بھیج دیے۔ چینی سپہ سالار نے ان کے سروں کی لوہے کے پنجرے میں رکھ کر سارے ملک میں تشہیر کی اور پھر ان کو پیکنگ بھیج دیا۔

خواجہ جہاں کی بیوی دلشاد سلطان بدخشاں میں رہ گئی تھی۔ چینی سپہ سالار جاؤ ہوئی نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا اور دھمکی دی کہ اگر دلشاد سلطان کو نہ بھیجا گیا تو بدخشاں پر حملہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ سلطان شاہ نے اس خاتون کو بھی چینیوں کے سپرد کر دیا۔ جاؤ ہوئی نے دلشاد کو پیکنگ بھیج دیا جہاں شہنشاہ نے اس سے شادی کرنی چاہی لیکن جب دلشاد نے سختی سے انکار کر دیا تو اس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا۔

دلشاد سلطان چین میں اور مشرقی ترکستان میں عفت اور ناموس کی علامت بن گئی۔ وہ ایک بہادر خاتون تھی اور اپنے شوہر کے ساتھ جنگوں میں شرکت کرتی تھی۔ اس پر چین اور یورپ میں کئی ناولیں لکھی گئیں۔

مشرقی ترکستان پر چینیوں کا یہ قبضہ ۱۸۶۳ء تک رہا۔

اس دور میں چینیوں کے مظالم :۔

مشرقی ترکستان پر چینیوں کا یہ قبضہ ۱۸۶۳ء تک قائم رہا۔ ایک ہزار سال کے بعد چینی تسلط کے اس پہلے دور میں ترکوں کا قتل عام کیا گیا، ان کو جلا وطن کیا گیا۔ ان کا مال اور جائیداد ضبط کی گئی اور ان کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ پیٹر فلیمنگ (Peter Fleming) نے

اپنی کتاب (News from Tartary) مطبوعہ لندن ۱۹۳۶ء
میں لکھا ہے کہ :- اٹھارہویں صدی کے نصف آخر میں مشرقی ترکستان میں دس لاکھ افراد قتل کیے گئے - جو حضرات اس قتل عام اور چینیوں کے مظالم کی تفصیلات پڑھنا چاہتے ہیں وہ ترک مصنف محمد عاطف کی کتاب "کاشغر تاریخی" یعنی تاریخ کاشغر مطبوعہ استنبول سنہ ۱۳۰۰ھ ملاحظہ فرمائیں - ہم یہاں اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں :-

(۱) ترکستان کو چین کا ایک حصہ بنانے کی غرض سے اور ترک مسلمانوں کو قابو میں رکھنے کے لیے چینیوں کو مشرقی ترکستان میں آباد کیا گیا - ان آباد کاروں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی - یہ لوگ زیادہ تر قومُل، ایلی، اردمچی اور ترا باغ اتاشے میں آباد کیے گئے - ان کو چونکہ زبردستی لایا گیا تھا اس لیے ان کو خوش کرنے کے لیے کھلی چھٹی دے دی گئی تھی کہ وہ جتنی زمین چاہیں حاصل کر لیں - چنانچہ وہ مسلمان جو قتل عام میں شہید ہو گئے تھے ان کی تمام املاک گھر، مویشی اور آلات وادزار ان چینی آباد کاروں میں تقسیم کر دیے گئے - یہ چینی آباد کار ٹیکس سے بھی بری تھے اور ان کو دی ہوئی قرض کی رقم مقامی باشندوں کے حساب میں ڈال دی جاتی تھی - اس طرح

"مشرقی ترکستان کو چین کا ایک حصہ بنانے کی سیاسی پالیسی کا آغاز ہو گیا"

(۲) مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کے دلوں سے ان کے شاندار ماضی کی یاد دلوں سے نکال دینے کی غرض سے سرکاری محلات، دفاتر اور مساجد تمام کی تمام ڈھا دی گئیں - مدرسے، کتب خانے، حمام، کارواں سرائے جو عہد اسلامی میں تعمیر کیے گئے تھے نیست و نابود کر دیے گئے - اور ان کی جگہ چینی طرز کی سرکاری عمارتیں، فصیلیں، قلعے اور بت خانے تعمیر کیے گئے - اسی طرح شہروں اور مقامات کے نام بدل کر چینی نام

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

رکھے گئے۔

(۳) ترکوں کو چینی لباس پہننے پر مجبور کیا گیا۔ خصوصاً ترک عہدیداروں کو اور چینی مدرسوں کے ترک طلبہ کو چینی لباس پہننے پر مجبور کیا گیا۔ ترکوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے بال چینی طرز پر کٹوائیں، بتوں کے آگے سر جھکائیں اور سور کا گوشت کھائیں۔ چینی آباد کاروں نے جگہ جگہ میخانے، قحبہ خانے اور افیون خانے قائم کیے تاکہ مسلمانوں کے اخلاق تباہ ہوں۔

(۴) مشرقی ترکستان کے باشندے خواتین کی عزت و ناموس کے مسئلہ کو ہر چیز سے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ چینیوں نے ان کو ذلیل کرنے کے لیے خواتین کی عزت و ناموس پر حملے کیے۔

(۵) ترکوں پر چینیوں کے مظالم کی شکایت کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ اگر کوئی ترک شکایت کر دے تو اور زیادہ سزا کا مستوجب قرار دیا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر ولایت آق صو کے دو ممتاز افراد عیسیٰ گمبیز (Gumbez) اور محمد علی بغرا نے جب چینی حاکم سے چینی فوجیوں کے مظالم کی شکایت کی تو اُس علاقے کے سینکڑوں ترکوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان دونوں عمائدین کو قتل کر دیا گیا اور ان کے سترہ ساتھیوں کو بھی پھانسی دے دی گئی۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ ایسے متعدد واقعات پیش آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ایک سو تین سالہ چینی تسلط کے زمانے میں جو مظالم ہوئے ان کی تفصیل لکھی جائے تو کئی کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔

چینیوں کے ان مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے مشہور مستشرق اور وسط ایشیا کے امور کے ماہر اوون لیٹی مور (Owen Lattimore) نے لکھا ہے:۔

"مانچو خاندان کے عہد حکومت میں جو مظالم کیے گئے اور

دریائے طارم کی وادی میں ہونے والی بغاوتوں کے بعد اویغور قبائل کا جس وحشت ناک طریقے پر قتلِ عام کیا گیا اس کا ردِ عمل یعقوب بیگ کی بغاوت کی شکل میں ظاہر ہوا۔"[1]

1. Owen Lattimore : Pivot of Asia p. 46 Little Brown & Co. Boston - 1950

ئۇيغۇر كىتاب تورى بىكىتى
www.uyghurkitap.com

یعقوب بیگ کی حکومت

ترکوں نے چینی تسلط کے ایک سو تین سالہ دور میں آزادی کی جدوجہد پوری قوت سے جاری رکھی۔ خواجہ برہان الدین اور خواجہ جہان (جن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے) کے خاندان کے افراد نے اور مشرقی ترکستان کے عوام نے اس مدت میں سترہ دفعہ آزادی کی لڑائیاں لڑیں۔ ان مجاہدین کے نام جنہوں نے آزادی کی ان جنگوں میں حصہ لیا حسب ذیل ہیں:۔

خواجہ جہانگیر خاں، خواجہ یوسف خاں، خواجہ محمد امین خاں، خواجہ ولی خاں۔ عبداللہ۔ خواجہ رشید الدین خان، محمد عبداللہ صدیق بے، محمد علی، سلطان ابوالاعلی خان، داؤد خلیفہ، حبیب اللہ عالم اور امام محمد۔

ان جنگوں کے نتیجے میں ترکوں کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کا مختصر حال یہ ہے:۔

(۱) ۱۷۶۳ء میں حمید اللہ بیگ کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد جو قتل عام ہوا اس سے بچنے کے لیے سولہ ہزار ترک اور دوسری روایت کے مطابق پچاس ہزار ترک نقل مکانی کر کے مغربی ترکستان چلے گئے۔

(۲) ۱۸۱۹ء تا ۱۸۲۶ء جہانگیر خاں کی جنگ آزادی کے دوران بھی ترکوں کا قتل عام ہوا اور نوے ہزار ترکستانی مغربی ترکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔

مشرقی ترکستان کے مہاجرین کی ایک جماعت

www.uyghurkitap.com

(۳) ۱۸۳۰ء میں کاشغر میں یوسف خان کی قیادت میں جنگ لڑی گئی اور اس کی ناکامی کے بعد ستر ہزار مسلمان مغربی ترکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔

(۴) ۱۸۴۶ء میں خواجہ محمد امین کی قیادت میں بغاوت کے بعد کاشغر اور ینی حصار سے ساٹھ ہزار ترک نقل وطن کر کے مغربی ترکستان گئے۔

(۵) کاشغر صدیوں سے مشرقی ترکستان کا مرکز رہا ہے۔ وہاں کے لوگ غلامی پر کبھی راضی نہیں ہوئے۔ چنانچہ ۱۸۵۵ء میں ولی خان تورے کی قیادت میں پھر بغاوت ہوئی۔ ولی خان ایک سو پچاس دن (پانچ ماہ) کاشغر پر حکومت کرنے کے بعد فرار ہونے پر مجبور ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی پندرہ ہزار ترکوں کو بھی وطن چھوڑنا پڑا۔

یعقوب بیگ کی حکومت (۱۸۶۵ء تا ۱۸۷۶ء):-

اب تک آزادی کی جدوجہد کا یہ انداز تھا کہ لوگ جہاں بھی موقع ملتا تھا وہاں چینیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن ۱۸۶۳ء میں ایک نئے انداز سے بغاوت ہوئی۔ لوگ پورے ملک میں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے چینیوں کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ اپریل ۱۸۶۳ء میں رشید الدین خان نے شہر کوچا میں، جون میں عبداللہ نے شہر کارہ گلک میں، اگست میں صدیق بیگ نے کاشغر میں، مفتی حاجی حبیب اللہ نے ختن میں، محمد علی نے یارقند میں، ابوالاعلیٰ نے ایلی میں، داؤد خلیفہ نے ارومچی میں اور امام محمد نے چوگ چیک میں علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس متحدہ اقدام کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرقی ترکستان میں موجود چینی فوج اور اس کی کمک کو آنے والی فوج بے بس ہو گئی۔ مجاہدین آزادی کو مکمل فتح حاصل ہوئی اور مشرقی ترکستان کو ایک سو تین سال کی غلامی کے بعد ایک بار پھر آزاد کرا لیا گیا۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

۱۸۶۵ء میں عظیم رہنما یعقوب بیگ نے بڑی محنت اور کوشش سے ملک کے مختلف عناصر کو متحد کر کے مشرقی ترکستان میں ایک مرکزی حکومت قائم کر دی۔

آزاد حکومت کو مستحکم کرنے کے بعد یعقوب بیگ نے پہلا کام یہ کیا کہ قاضی یعقوب کی سربراہی میں ۱۸۷۰ء میں ایک سفارت خلیفہ عبدالعزیز کے پاس استنبول بھیجی۔ اس سفارت کا مقصد خلیفہ کے ہاتھ پہ بیعت کرنا اور مشرقی ترکستان کے لیے فوجی امداد اور عثمانی حکومت کی تائید حاصل کرنا تھا۔ اس سفارت کے نتیجے میں سلطان عبدالعزیز نے ایک فوجی افسر کاظم بے کی سربراہی میں ایک فوجی جماعت ترکستان بھیجی۔ اس جماعت میں پیادہ اور سواروں کے علاوہ توپخانہ کے معلم کی حیثیت سے یوسف، چرکس یوسف، اسمٰعیل حقی اور زمان بیگ داغستانی شامل تھے۔ ان کے ساتھ کچھ اسلحہ بھی بھیجا گیا۔

اس موقع پر مصری خدیو اسمٰعیل پاشا نے بھی ایک جماعت اور اس کے ساتھ کچھ توپیں اور بندوقیں بھیجیں۔ چنانچہ یعقوب بیگ نے سلطنت عثمانیہ سے آنے والے ان فوجی معلموں اور فوجی دستے کی مدد سے اسی ہزار افراد پر مشتمل ایک فوج منظم کر لی۔ میرے دادا (یوسف علیپی الپ تگین کے دادا) قاسم حاجی محمد علی اوغلو ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے یعقوب بیگ کی اس فوج میں شامل ہو کر تربیت حاصل کی اور چینیوں کے مقابلہ میں جنگوں میں حصہ لیا۔ میں اس وقت پانچ سال کا تھا اور کچھ کچھ باتیں یاد ہیں۔ دادا پُرجوش انداز میں ہم سب کو ایک صف میں کھڑا کر دیتے اور پھر حکم دیتے:۔

راحت، تیار، ہوشیار، تیز خرام وغیرہ وغیرہ۔

مرحوم کا ۸۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

یعقوب بیگ نے فوجی اور داخلی تنظیم کے ساتھ سفارتی اور سیاسی تعلقات کی طرف سے بھی غفلت نہیں برتی۔ افغانستان سے معاہدہ کیا اور یعقوب قاضی کو پھر استنبول بھیجا تاکہ وہ وہاں روس، انگلستان اور دوسرے ملکوں کے سفیروں سے رابطہ قائم کریں۔ اس کے ساتھ ہی سلطان عبدالعزیز کی خدمت میں تحائف بھیجے اور ایک خط کے ذریعے فوجی معلمین اور فوجی سامان بھیجنے پر سلطان کا شکریہ ادا کیا۔

سلطان عبدالعزیز نے جواب میں یعقوب بیگ کے خط اور تحائف پر مسرت کا اظہار کیا اور مشرقی ترکستان میں اسلام کی سربلندی کے لیے دعا کی اور مزید تحائف اور ماہرین بھیجنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اس موقع پر سلطان نے یعقوب بیگ کو جو تحائف بھیجے ان میں چند اہم یہ ہیں :-

ایک جھنڈا جس کے سرے پر سورہ فتح منقوش تھی۔

ایک گھڑی جس پر طغرائے ہمایوں منقش تھا۔

ایک مرصع خلعت

اور پانچ سو قرآن مجید

توپخانے کے لیے جو اسلحہ بھیجے ان کے ساتھ حسب ذیل ماہر بھی ساتھ بھیجے۔ توپچی یوزباشی علی اور قلعہ بندی کے ماہر یوزباشی کاظم اور گولے بنانے کے ایک ماہر جن کا نام بھی یوزباشی علی تھا۔

یہ ماہرین اور سامان جنگ بمبئی کے راستے بھیجا گیا۔ سلطان عبدالعزیز نے ترکی سے بمبئی تک سارا سفر خرچ بھی خزانہ شاہی سے ادا کیا۔

یعقوب بیگ کا عثمانی سلطنت سے تعلق قائم کرنا سلطان عبدالعزیز کا یعقوب بیگ کی طرف جھکاؤ، مشرقی ترکستان میں عثمانی حکمران کے نام کا خطبہ پڑھا جانا اور اس کے نام سے سکہ ڈھلنا ایسے معاملات تھے جو روس اور انگلستان کے لیے باعث تشویش تھے۔ چنانچہ ان ملکوں

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

نے بھی یعقوب بیگ کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں مصلحت دیکھی۔ انگلستان نے یعقوب بیگ کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور سر ڈگلس فورسائتھ (Douglas Forsyth) اور ڈاکٹر بیلو (Bellow) کی سربراہی میں آٹھ افراد پر مشتمل ایک جماعت کاشغر بھیجی۔ یہ جماعت اپنے ساتھ ملکہ برطانیہ کا ایک خط اور کچھ تحائف بھی ساتھ لے گئی تھی۔ یعقوب بیگ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر انگلستان سے بھی کچھ اسلحہ خریدنے کی کوشش کی اور ان ہتھیاروں کو ہندوستان کے راستے مشرقی ترکستان بھیجنے کی فرمائش کی۔

لیکن حکومت برطانیہ نے یعقوب بیگ کی صرف اس حد تک مدد کی جس حد تک اس کا مفاد وابستہ تھا۔ وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ مشرقی ترکستان ایک طاقتور مملکت بن جائے۔ انگلستان کو اس زمانے میں صرف اس سے دلچسپی تھی کہ روس ہندوستان کے راستے گرم سمندر تک نہ پہنچے۔ وہ چاہتا تھا کہ ہندوستان کو نوآبادی بنائے رکھے اور اس کے راستہ ترکستان کی پیداوار سے استفادہ کرے۔ چنانچہ جب چین نے مشرقی ترکستان پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کیں تو انگلستان نے اپنے سفیر کے ذریعہ حکومت چین کو مشورہ دیا کہ وہ مشرقی ترکستان پر حملہ نہ کرے۔ لیکن اس کے علاوہ حکومت برطانیہ نے اور کچھ نہیں کیا جس کی وجہ سے مشرقی ترکستان کو چین کی جارحانہ کارروائی کا نشانہ بننا پڑا۔

جہاں تک عثمانی سلطنت کا تعلق ہے تو وہ ابتدائی امداد کے بعد مزید امداد نہ کر سکی۔ سلطنت اس زمانہ میں مختلف داخلی اور خارجی الجھنوں میں مبتلا ہو گئی تھی۔ سلطان عبدالعزیز کا تختہ الٹنے کے سلسلے بہت سے لوگ یورپ بھاگ گئے تھے، جن میں سے بعض فری میسن کے زیر اثر بھی تھے۔ یہ لوگ سلطان پر مسلسل دباؤ ڈال رہے تھے۔ سلطان عبدالعزیز نے یورپ کی

یعقوب خان بدولت جنہوں نے ۱۹۶۴ء چینیوں کو نکال کر ۱۹۷۶ء تک مشرقی ترکستان کی آزاد حکومت کی سربراہی کی۔ روس، انگلستان، ترکی اور افغانستان نے ان کی حکومت کو تسلیم بھی کر لیا تھا لیکن جب چین نے دوبارہ حملہ کیا تو کسی نے ان کی مدد نہ کی۔

○

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى
www.uyghurkitap.com

سیاحت کے دوران کافی ہمدردیاں حاصل کرلی تھیں۔ علاوہ ازیں سلطان نے مصر کا دورہ کرکے مصر اور دولت عثمانیہ کے تعلقات کو اور مضبوط بنا دیا تھا۔ سلطان نے مشرقی ترکستان سے بھی تعلقات استوار کرلیے تھے۔ ان کی یہ سرگرمیاں دشمنوں کی نظر سے بچ نہیں سکتی تھیں۔ چنانچہ دولت عثمانیہ پر ہر طرف سے دباؤ پڑنے لگا اور سلطان عبدالعزیز کو تخت سے اتارنے کے لیے خفیہ سرگرمیاں تیز ہوگئیں اور آخر کار ان کو ایک سازش کے تحت قتل کر دیا گیا۔[۱]

اس طرح دولت عثمانیہ کی طرف سے مشرقی ترکستان کی امداد کی راہ

---

[۱] سلطان عبدالعزیز (۱۲۷۷ھ ۱۸۶۱ء تا ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء) ترکی کے ممتاز سلطان تھے۔ ان کے دور میں مختلف اصلاحات اور تعمیری کام ہوئے۔ عہد تنظیمات کے ممتاز رہنما فواد پاشا متوفی ۱۸۶۹ء عالی پاشا متوفی ۱۸۷۱ء اور مدحت پاشا متوفی ۱۸۸۳ء ان کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن فواد پاشا اور عالی پاشا کے انتقال کے بعد سلطان عبدالعزیز نے آمرانہ اور استبدادی طرز عمل اختیار کر لیا اور شاہی محلات کی تعمیر اور ذاتی دلچسپیوں پر بے دریغ روپیہ خرچ کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے سلطنت عثمانیہ مالی مشکلات میں مبتلا ہوگئی اور یورپ کی عیسائی رعایا نے بغاوتیں شروع کر دیں۔ سلطان کی فضول خرچیوں اور استبدادی طرز عمل سے تنگ آکر ترک قوم پرستوں کی تحریک پر جن میں مدحت پاشا، نامق کمال اور ضیا پاشا کے نام نمایاں ہیں سلطان کو ۷ رجمادی الاولیٰ مطابق ۲۹ رمئی ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۶ء کو معزول کرکے سلطان عبدالمجید خاں (۱۸۳۹ء تا ۱۸۶۱ء) کے لڑکے شہزادہ مراد کو تخت نشین کر دیا۔ معزولی کے پانچ دن بعد سلطان عبدالعزیز نے خودکشی کرلی لیکن سلطان کے حامیوں کا خیال ہے کہ ان کو قتل کیا گیا۔ (مترجم)

مسدود ہو گئی اور مشرقی ترکستان چین کی جارحانہ کارروائی کا مقابلہ کرنے کے لیے تنہا رہ گیا۔

روس اور انگلستان نے اگرچہ یعقوب بیگ کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا، لیکن اس سے ان کا مقصد ترکستان کے مسئلہ کو چین کے خلاف استعمال کرنا تھا ترکستان کو چین کی بالادستی سے آزادی دلانا ان کا مقصود نہیں تھا۔ امور چین کے ماہر ڈاکٹر ولفرام ایبرہارڈ (Wolfram Eberhard) لکھتے ہیں :۔

"دولت عثمانیہ عملی مشکلات اور اس کے بعد داخلی صورت حال کی وجہ سے مدد نہیں کر سکتی تھی۔ روس اور انگلستان یقیناً ترکستان میں چینی بالادستی کو کمزور دیکھنا چاہتے تھے لیکن وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ترکستان ایک طاقت ور مملکت بن جائے اور ان کے اثر سے آزاد ہو جائے۔ لہٰذا دونوں بڑی حکومتیں ترکستان کو چینی حاکمیت کے تحت رہنے کو ترجیح دیتی تھیں"

یعقوب بیگ کا ایک باقاعدہ فوج منظم کرنا اور سلطنت عثمانیہ کی طرف سے اس کام میں مدد کرنا روس کے لیے باعث تشویش تھا۔ روسی طرز عمل کا اندازہ کرنے کے لیے یہ واقعہ کافی ہے کہ زار روس نے ۱۸۷۶ء میں ایک طرف پیٹرسبرگ میں مشرقی ترکستان کے سفیر حاجی ملا تراب کو خود شرف باریابی بخشا اور اس کی ضیافت کی، لیکن دوسری طرف زار نے چین سے بھی خفیہ بات چیت جاری رکھی۔ چنانچہ روس کی اس ترغیب پر چین کو ایک بار پھر مشرقی ترکستان پر حملہ کرنے کی ہمت ہو گئی۔

برطانیہ اور روس جیسی دو قریبی اور بڑی حکومتوں کی اس دورخی

پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ آزاد ترکستان کی یہ حکومت ـــــ جو ۱۸۶۳ء میں قائم ہوئی تھی اور جس کو سلطنت عثمانیہ، افغانستان، روس اور انگلستان وغیرہ نے تسلیم بھی کر لیا تھا اور جس کے دوسرے ملکوں سے سفارتی تعلقات بھی قائم تھے ـــــ تقریباً چودہ سال قائم رہنے کے بعد ۱۸۷۶ء میں چین کی جارحیت کا نشانہ بن گئی

حملے کی تیاریاں:-

مشرقی ترکستان پر حملہ کرنے سے قبل ملکہ چین نے اس مسئلہ پر اچھی طرح غور کرنے کے لیے ایک مجلس مشاورت منعقد کی۔ اس مجلس میں حملہ کرنے کے حق میں اور مخالفت میں تقریریں کی گئیں۔ وزیر لی ہونگ چانگ نے حملے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا:-

"مختلف اسباب کی وجہ سے مانچو[۱] سلطنت کے حالات ابتر ہیں۔ ایسی صورت میں ہماری فوج کی ایک بڑی تعداد کو ہوئی چانگ کی طرف بھیج دینا بڑا خطرناک ہے (ہوئی چانگ کے معنی ادیغور ستان اور مسلمانستان ہیں اور یہ لفظ چین میں مشرقی ترکستان کے لیے بولا جاتا ہے)۔ اس کی بجائے ہمارے لیے یہ زیادہ اہم ہے کہ ترکستان کی طرف بھیجی جانے والی فوج سے ساحلوں کی حفاظت کریں۔ مشرقی ترکستان

---

[۱] منچوریا کا حکمران خاندان جس نے ۱۶۴۴ء سے ۱۹۱۲ء تک چین پر حکومت کی۔ اسی خاندان کے دور حکومت میں ۱۷۶۰ء میں مشرقی ترکستان کو فتح کیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں جمہوری انقلاب آنے کے بعد اس خاندان کا آخری حکمران تخت سے دست بردار ہو گیا اور چین میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی جو ۱۹۴۹ء میں اشتراکی انقلاب آنے تک قائم رہی۔ (مترجم)

ئۇيغۇر كىتاب تورى بېكىتى
www.uyghurkitap.com

ہم سے بہت دور ہے اور راستے بھی دشوار ہیں۔ وہاں نظم و نسق قائم رکھنا بھی ایک مشکل کام ہے۔ یہ علاقہ ہمارے لیے فائدہ مند ہونے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس کی وجہ سے ہمیں کروڑوں کا نقصان ہوا ہے اور لاکھوں جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں مشرقی ترکستان پر دوسرے ملکوں کی نگاہیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ شمال میں روس، جنوب میں برطانیہ، مغرب میں ترکی اور ایران جیسی حکومتیں ہیں جن کا طرزِ عمل ہمارے لیے خطرہ کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر اس وقت ہم ترکستان پر قبضہ بھی کرلیں تو بھی اسے زیادہ دیر اپنے قبضہ میں رکھنا بہت مشکل ہوگا۔ علاوہ ازیں یعقوب بیگ نے حکومت ترکی سے بیعت بھی کرلی ہے اور اس کی حمایت حاصل کرلی ہے۔ اس کی وجہ سے ترکستان پر حملہ کرنا ہمارے لیے مناسب نہ ہوگا۔"

لیکن اسی اجتماع میں ایک دوسرے امیر تسو تسنگ تانگ (Tso Tsung Tang) نے مشرقی ترکستان پر حملہ کرنے کے حق میں تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"ہمارے لیے بری حدود کو مستحکم بنانے کی اہمیت ساحلی علاقوں کے دفاع کی اہمیت سے کسی صورت میں کم نہیں۔ عہد قدیم میں چین پر جتنے بڑے حملے ہوئے وہ تقریباً سب شمال یا مغرب کی طرف سے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قدیم حکمرانوں نے صرف ترکستان کے شمالی حصوں پر قبضے کو کافی نہیں سمجھا بلکہ انہوں نے اس کے جنوبی حصوں پر بھی اپنا تسلط قائم کیا اور اس کے لیے منگولیا پر بھی قبضہ ضروری

سمجھا۔ اگر ہم مشرقی ترکستان پر قابض نہ ہو سکے تو منگولیا پر بھی اپنا قبضہ برقرار نہ رکھ سکیں گے۔ اگر منگولیا ہمارے ہاتھ سے نکل گیا تو شینسی (Shen-Shi) اور کانسو جیسے اہم صوبے بھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ جہاں تک مشرقی ترکستان کا دوسرے ملکوں سے تعلقات قائم کرنے کا مسئلہ ہے تو ان سے یہ دلچسپی زیادہ تر تجارتی اور اقتصادی فوائد کے پیش نظر ہے لہٰذا اگر ان ملکوں کے بجائے ہم مشرقی ترکستان کے وسائل سے فائدہ اٹھائیں تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اب رہا مسئلہ فوجی اخراجات کا تو اس کے لیے مرکز کو زیادہ رقم خرچ نہیں کرنی پڑے گی۔ مشرقی ترکستان ایک دولت مند سرزمین ہے۔ کچھ مدت بعد وہاں رکھی جانے والی فوج کے اخراجات وہاں کے باشندوں پر محاصل لگا کر پورے کیے جا سکیں گے۔"

ان تقریروں کے بعد مادر ملکہ سی شی تائے ھو[1] (Si-Shi, Tay-Hu) نے سو سنگ تانگ کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے اس کو مشرقی ترکستان پر فوج کشی کے لیے مامور کر دیا۔ سو سنگ تانگ فوراً ہی حرکت میں آ گیا اور اس نے شہر سوچو میں فوجی کارروائی کا مرکز قائم کر دیا۔ یہ شہر مشرقی ترکستان کی سرحد سے قریب تھا اور صوبہ کانسو کے مغرب میں واقع تھا۔

۱۸۷۵ء میں ضلع چین حائے (Chin Hay) کے والی لیو چنگ تانگ (Liu Ching Tang) کی کمان میں چین کی فوج نے جو بیاسی[۸۲] بٹالینوں پر مشتمل تھی مشرقی ترکستان پر حملہ شروع کر دیا۔ پہلے قومل یرکول،

---

[1] نیا حکمران چونکہ کم سن تھا اس لیے سابق ملکہ سرپرست کی حیثیت سے کام کر رہی تھی۔ (مترجم)

اور گو چنگ (Gu Ching) پر قبضہ کیا گیا۔ اس کے بعد فوجی کارروائیوں کو وسعت دے کر اردمچی اور ترابا غاتائے کے شہروں پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ ایلی کی ولایت پر ذرا پہلے روس قابض ہو گیا تھا اس لیے چینی فوجوں نے وہاں کا رخ نہیں کیا اور اس کی بجائے قرہ شہر، کاشغر، یارقند اور ختن کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔

اس دوران یعقوب بیگ دشمن کا بالذات مقابلہ کرنے کے لیے تمام فوج لے کر آق صو شہر سے قورلہ (Korle) کی بستی کی طرف آ گئے اور شہر داوان (Davan) کو جو تنرمی داغ (کوہ تھیان شان) کا دروازہ کہلاتا ہے پہلے خط مدافعت کے طور پر منتخب کیا اور یہاں کی کمان اپنے ایک سپہ سالار کے سپرد کی۔ یعقوب بیگ نے دوسرا دفاعی حصار توکسون (Tok Sun) شہر کے پاس قائم کیا اور یہاں کی کمان اپنے بیٹے کولو بیگ کے سپرد کی۔ اب چینیوں سے خونریز لڑائیاں شروع ہو گئیں جن کے نتیجے میں چینی فوجیں مذکورہ بالا دونوں دفاعی شہروں اور ترفان پر قابض ہو گئیں۔

عین اس موقع پر جبکہ لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا یعقوب بیگ وفات پا گئے۔ ان کی اچانک موت اس بات کا ثبوت تھی کہ ان کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اس خبر نے ترکوں کے حوصلے پست کر دیئے اور یعقوب بیگ کی اولاد اور دوسرے ترک امراء کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ چینیوں نے ان اختلافات سے فائدہ اٹھا کر اور زیادہ شدت سے حملے شروع کر دیے اور قرہ شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔

یعقوب بیگ کی وفات کے بعد حق کولو بیگ حکمراں ہو گیا تھا۔ اس نے اگرچہ پوری قوت سے چینیوں کا مقابلہ کیا لیکن یعقوب بیگ کی

وفات سے پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کی موجودگی میں وہ چینیوں کو روکنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور ۱۸۷۶ء کے اختتام تک پورے مشرقی ترکستان پر چین کا ایک بار پھر قبضہ ہو گیا۔

اس جگہ افسوسناک امر یہ ہے کہ مشرقی ترکستان پر چین کا دوبارہ قبضہ ہو گیا، لیکن ان ملکوں نے جنہوں نے یعقوب بیگ کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا اور اس کو مدد فراہم کرتی تھیں اس موقع پر کوئی احتجاجی آواز بلند نہ کی۔ روس نے تو فی الحقیقت چینیوں کی پوشیدہ طور پر مدد کی اور دولت عثمانیہ اپنے داخلی جھگڑوں کی وجہ سے کچھ نہ کر سکی۔

مشرقی ترکستان پر قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد چینیوں نے عوام کو ڈرانے اور ان کو دہشت زدہ کرنے کے لیے ہزاروں ترکوں کو قتل کرا دیا۔ کاشغر میں موجود یعقوب بیگ کی خانم کو اور ان کے بعض لڑکوں اور پوتوں کو نیز فوج اور حکومت سے تعلق رکھنے والے ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھ (۱۱۶۶) افراد کو قتل کرا دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چینیوں نے یعقوب بیگ کی نعش کو قبر سے نکال کر جلا دیا۔

دوسرے چینی استیلا کے موقع پر مشرقی ترکستان میں جو قتل عام ہوا اس کو بعض مصنفین نے موضوع بحث بنایا ہے۔ مثلاً ایک انگریز مصنف ڈیمیٹریس چارلس بولگر اپنی کتاب[1] میں لکھتا ہے:۔

"بلاشک وشبہ چینیوں نے اپنی حکومت کے خلاف مخالفت کی ذراسی علامت بھی دیکھی تو اس کے خلاف فوراً بے رحمی کے

1. Dimitrius Charles Boulger : Waterloo Place, London ; W.H. Allen & Co. 1879 p. 49

www.uyghurkitap.com

ساتھ طاقت استعمال کی۔ آخری دو یا تین سال کی جنگوں میں تقریباً پانچ لاکھ انسان تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے۔ اس قتل عام کا جو لوگ نشانہ بنے ان کی اکثریت کے بارے میں یہ خیال ہے کہ وہ بے گناہ شہریوں پر مشتمل تھی۔ یہ اعداد و شمار مبالغہ آمیز ہو سکتے ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان جب بھی چینیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے تو چینی ان کے خلاف مذہبی جوش و خروش کے ساتھ تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوتے تھے“

---

1. Dimitrius Charles Boulger : Waterloo Place, London : W.H. Allen & Co. 1879 p. 49

چینی تسلط کے دور میں مسلمانوں پر مظالم

چین کے دوسرے حملے کے بعد (Tso Tsung Tang) کی سفارش کے مطابق حکومت چین نے مشرقی ترکستان کی نوآبادی کی حیثیت ختم کر دی اور اس کو براہِ راست چین میں ضم کر لیا۔ اس طرح مشرقی ترکستان کی حیثیت ایک چینی صوبے کی ہو گئی۔ اس کا نام بھی بدل کر "شن جانگ" کر دیا گیا جس کو انگریزی اور مغربی زبانوں میں سنکیانگ لکھا جاتا ہے۔ شن جانگ کے معنی "نئی زمین" کے ہیں۔

مشرقی ترکستان کا صدر مقام ایلی شہر سے ارومچی منتقل کر دیا گیا قومول اور ترفان کو جیسے تھے ویسے رہنے دیا گیا۔ لیکن تنری داغ کے جنوبی حصوں میں آزادی کے زمانے میں حاکم بیگ، دیوان بیگ اور ایشیق آغا بیگ وغیرہ کے ناموں سے جو انتظامی عہدے قائم کیے گئے تھے ان کو بدل دیا اور ولایت، متصرف لک اور قصا کی جگہ داؤ (Dao) چو اور شین قسم کے چینی نام رکھے گئے۔ ان تمام مقامات پر چینیوں کو لا کر آباد کیا گیا۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ملک کا نام "شن جانگ" رکھنے کی حمایت کی اور کسی ترک کو کوئی سرکاری عہدہ نہیں دیا گیا۔

اوون لٹی مور[۱] (Owen Lattimore) نے اپنی کتاب (Pivot of Asia) میں لکھا ہے:۔

---

۱ مطبوعہ لٹل براؤن اینڈ کمپنی، بوسٹن سنہ ۱۹۵۰ء صفحہ ۴۶

"تسو سونگ سانگ نے اپنی حکومت میں صرف اپنے اقربا کو اور ھونان کے لوگوں کو ملازمتیں دیں یہاں تک کہ انیسویں صدی کی آخری چوتھائی میں سنکیانگ میں تقریباً تمام عہدیدار اور حکام ھونان کے باشندوں پر مشتمل تھے۔"

چینی تسلط کے دوسرے دور میں جو ۱۸۷۶ء سے شروع ہوا مشرقی ترکستان کو طرح طرح کے مظالم اور ایذا رسانی کا نشانہ بنایا گیا۔ ایذا رسانی نسل کشی اور ترکوں کی قومی حیثیت کو ختم کرنے کے لیے نئے نئے طریقے اختیار کیے گئے۔ مثلاً

(۱) تحریکِ مقاومت کو روکنے کے لیے قتلِ عام کرائے گئے۔

(۲) یعقوب بیگ کے زمانے میں جو سرکاری عمارتیں ترکی اور اسلامی فنِ تعمیر کے مطابق تعمیر کی گئی تھیں ان سب کو گرادیا گیا اور ان کی جگہ چینی طرزِ تعمیر کے مطابق عمارتیں بنائی گئیں۔ حتیٰ کہ شہروں کے گرد جو فصیلیں بنائی گئیں وہ بھی چینی طرزِ تعمیر کے مطابق بنائی گئیں۔

(۳) مشرقی ترکستان کو چین کا ایک صوبہ بنادیا گیا اور صرف صوبے ہی کا نام نہیں بدلا بلکہ شہروں کے نام بھی بدل دیے گئے اور ترکی ناموں کی جگہ چینی نام دیے گئے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:۔

ترکی نام		چینی نام	
قورا	(KURA)	جادسو	(CHAO-SU)
چرچین	(CHERCHEN)	چیے مو	(CHIE-MO)
چینگل	(CHINGIL)	چنگ ھو	(CHING-HO)
قومول	(KUMUL)	ھامی	(HAMI)
کلجا		ای ننگ	I-Ning
قرہ شہر		ینِ چی	Yen-Chi

ترکی نام	چینی نام	
یارقند	ساچے	So-Che
آق صو	ون سو	Wen-Su
ارمچی	دی ہوا	Ti-Huva
کاشغر (پرانا شہر)	سوفو	Shufu
کاشغر (نیا شہر)	سولہ	Shule

(۴) پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی ترکوں کو چینی زبان پڑھنے اور چینیوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔

(۵) عوام کا اخلاق خراب کرنے اور ان سے پیسے اینٹھنے کے لیے جوئے خانے، شراب خانے اور قحبہ خانے قائم کیے گئے۔

(۶) مشرقی ترکستان کے باشندوں کے قومی افتخار، وقار اور عزت نفس کو مجروح کرنے کے لیے مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ جب کوئی چینی حاکم سامنے آئے تو وہ اس کے احترام میں کھڑے ہو جائیں اور اگر گھوڑے پر سوار ہوں تو نیچے اتر جائیں۔ مسلمان اور ترک خواہ وہ کسی بھی مرتبے اور حیثیت کے ہوں چینی حاکموں کے سامنے بیٹھ نہیں سکتے تھے۔

(۷) عوام میں مقاومت کی روح کچلنے اور ان کو غلامی اور قید و بند کی زندگی کا عادی بنانے کے لیے چینی حکام کو وسیع اختیارات دے دیے گئے۔ وہ جب چاہتے مسلمانوں کو گرفتار کر سکتے تھے، سزا دے سکتے تھے۔ حتّٰی کہ سزائے موت بھی دے سکتے تھے۔ جواب طلبی کے موقع پر وہ مسلمان جو جرح کے لیے طلب کیے جاتے تھے ان کو حکم تھا کہ وہ بلا کسی امتیاز کے چینی عہدیدار کے سامنے گھٹنے کے بل بیٹھیں اور چینی حاکم کے ہر فیصلے کو بغیر کسی اعتراض اور حیل و حجت کے تسلیم کر لیں۔

(۸) ترک باشندوں کو بھاری بھاری ٹیکس لگا کر محتاج اور مفلس

ئۇيغۇر كىتاب تورى بېكىتى www.uyghurkitap.com

بنانے کی کوشش بھی کی گئی - ان پر بھاری جرمانے عائد کیے جاتے تھے۔ بعض اوقات چھوٹے چھوٹے عہدے بڑی قیمتوں پر فروخت کیے جاتے تھے۔ مسلمانوں سے دولت اینٹھنا اور اس کے لیے طریقے وضع کرنا ایک فن سمجھا جاتا تھا۔ اور اس میں مہارت ایک قابل قدر اعزاز سمجھا جاتا تھا۔

(۹) لوگوں کو ایسے نوٹ دے کر جن پر ضمانت نہیں ہوتی تھی ان سے سونا، چاندی، جواہرات اور دوسری قیمتی اشیا لے لی جاتی تھیں اور ان کو چین بھیج دیا جاتا تھا۔ چینی تاجروں کو ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی جاتی تھیں لیکن مسلمان ترکوں کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالی جاتی تھیں۔ ترکوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ روس، چین اور ہندوستان سے مصنوعات خریدیں اور ان کے بدلے خام پیداوار کم قیمت پر روس کو فروخت کر دیں۔

(۱۰) ترک اور ترکستان کے الفاظ کا استعمال، ترکی زبان میں اخبار اور رسالے شائع کرنا، ترکی یا اسلامی ملکوں سے کتابیں یا اخبارات منگوانا قطعی ممنوع قرار دے دیا گیا تاکہ عوام کو ان کی تاریخ سے بے خبر رکھا جائے اور ہم نسل اور ہم مذہب بھائیوں سے ان کا تعلق ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۳۳ء تک مشرقی ترکستان سے ایک اخبار بھی شائع نہیں ہوتا تھا۔

(۱۱) شفا خانے قائم کرنا اور طبی امداد فراہم کرنے کا انتظام کرنا ممنوع قرار دیا گیا جس کی وجہ سے ہزاروں ترک علاج نہ ہونے کی وجہ سے مر گئے۔ خصوصاً بچوں کی بیماریوں سے ہزاروں بچے لقمۂ اجل بن گئے۔ مشرقی ترکستان میں دیکھا جا سکتا ہے کہ قبرستانوں میں بڑوں سے کہیں زیادہ بچوں کی قبریں نظر آئیں گی۔

(۱۲) چینی حکومت نے ایک طرف ترکستان کا آخری قطرۂ خون تک نچوڑ لیا لیکن وہاں کی تعمیر و ترقی پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا۔ اس دور میں جتنی سرکاری عمارتیں بنائی گئیں وہ سب بے گار لگا کر تعمیر کی گئیں۔

بے گار میں پکڑے جانے والے کھانا بھی خود ہی لاتے تھے۔

ان تمام ظلم اور بے انصافیوں کے نتیجے میں مشرقی ترکستان — جہاں علم و عرفان کے ادارے تھے، عمدہ کتب خانے تھے، چھاپے خانے اور شفا خانے تھے، کارواں سرائیں اور حمام تھے، باغات اور شاندار عمارتیں تھیں اور جن کی بدولت مشرقی ترکستان ایشیا کے تہذیبی مرکزوں میں سے ایک سمجھا جاتا تھا — اب ایک پس ماندہ اور غریب ملک بن گیا۔

جس سرزمین نے دنیا کی تہذیب کو ترقی دینے میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔ اس سرزمین کے باشندے خوفناک مظالم کا نشانہ بن گئے۔ یہ خوفناک سیاست بعد کے سالوں میں بھی جاری رہی۔

گورنر جنرلوں کا دورِ حکومت

سنہ ۱۹۱۱ء تا سنہ ۱۹۳۳ء

مشرقی ترکستان پر چینی تسلط کا دوسرا دور سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۹۱۱ء تک جاری رہا۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں مانچو خاندان کی حکومت ختم کردی گئی اور چین میں جمہوریت قائم ہوگئی۔ اعلان جمہوریت کے بعد چین میں جو جھگڑا شروع ہوا اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرقی ترکستان کے بعض گورنر جنرلوں نے چین سے آزاد ہوکر خودمختار حکومت قائم کرنے کی کوشش کی اور اس طرح مشرقی ترکستان پر ظلم اور ایذا رسانی کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ ذیل میں اس دور کا مختصر حال پیش کیا جاتا ہے:-

یانگ زنگ شن[۱] کا دور:-

(سنہ ۱۹۱۱ء تا سنہ ۱۹۲۸ء)

یانگ زنگ شن کے مشرقی ترکستان میں گورنر جنرل ہونے سے پہلے مشرقی ترکستان کے چینی کمانڈروں میں ایک مدت تک اقتدار کی جنگ جاری رہی۔ اس جنگ میں ارومچی کے والی یانگ زن شن نے خود کو نمایاں کیا اور

۱: Yang Tseng Hsin (Yang-Zing-Sin)

مصنف نے چینی ناموں کا تلفظ ترکی زبان میں بھی دیا ہے۔ میں نے یا تو ترکی رسم الخط میں ناموں کو برقرار رکھا ہے یا اس کی مدد سے اردو میں نام لکھ دیے ہیں۔ (مترجم)

مشرقی ترکستان کا گورنر جنرل بن گیا۔ وہ چینی جمہوریت سے برائے نام وابستہ تھا اور حقیقت میں شہنشاہیت کا حامی اور متعصب چینی تھا۔ اس نے خود کو مرکزی حکومت کے اثر سے آزاد رکھا۔ مرکز سے آنے والے آدمیوں کو قتل کرا دیا اور ۱۹۲۸ء تک تقریباً اٹھارہ سال مشرقی ترکستان پر مستقل اور من مانے طریقے پر حکومت کی۔

یانگ نے عوام کو اپنے خلاف متحد ہونے سے روکنے کے لیے ان کو ایک دوسرے سے لڑایا۔ کسی بھی ترکستانی کو سرکاری عہدے پر مقرر نہیں کیا۔ روشن خیال طبقے پر ظلم اور سختیاں کیں۔ ان مدرسوں کو بند کر دیا جو ترکستان میں اساتذہ کی تربیت کے لیے ترکی سے آنے والے ماہرین تعلیم احمد کمال بے اور دوسروں نے قائم کیے تھے۔ اساتذہ کو نکال دیا یا قید کر دیا۔

اوون لیٹی مور (Owen Lattimore) نے اس والی کے بارے میں لکھا ہے:-

"یانگ نے ساری عمر بغاوت کے خوف و ہراس میں گزار دی۔ عوام اور حکومت سے متعلق کاموں میں انتہا درجہ کی احتیاط کرتا تھا۔ اخبارات پر خواہ وہ چینی ہوں یا غیر ملکی پابندی سے احتساب کرتا تھا۔ ایسی خبروں کو حتی المقدور شائع نہیں ہونے دیتا تھا جن سے انقلاب کی راہ ہموار ہو۔ ایغور زبان اور تاتاری زبان میں اخبار نکالنے کی قطعی اجازت نہیں تھی۔ فوجی ہیڈکوارٹر میں واقع تار گھر کے دفتر کی یانگ بذاتِ خود نگرانی کرتا تھا اور اس کو خود روزانہ کھولتا اور تالا لگاتا تھا۔ دفتر کے لوگوں کو ایک دوسرے سے بات کرنا منع تھا۔ تمام اہم کاغذات کی خود حفاظت کرتا تھا اور اس کی اجازت کے

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

بغیر دفتر کا کوئی شخص ان کو نہیں دیکھ سکتا تھا"[1]

یانگ کے زمانے میں مشرقی ترکستان کو اقتصادی طور پر جس طرح لوٹا گیا اس کے بارے میں ایک دوسرا مصنف اپنے مضمون "سیاست اور تجارت وسط ایشیا میں" لکھتا ہے :-

"چینی ترکستان میں جہاں ہر طبقہ میں افلاس عام تھا چینی حکمران طبقہ کو امیر سے امیر تر بنانے کے لیے عوام کو لوٹا جاتا تھا۔ اس معاملے میں دیہاتیوں اور شہریوں میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا تھا"[2]

اوون لیبٹی مور اپنی دوسری کتاب (High Tartary) میں لکھتا ہے :-

"چینیوں نے اپنے خلاف ترکوں کے اتحاد کو روکنے کے لیے ان کو ایک دوسرے سے لڑایا اور ترقی کی راہ روکنے کے لیے معین میدانوں میں اقتصادی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں"[3]

جن شورن کا دور :-

(۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۳ء)

یانگ سے اس کے مظالم کی وجہ سے صرف مشرقی ترکستان کے مسلمان

---

1. Lattimore Owen ; Pivot of Asia, Boston, 1950
2. Bos Hard, Politics and Trade in C. Asia, Journal of Central Asian Society, London, 1929
3. Owen Lattimore ; High Tartary, Boston, 1930

ہی نہیں بہت سے چینی بھی نفرت کرنے لگے تھے۔ چنانچہ ۷ جولائی ۱۹۲۷ء کو اورمچی کے مدرسئہ قانون کے امتحان کے مراسم کے موقع پر ترکستان کے خارجی امور کے مدیر فین یاؤنان (Fen Yao-Nan) نے اس کو قتل کر دیا۔ فین کو ذرا پہلے چین کی نئی حکومت کی طرف سے مشرقی ترکستان بھیجا گیا تھا۔ وہ روس دشمن اور آزاد خیال انسان تھا۔ مرکز کی طرف سے آنے کی وجہ سے وہ یانگ کے مظالم کا نشانہ بنا دیا گیا تھا۔

فین نے یانگ کو قتل کرنے کے بعد حکومت پر قبضہ کر لیا اور اپنے مشرقی پاکستان کے گورنر جنرل ہونے کا اعلان کر دیا۔ لیکن فین زیادہ دن اقتدار پر قابض نہیں رہا۔ مشرقی ترکستان کا وزیر داخلہ جن شورن[1] جو یانگ کا پروردہ تھا جلد ہی باغی ہو گیا۔ اس نے فین کو گرفتار کر کے اس کی آنکھیں نکلوا دیں اور ہاتھ پاؤں کٹوا کے مار ڈالا اور اس کی جگہ اپنے عمومی والی یعنی گورنر جنرل ہونے کا اعلان کر دیا۔ جن شورن نے یہ تمام کام یانگ کے طرفدار بعض فوجی افسروں کی مدد سے انجام دیا۔

جن شورن بھی یانگ کی طرح برائے نام چین سے وابستہ رہا۔ اس نے مشرقی ترکستان اور چین کی سرحدیں بند کر دیں اور پانچ سال تک اس خطہ پر آزاد رہ کر حکومت کی۔ یہ شخص بھی اپنے مظالم میں یانگ سے پیچھے نہیں رہا۔ عوام کو کچلنے کے لیے اس سے جو کچھ بھی ہو سکا وہ کیا۔

قوموں کی بغاوت اور قومی حکومت کا قیام:۔

جن شورن کے مظالم اب ناقابل برداشت ہوتے جا رہے تھے۔ اس کے مظالم کے بارے میں ایلن۔ ایس۔ وہٹنگ (Whitting) لکھتا ہے:۔

1· Chin Shu Jen (Cin Su-Rin)

"قومول میں جو بے چینی رونما ہو رہی تھی وہ ایک طرف جن شورن کے لگائے ہوئے ٹیکسوں اور چنگیوں کی وجہ سے تھی اور دوسری طرف شہزادہ اس کے نواح میں خربوزوں اور انگوروں کے مشہور عالم کھیتوں کو برباد کرنے کی وجہ سے تھی۔ ملک کو مختلف اوقات میں جس طرح چلایا گیا اس کی شدت پوری طرح بیان کرنا آسان نہیں۔ انیسویں صدی کی طرح بیسویں صدی میں بھی بغاوتوں کو دبانا، دیہات کو بلبامیٹ کرنا، اور لوگوں کا قتل عام، مزروعہ زمینوں اور نہری نظام کی تباہی کا باعث ہوا۔"[1]

یہ مظالم جواب نا قابل برداشت ہونے جا رہے تھے مشرقی ترکستان میں آزادی کی جدوجہد کے لیے راہ ہموار کرنے کا باعث ہوئے۔ اس جدوجہد میں حاجی خواجہ نیاز اور صالح دورغہ نے نمایاں حصہ لیا۔ انہوں نے فروری کے مہینے میں قومول میں کامیاب بغاوت کی اور چینیوں کو مغلوب کر لیا۔ اس موقع پر ماہ مئی میں صوبہ قانصو سے تعلق رکھنے والے مسلمان چینی جنرل ما چونگ ین نے قومول آکر ترکوں کی مدد بھی کی۔ اگرچہ وہ زخمی ہونے کے بعد ماہ اگست میں واپس چلا گیا۔

قومول میں چینیوں کی شکست کے بعد بغاوت تمام مشرقی ترکستان میں پھیل گئی۔ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ترفان میں موصل، مقصود اور محمود مجبطی بھائیوں نے اور قرہ شہر میں حافظ بیگ نے، جنوری ۱۹۳۳ء میں بوگور اور کوچار میں تیمور بیگ نے، فروری میں ختن میں محمد امین بغرا بیگ نے، اپریل

1. Allen S. Whitting : Pawn or Pivot p. 18 Michigan, 1958

سنہ ۱۹۳۳ء میں قائم ہونے والی جمہوریۂ مشرقی ترکستان کا نشان

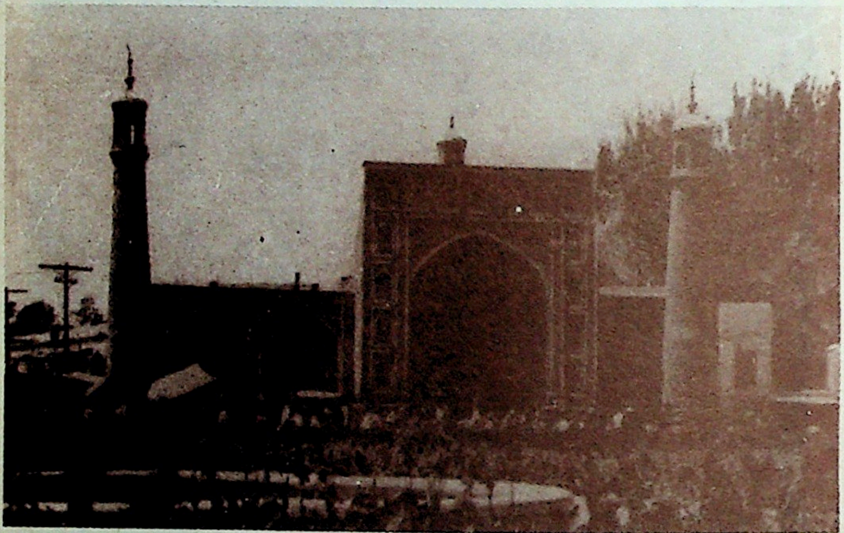

کاشغر کی تاریخی عید گاہ

www.uyghurkitap.com

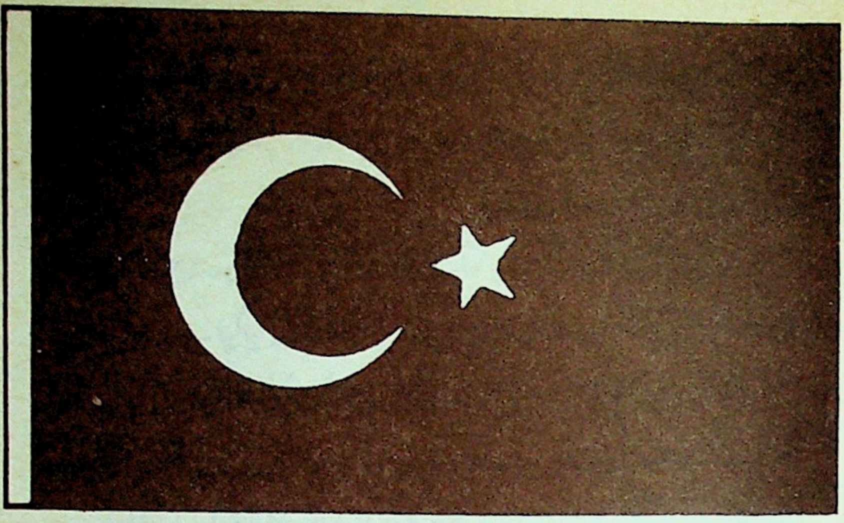

مشرقی ترکستان کا جھنڈا

عیسیٰ یوسف الپ تگین اور دوسرے
جلاوطن نمائندے شاہ فیصل کے ساتھ

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى
www.uyghurkitap.com

میں کاشغر میں عثمان بیگ نے، الطائی میں شریف خاں تورانے اور ماہ نومبر میں ترا با غا تاٹے میں ماہی ینگ (MA.HI.YING) نامی ایک چینی مسلمان سردار نے علم بغاوت بلند کر دیا۔

ان بغاوتوں کے نتیجے میں شہر ایلی اور ارومچی سے وابستہ چند اضلاع کے علاوہ سارا مشرقی ترکستان چین کی غلامی سے آزاد کرا لیا گیا۔ اور ۱۲ ر نومبر ۱۹۳۳ء کو کاشغر میں مشرقی ترکستان کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ نئی حکومت کے صدر کی حیثیت سے حاجی خواجہ نیاز اور وزیر اعظم کی حیثیت سے ثابت داملا کے ناموں کا اعلان کیا گیا اور شہر کاشغر کو دار الحکومت قرار دیا گیا۔

لیکن افسوس کہ روس کی مداخلت کی وجہ سے آزادی کی یہ کوشش بھی جلد ہی ناکام ہو گئی۔ تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ کیجئے۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

مشرقی ترکستان پر روسی تسلط

(سنہ ۱۹۳۴ء تا سنہ ۱۹۴۴ء)

مشرقی ترکستان میں آزادی کی کامیاب جدوجہد نے روس اور چین دونوں میں اندیشے اور تشویش پیدا کر دی۔ چنانچہ ارمچی میں موجود قوم پرست چین اور سفید روس کے فوجی دستوں نے جوابی کارروائی کے طور پر ۱۲ اپریل ۱۹۳۳ء کو جن شورن کے خلاف جو اس وقت تک گورنر جنرل تھا۔ بغاوت کر دی۔ جن شورن یہ دیکھ کر کہ ان کا زیادہ دیر مقابلہ نہیں کر سکتا روس کے راستے چین بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ جس دن وہ ارمچی سے بھاگا اسی شام چینیوں اور سفید روسیوں نے مشرقی ترکستان کے بعض اضلاع کے ارکان پر مشتمل ایک اجتماع کیا۔ اس اجتماع میں چوالیس ارکان پر مشتمل ایک "مجلس تحفظ" قائم کی گئی جس میں ایک چینی لیو وین لونگ (Liu Wen Lung) کو مشرقی ترکستان کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا، فوجی ڈکٹیٹر کے عہدے کو ختم کر کے چند فوجی افسروں پر مشتمل ایک شوریٰ عسکری قائم کی گئی۔ اس شوریٰ کا سربراہ جنگ یین چنگ (Cin Yeng Ching) کو مقرر کیا گیا جس نے منچوریا میں جاپان سے شکست کھا کر مشرقی ترکستان میں پناہ لی تھی۔

ارمچی میں ہونے والی ان تبدیلیوں کے بعد مجلس تحفظ نے چین کی مرکزی حکومت کو تار کے ذریعے مطلع کیا کہ وہ چین کے تابع ہے۔ اس تار میں یہ درخواست بھی کی گئی کہ مرکزی حکومت کی طرف سے مسلمان باغیوں کے ساتھ

صلح کرنے کے لیے ایک کمیٹی روانہ کی جائے اور مسلمان چینی سپہ سالار ماچنگ ینگ کو ارومچی کی طرف سے حملہ کرنے سے روکا جائے۔

مختصر یہ کہ اگر ایک طرف چین کی حکومت مشرقی ترکستان کو جنگ یا صلح ہر طرح سے لینے کی کوشش کر رہی تھی تو دوسری طرف سوویٹ روس کی حکومت بھی خاموش نہیں بیٹھی تھی۔ وہ بھی مشرقی ترکستان کی صورت حال سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لیے روسیوں نے شن سی سائے (Shen Shi Tsai) کو جو ایک انتہائی جاہ پسند اور حریص انسان تھا اور ارومچی کے بیرونی حصوں میں ترکوں سے مصروفِ جنگ تھا یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم مشرقی ترکستان کے سربراہ بننا چاہتے ہو تو روس تمہاری مدد کے لیے تیار ہے۔

روس کی اس پیشکش سے شن کی حوصلہ افزائی ہوئی اور وہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء کو اپنی فوج کے ساتھ شہر ارومچی میں واپس آگیا، اور مجلس تحفظ کے اجتماع کو محاصرے میں لے لیا۔ اس نے اس اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"مشرقی ترکستان میں فوجی شوریٰ قائم کرنا، فوجی نوعیت کے کاموں کو صلاح و مشورے سے انجام دینا، مشرقی ترکستان کی موجودہ صورتِ حال میں مناسب نہیں۔ آج کل فوجی احکام صرف ایک زبان سے نکلنے چاہئیں"

شن کی یہ تقریر ایک دھمکی تھی۔ اس بات کو مجلس تحفظ کے ارکان نے سمجھ لیا اور انہوں نے عسکری شوریٰ کا نظام ختم کر کے شن سی سائے کو عارضی طور پر مشرقی ترکستان کا فوجی ڈائریکٹر منتخب کر لیا۔

شن کے ڈائرکٹر منتخب ہونے کے بعد ۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء کو چینی مسلم جنرل ماچنگ ینگ نے ایک جنگ میں شن کو شکست فاش دے کر

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

۴؍دسمبر ۱۹۳۳ء کو اروچی کا مکمل محاصرہ کرلیا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے شن تسے اروچی کے روسی قونصل خانہ کے توسط سے روس سے فوجی امداد طلب کی۔ روسی موقع کی تاک ہی میں تھے اس لیے انہوں نے امداد کی درخواست فوراً منظور کرلی اور ایلی اور تربا غائے دونوں سمتوں سے شن کو فوج اور سامان جنگ بھیجنا شروع کردیا۔ روسی دستوں کو اگرچہ شروع میں شکست سے دوچار ہونا پڑا مگر انہوں نے زہریلی گیس استعمال کرکے چینی مسلمانوں کی فوج کو شکست دے دی۔

اروچی میں شکست کھانے کے بعد جنرل ماچنگ نے کاشغر کی طرف پیش قدمی شروع کردی اور ترکستان کی قومی حکومت کے ساتھ جنگ چھیڑ دی جو ابھی حال ہی میں قائم ہوئی تھی۔ اس نئی حکومت کے پاس بہت کم فوج تھی اس لیے اس کی فوجوں نے پسپائی اختیار کی اور دارالحکومت کاشغر سے یینی حصار میں منتقل کرنے پر مجبور ہوگئی اور کاشغر پر جنرل ماچنگ نے قبضہ کرلیا۔

اس دوران روسیوں نے ماچنگ کا تعاقب جاری رکھا۔ اور مارلباشی تک آگئے وہاں سے انہوں نے ماچنگ کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ مغربی ترکستان میں پناہ حاصل کرے تو سزا سے بچ سکتا ہے، بصورت دیگر اس کو پکڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ اس دھمکی کے بعد ماچنگ نے ہتھیار ڈال دیے اور ستر آدمیوں کو لے کر مغربی ترکستان میں داخل ہوکر پناہ حاصل کرلی۔ اس کے باقی فوجیوں سے کہا گیا کہ وہ ختن کے علاقے میں رہائش اختیار کرلیں۔ اس موقع پر ولایت ختن میں محمد امین بغرا بیگ موجود تھے۔ انہوں نے موجود قوت کے ساتھ چینی مسلمانوں کی فوج کا مقابلہ کرنا چاہا۔ لیکن کامیاب نہیں ہوئے اور ۱۵؍جولائی ۱۹۳۴ء کو انہوں نے ہندوستان میں پناہ حاصل کرلی۔

روسیوں نے ایک طرف چینی جنرل ما چنگ کو مغربی ترکستان میں پناہ لینے پر مجبور کیا، دوسری طرف مشرقی ترکستان کی اس قومی حکومت کے سامنے جو کاشغر میں قائم ہوئی تھی لیکن جس کا دارالحکومت اب ینی حصار منتقل ہو گیا تھا، بعض تجاویز پیش کیں۔ ان تجاویز میں ایک تجویز یہ تھی کہ خواجہ نیاز علیحدگی کے خیال سے باز آجائیں اور قومی حکومت کو ختم کر کے مشرقی ترکستان کی صوبائی حکومت میں صدر کے معاون کا عہدہ قبول کر لیں۔ قومی حکومت کے فوجیوں کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ جنرل محمود کی کمان میں کاشغر، یارقند اور آق صو کے علاقوں میں آباد کر دیے جائیں گے اور روس کی تابع فوجیں اور شن سی سای (Shen Shih Tsai) ان فوجیوں سے کچھ نہیں کہیں گے۔ ان تجاویز کو قبول نہ کرنے کی صورت میں یہ دھمکی دی گئی کہ روسی قومی حکومت کو طاقت استعمال کر کے ختم کر دیں گے اور ترکستان کے تمام قومی رہنماؤں کو گرفتار کر کے سزائے موت دیں گے۔

قومی حکومت کا خاتمہ :۔

ترکستان کی حکومت کے پاس فوجی ساز و سامان نہ تھا اور تحریکِ آزادی کی حیثیت محض ایک مقامی احتجاج کی تھی۔ اس کے علاوہ اس کو ابھی بین الاقوامی اہمیت بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اس مجبوری کے تحت قومی حکومت کے صدر خواجہ حاجی نیاز نے روس کی پیش کردہ شرائط کو تسلیم کر لینا مناسب سمجھا۔ روسیوں کو خواجہ نیاز کی اس خواہش کا جیسے ہی علم ہوا وہ ان کو زبردستی ارومچی لے آئے اور نائب صدر کے عہدے پر بٹھا دیا۔ جہاں تک جنرل شن سی سای کا تعلق تھا اس کی حیثیت روسیوں کے تابع ایک کٹھ پتلی سے زیادہ نہیں تھی۔

اس طرح مشرقی ترکستان میں روسی تسلط کے دور کا آغاز ہوا۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

حالات بہتر ہو جانے کے بعد روسیوں نے اپنی قابض فوجوں کو مشرقی ترکستان کے بیشتر حصے سے واپس بلا لیا لیکن قومول اور کاشغر میں اپنی فوجوں کو رہنے دیا کیونکہ یہ وہ مقامات تھے جہاں قومی مقاومت کی صلاحیت زیادہ تھی۔

۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۷ء کے درمیان روسیوں نے مشیر انجینئر فنی ماہر ڈاکٹر اور اساتذہ کی شکل میں تقریباً چار سو افراد کو مشرقی ترکستان بھیج دیا جن کی حیثیت روسی ایجنٹوں کی تھی۔ ان لوگوں کو فوجی، سول، اقتصادی، ثقافتی اور انتظامی عہدوں پر متعین کیا گیا اور اس طرح ان تمام محکموں اور شعبوں کا انتظام پوری طرح روسیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ مشیروں کی شکل میں روس کے ان ایجنٹوں کا تقرر شن کے ساتھ ایک خفیہ معاہدے کے تحت عمل میں آیا تھا جو پہلے ہی کر لیا گیا تھا۔

جولائی ۱۹۳۵ء میں روس سے آنے والے خصوصی ماہروں نے سب سے پہلے مشرقی ترکستان میں روس کے نمونے پر سیاسی پولیس کی تشکیل کی۔ پیٹر فلیمنگ نے لکھا ہے:۔

> "طاقتور پولیس اندرونی سیاست کی نگران اعلیٰ تھی۔ یہ (G.P.U) کے نمونے پر تھی اور اسی کی طرح کسی بھی حاکم کے سامنے جواب دہ نہ تھی"۔[1]

اس پولیس کے تحت مشرقی ترکستان میں مقامی باشندوں کے خلاف جاسوسی کی سرگرمیاں بڑھ گئیں اور ترکوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے نئے نئے طریقے ایجاد کیے جانے لگے۔ ان طریقوں کا مقصد ایذا رسانی

---

1. Peter Fleming : News from Tartary, London 1936

کے ذریعے ان جرائم کا اعتراف کرانا تھا جو ترکوں کے سر تھوپے جاتے تھے۔ ترکوں پر جھوٹے الزام لگائے جاتے تھے اور پھر ان کا اعتراف کرایا جاتا تھا۔ روسیوں نے ایذا رسانی کے ایک سو پچیس[۱۲۵] اور قتل کرنے کے اٹھائیس[۲۸] مختلف طریقے ایجاد کیے تھے۔ ان میں سے چند یہ تھے۔

۱۔ خواتین کے اعضائے تناسل میں برقی قمقمے داخل کر کے ان میں بجلی کی رو چھوڑنا۔

۲۔ سروں اور پیروں کو الگ الگ رسیوں سے باندھنا اور ان رسیوں کو مخالف سمت میں کھینچنا۔

۳۔ جسم میں سوراخ کر کے اس میں گرہ دار رسی داخل کرنا اور دو دن بعد زخم بھر آنے پر اس رسی کو آری کی طرح چلانا۔

۴۔ فوجی تربیت کے دوران ترکوں کو نشانہ بازی کا ہدف بنانا۔

۵۔ کانوں کے اندر زہریلی گیس داخل کر کے ہلاک کرنا۔ التائی کے ہیرو شریف خان تورہ کو اسی طرح ایک کان میں شہید کیا گیا۔

روسی ماہرین نے چینیوں کو ایذا رسانی کے ان طریقوں کی تربیت دینے کے لیے تربیتی نصاب بھی شروع کیے جن میں بتایا جاتا تھا کہ ایذا رسانی کے طریقوں کو کس طرح عمل میں لایا جائے۔ سیاسی پولیس کے دفتر میں کس طرح کام کیا جائے اور رازوں کو کس طرح چھپایا جائے اور جرائم کا اعتراف کس طرح کرایا جائے۔

اس مقصد کے لیے ہر ضلع میں کم از کم پانچ سو افراد کی گنجائش کے قید خانے بھی تعمیر کیے گئے۔

روسیوں نے مشرقی ترکستان میں قدم جما لینے کے بعد تطہیر کی مہم شروع کی۔ انہوں نے تین لاکھ افراد کو جن میں خواجہ نیاز بھی شامل

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

تھے قید کر دیا۔ بعد میں ان میں سے کئی ہزار افراد کو شہید کر دیا۔ ان شہدا میں خواجہ نیاز بھی شامل تھے۔ باقی لوگوں کو قید خانوں میں ٹھونس کر غیر انسانی انداز میں مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ روسیوں نے اس زمانے میں جو مظالم کیے ان کی تفصیل کے لیے پوری ایک کتاب درکار ہے۔

روسیوں کے ان مظالم کے خلاف بطور ردِ عمل ۱۹۳۴ء اور ۱۹۳۷ء کے درمیان بغاوتیں ہوئیں، ۱۹۴۰ء میں التائی میں اور ۱۹۵۰ء میں پھر بغاوتیں بڑے پیمانے پر بغاوتیں ہوئیں۔ ۱۹۳۴ء اور ۱۹۵۱ء کے درمیان پاکستان اور ہندوستان کی طرف جو ہجرتیں ہوئیں ان کا تفصیلی حال میں اپنی خود نوشت میں کروں گا۔[۱]

مختصر یہ کہ مغربی ترکستان کے مشہور شاعر چولپان[۲] نے جن روسی مظالم کا اپنے تند و ترش اشعار میں ذکر کیا ہے وہ سب مشرقی ترکستان

---

[۱] کتاب کے مصنف عیسیٰ یوسف الپ تگین نے کتاب کے حاشیہ میں (صفحہ ۱۶۳ پر) اپنی خود نوشت لکھنے کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے میرے نام ایک خط میں بتایا ہے کہ یہ خود نوشت جلد تیار ہو جائے گی۔ (مترجم)

[۲] ازبکستان کا عظیم شاعر عبد الحمید سلیمان (۱۸۹۸ء تا ۱۹۳۸ء) جو چولپان (ستارہ صبح) کے تخلص سے زیادہ مشہور ہے۔ وہ ازبکستان کا ممتاز شاعر، ناول نگار اور ڈرامہ نگار تھا۔ ۱۹۳۸ء میں قوم پرستی کے الزام اور اشتراکیت دشمنی کے جرم میں پھانسی دے دی گئی اور اس کی کتابوں کو سوویت یونین میں شائع کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا (مترجم)

ہیں بھی ہوتے۔ بلکہ مشرقی ترکستان کے مظالم زیادہ شدید تھے۔
چوپلان نے مغربی ترکستان کی غلامی کے بارے میں اپنے اشعار
میں کہا تھا:۔

"ہنسنے والے دوسرے ہیں، رونے والا میں ہوں،
کھیلنے والے دوسرے ہیں، کہ اہنے والا میں ہوں،
آزادی کی داستان سننے والے دوسرے ہیں،
غلامی کے گیت سننے والا میں ہوں، آزاد دوسرے لوگ ہیں
میں تو غلام ہوں جس کو جانوروں کی قطار میں ہنکایا جا رہا ہے وہ
میں ہوں"

حقیقت یہ ہے کہ مشرقی ترکستان میں روسیوں اور چینیوں نے
ایک دوسرے کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ چینیوں کے ساتھ روسیوں
کے تعاون کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ:۔

"اگر چین سے آزاد ہو کر مشرقی ترکستان میں آزاد
قومی حکومت قائم ہو گئی اور اس حکومت کو اقوام عالم
نے تسلیم کر لیا تو یہ بات مغربی ترکستان کے لیے ایک
مثال بن جائے گی۔ مغربی ترکستان کے باشندے روس
کی غلامی سے آزاد ہونے کے لیے مشرقی ترکستان کو نمونہ کے
طور پر پیش کر سکیں گے۔"

اس خدشہ کے پیش نظر روسیوں نے ایک ایسے دور میں جب
کہ حکومت چین ضعیف اور کمزور تھی اور اس کے گورنر جنرل
سرکشی اختیار کیے ہوئے تھے چینیوں سے تعاون کیا، مشرقی
ترکستان پر تسلط قائم رکھا اور مستقبل میں چین کے حملے کے لیے
حالات سازگار بنائے۔

www.uyghurkitap.com

علاوہ ازیں اس دور میں بعض لوگوں کو ماسکو لے جا کر ان کو خصوصی تربیت دی گئی تاکہ وہ مشرقی ترکستان آ کر کمیونسٹ حکام کی حیثیت سے کام کر سکیں ۔ آج مشرقی ترکستان کے کمیونسٹوں میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جن کی ماسکو میں تربیت کی گئی تھی ۔

مشرقی ترکستان پر قوم پرست چین کا قبضہ

دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں جرمن فوجوں کی روس میں مسلسل پیش قدمی سے ان ملکوں میں اندیشے پیدا ہو گئے تھے جو روس سے وابستہ تھے۔ چنانچہ مشرقی ترکستان کے چینی ڈکٹیٹر جنرل شن سی سای بھی اس اندیشے میں مبتلا ہو گیا کہ اگر روس کو جنگ میں شکست ہو گئی تو قوم پرست چین کی حکومت مشرقی ترکستان پر حملہ کر دے گی اور اس کو سخت سزا دے گی۔ وہ ویسے بھی اپنے اقتدار کو ہمیشہ خطرے میں سمجھتا تھا۔ اس لیے اس نے جنگ کا نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی قوم پرست چین کی اطاعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے نانکنگ حکومت کو ایک تار دیا اور گفتگو کرنے کے لیے ایک نمائندہ بھیجنے کی درخواست کی۔ چنانچہ نانکنگ کی قوم پرست حکومت نے جو شاو لے یانگ (Chu Shao Leang) کو جنرل شن سے گفتگو کرنے کے لیے مئی ۱۹۴۲ء میں ارومچی بھیجا۔ جنرل شن نے چینی نمائندے کا خیر مقدم کرنے کے بعد اس کے سامنے تجویز پیش کی کہ:-

"اگر مرکزی حکومت اس کو سزا نہ دے اور اس کو اسی عہدے پر برقرار رہنے دے تو وہ چینی حکومت کی اطاعت کرنے کو اور روسیوں کو مشرقی ترکستان سے نکالنے کے لیے تیار ہے"

جنرل جو شاؤ اس پیشکش کو لے کر نانکنگ واپس چلا گیا اور مارشل چیانگ کائی شیک کے سامنے مشرقی ترکستان کی صورت حال اور جنرل شن کی

پیشکش سے متعلق اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مذاکرات کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کے دوران جو شاؤ کو جنوری ۱۹۴۳ئہ تک پانچ مرتبہ مشرقی ترکستان آنا پڑا۔ بالآخر شن اور چینی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہو گیا۔

اس معاہدے کے بعد جنرل شن نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب اس کو ماسکو کی حکومت پر اعتماد نہیں رہا اور وہ یہ چاہتا ہے کہ مشرقی ترکستان میں موجود روسی فوجی، مشیر اور خفیہ پولیس کے افراد مشرقی ترکستان سے واپس چلے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی جنرل شن نے مشرقی ترکستان میں واقع تمام روسی قونصل خانوں کا، قومول اور کاشغر میں تعینات روسی فوجوں کا اور ارومچی کے نواح میں واقع روسی طیارہ فیکٹری کا محاصرہ کر لیا۔ اس نے اعلان کرا دیا کہ لوگ روسیوں کے ہاتھ نہ تو کوئی چیز فروخت کریں اور نہ ان کو خوراک فراہم کریں۔ اس نے ارومچی کے روسی کتب خانہ سے کتابیں لینے پر بھی پابندی لگا دی۔ شن نے سوویٹ روس کے تمام اداروں کو بند کر دیا اور وہ تمام کتابیں، اخبار اور رسالے جلا دیے جن میں کمیونزم کا پروپیگنڈہ کیا گیا تھا۔ اس طرح شن نے تمام روسیوں کو مشرقی ترکستان سے خارج کر دیا۔ اس معاملے میں اس نے آتنی سختی کی کہ جانے والے روسیوں کو کوئی شخص کوئی چیز بھی فروخت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ان کی مدد کر سکتا تھا۔

روسیوں نے مشرقی ترکستان خالی کرتے وقت تیل کے کنوؤں میں آگ لگا دی اور یورےنیم اور ولفرام (Wolfrom) کی کانوں کو بند کر دیا۔ تمام کارخانوں کی مشینوں اور طیارہ سازی کے کارخانے کی مشینوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ روسی شن کے طرز عمل پر بری طرح برافروختہ تھے اور یہ دھمکی بھی دے گئے کہ اگر ان کو پھر مشرقی ترکستان آنا پڑا تو وہ اس کا سخت انتقام لیں گے۔[1]

---

[1] واضح رہے کہ ۱۹۷۱ئہ میں پاکستان پر ہندوستانی (باقی برصفحہ آئندہ)

شن کے ان اقدامات کے بعد نانکنگ کی حکومت نے ولایت قانصو کے مغربی حصے میں مقیم چینی فوجوں کو مشرقی ترکستان کی طرف بھیج کر ملک پر قبضہ کر لیا۔

چین کی ترک دشمن کاروائیاں :۔

مشرقی ترکستان پر قبضے کے بعد حکومت چین نے شن کو گورنر جنرل کے عہدے سے ہٹا دیا اور اس کی جگہ منگول تبتی امور کی کمیٹی کے رئیس او جنگ شن (WU CHUNG-HSIN) کو جو ایک متعصب چینی تھا سربراہ مقرر کیا۔ شن کو بھی جنگل اور زراعت کی وزارت سپرد کی۔ یہ تبدیلی ۳۰ اگست ۱۹۴۴ء کو عمل میں آئی۔

او جنگ شن نے مشرقی ترکستان آنے کے بعد ایک زبردست مہم شروع کر دی جس کا مقصد ترکوں کی تہذیب و تمدن کو ختم کرنا اور چینیوں اور ترکوں کو ایک قوم قرار دینا تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے حسب ذیل باتوں کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔

۱۔ مشرقی ترکستان کے عوام چینی قوم سے الگ قوم نہیں ہیں بلکہ چینیوں ہی کا ایک قبیلہ ہیں۔

۲۔ چینیوں اور ترکوں کے درمیان زبان کا جو فرق پایا جاتا ہے وہ طویل مدت تک ان کے ایک دوسرے سے دور رہنے کی وجہ سے پیش آرہا ہے۔

۳۔ ترکستان کے تمام لوگوں کو چینی زبان سیکھنا لازمی ہے۔ جب تک چینی زبان سیکھی نہ جائے گی چینیوں اور ترکوں کے درمیان برادرانہ جذبات

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حملے کے بعد اسلام آباد کے روسی سفارت خانہ کے افراد نے اسلام آباد چھوڑنے وقت ہزاروں مظاہرین کے سامنے اسی قسم کی دھمکی پاکستان کو بھی دی تھی۔ (مترجم)

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

پیدا نہیں ہو سکتے۔

۴۔ چینیوں کو ترکستانی لڑکیوں سے شادی کرنا چاہیئے۔ اس طرح اخوت، قربت اور محبت میں اضافہ ہوگا۔

۵۔ مشرقی ترکستان ایک وسیع مملکت ہے لیکن آبادی کم ہے۔ آبادی کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے چین سے لوگوں کو لاکر یہاں آباد کرنا بہت ضروری ہے۔ اس طرح آبادی میں بھی اضافہ ہوگا اور چینی باشندے اور ترکستانی عوام ایک دوسرے سے قریب بھی آجائیں گے۔ اس طرح ترک باشندے چینی زبان بھی آسانی سے سیکھ لیں گے۔

او جنگ سن نے ان نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے فوراً عملی اقدامات بھی شروع کر دیے۔ مشرقی ترکستان کے تعلیمی نظام اور نصاب کو بدل کر چین کے طریقوں کے مطابق کر دیا گیا۔ چینی زبان کو تعلیمی اور سرکاری زبان بنانے کا اعلان کر دیا گیا۔ تمام سرکاری دفتروں اور مدرسوں کے روشن خیال لوگوں بالخصوص نوجوانوں کو ملازمتوں سے برخاست کر کے ان کی جگہ کم علم، بے مقصد، مفرور اور مفاد پرست لوگوں کا تقرر کیا گیا۔ جاہل اور موقع پرست علماء کو جو اسلام کی حقیقت سے ناواقف تھے اہم کام سپرد کر کے ان کے ذریعے عوام کو ورغلانا شروع کر دیا۔ چینیوں کو کثیر تعداد میں چین سے لاکر ارومچی کے گرد و نواح میں زرخیز زمینوں پر آباد کیا گیا۔ شن نے جن لوگوں کو قید خانوں میں ڈال دیا تھا ان کی ایک تعداد کو رہا کر دیا لیکن ایک تعداد کو جو حقیقی وطن پرستوں، قوم پرستوں اور روشن خیالوں پر مشتمل تھی رہا نہیں کیا۔ اوون لیٹی مور نے لکھا ہے:

"او جنگ شن نے نومبر ۱۹۴۴ء میں قوم پرست چین کے حکام کی اکثریت کو آزاد کر دیا لیکن کومن ٹانگ[۱] اور رچنگنگ سے تعلق نہ

---

[۱] کومن ٹانگ (Kuo Min Tang) یعنی قوم پرست پارٹی۔ (باقی صفحہ آئندہ)

رکھنے والے بکثرت قیدیوں کو رہا نہیں کیا۔ ان کی جن جائیدادوں کو ضبط کر لیا گیا تھا وہ واپس نہیں کی گئیں۔ جو لوگ چین کے مختلف شہروں میں چلے گئے تھے یا مکہ، ہندوستان اور افغانستان کی طرف ہجرت کر گئے تھے ان کو واپس آنے کی اجازت نہیں دی۔ افراطِ زر اور افلاس اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ مشرقی ترکستان میں یہ مثل عام ہو گئی تھی کہ:

"ایک شن سی سائی چلا گیا لیکن دو آ گئے"۔[1]

بغاوت اور آزادی کا اعلان:

قوم پرست چین کی حکومت کمیونسٹوں کی خواہ کتنی ہی مخالف کیوں نہ ہو لیکن مشرقی ترکستان میں اس کا ہدف ترکوں کو نیست و نابود کرنے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ اس کی وجہ سے عوام میں، بالخصوص روشن خیال طبقے میں مشرقی ترکستان کے مستقبل کے بارے میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونا شروع ہو گئے اور مشرقی ترکستان کے باشندوں میں آزادی کی تحریک زور پکڑ گئی۔ وادی ایلی کے علاقے میں جو زیادہ ترقی یافتہ تھا اور جہاں کے لوگ زیادہ دلیر اور جسور تھے یہ تحریک زیادہ تیز تھی۔ یہاں کے لوگوں نے علی خاں تورہ نامی ایک مجاہد کے ساتھ اس مسئلہ پر کئی دفعہ مذاکرات کیے۔ علی خاں تورہ چونکہ عالی دماغ، باہمت اور محبِ وطن عالمِ دین تھے اس لیے ایلی کے باشندوں نے ان پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) یہ چینی قوم پرستوں کی تنظیم تھی جسے چینی جمہوریت کے بانی سن یت سین (SUN YAT SEN) متوفی ۱۹۲۵ء اور ان کے قوم پرست ساتھیوں نے ۱۹۱۲ء میں قائم کیا تھا۔ یہ جماعت پارلیمانی نظام حکومت کی علمبردار تھی۔ (مترجم)

1. Owen Lattimore : Pivot of Asia p. 86

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

ترکستان کے باشندوں کو اس موقع پر سب سے زیادہ خطرہ روس سے تھا۔ روسی نئی قومی تحریک کے خلاف تھے اور یہ اندیشہ تھا کہ بغاوت ہو جانے کے بعد روسی پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی حرکت میں آجائیں گے اور نئی قومی حکومت پر اثر ڈال کر مشرقی ترکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہ نہ تو چاند تاروں والا آسمانی رنگ کا جھنڈا استعمال کرنے دیں گے اور نہ ترک اور ترکستان کے الفاظ استعمال کرنے دیں گے۔ یہ وہ اندیشے تھے جو علی خاں تورہ کے گرد جمع ہونے والے محبان وطن کے لیے کوئی فیصلہ کرنے کی راہ میں مانع تھے۔ علاوہ ازیں روسی تسلط کی صورت میں ترکوں پر روسی مظالم اور ان کا قتل عام پھر سے شروع ہونے کا خطرہ بھی تھا۔ اس کی وجہ سے ترکوں کے لیے کسی فیصلے تک پہنچنا کسی قدر مشکل ہو رہا تھا۔ ضرورت اس کی تھی کہ جو بھی قدم اٹھایا جائے بڑی احتیاط اور دور بینی کے ساتھ اٹھایا جائے۔

سوویٹ روس مشرقی ترکستان کے واقعات کا بڑے غور سے مطالعہ کر رہا تھا اور اس کو ایلی میں واقع روسی قونصل خانے کے ذریعے تمام خبریں مل رہی تھیں۔ چنانچہ جب روسی حکومت کو ایلی کی تیاریوں کی خبر ملی تو اس نے علی خاں کو ذیل کا پیغام بھیجا:

"اگر مشرقی ترکستان کے باشندوں نے چین کے خلاف بغاوت کی تو روس پہلے کی طرح غلطی کا ارتکاب نہیں کرے گا اور جو بھی حکومت قائم ہوگی اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا۔"

غرض روس نے عدم مداخلت کا پختہ یقین دلایا، بلکہ ایک روایت کے مطابق علی خان تورہ کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کر کے اس بات کی یقین دہانی کرائی۔

مشرقی پاکستان کی جدوجہد آزادی میں اس مرتبہ روس کے طرز عمل میں جو تبدیلی آئی اس کے اسباب حسب ذیل تھے:

۱۔ نمبر ا پہلے روسیوں کو چین سے نکال دیا گیا تھا اور روسی چین سے اس بات کا انتقام لینا چاہتے تھے۔

۲۔ تہران میں روز ولٹ، چرچل اور اسٹالن کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس میں روزولٹ نے اسٹالن کے سامنے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ امریکہ ترکستان کے راستے چین کو جو جاپان سے برسرپیکار ہے سامان جنگ بھیجنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لیے امریکی امدادی سامان اور ایک ہزار امریکی فوجی خلیج فارس میں تیار کھڑے تھے۔ روس اس کمک کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا چاہتا تھا۔ کیونکہ روس نہیں چاہتا تھا کہ امریکی کسی شکل میں ترکستان اور وہاں کے حالات سے واقفیت حاصل کریں۔

بہرحال ان تمام حالات کا جائزہ لینے کے بعد ایلی کے مسلمان ترکوں نے ۲۱ ستمبر ۱۹۴۴ء کو علی خان تورہ کی سربراہی میں قوم پرست چین کے خلاف بغاوت شروع کر دی۔ ۷ نومبر کو مشرقی ترکستان کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا اور علی خان تورہ کو صدر جمہوریت منتخب کر لیا گیا۔

عثمان باتور نے بھی جنہوں نے ۱۹۴۰ء سے التائی میں شن سائی کے ساتھ جنگ شروع کر رکھی تھی آزادی کی اس جدوجہد میں شرکت کا اور ایلی کی حکومت کے ساتھ تعاون کا اعلان کر دیا۔ جلد ہی ولایت ترباغاتائی بھی چین کی غلامی سے آزاد کرا لی گئی۔ اس کے بعد قرہ شہر، آق صو، کاشغر، یارقند اور ختن میں بھی آزادی کی جنگ شروع ہو گئی۔ علی خاں تورہ کی فوجوں نے تمام محاذوں پر چینی فوجوں کو شکست دے دی اور ارومچی کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

قومی فوج کی اس پیش قدمی نے ووچنگ شن اور چینی فوج میں خوف و ہراس پیدا کر دیا اور ارومچی کے چینیوں نے اپنے گھر والوں کو قانصو کی طرف بھیجنا شروع

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى www.uyghurkitap.com

کر دیا۔ چینیوں نے اپنا سازوسامان نہایت سستی قیمت پر مقامی لوگوں کو فروخت کر کے قانصو کی طرف نقل مکانی شروع کر دی۔ صوبہ ارومچی کی حکومت نے شہر کے لوگوں کو دیہات میں منتشر کر دیا۔ مدرسے بند کر دیے گئے اور شہر کے چاروں طرف مورچے کھود دیے گئے۔ علاقائی دارالحکومت اور سرکاری دفاتر کو قومول میں منتقل کرنے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

مشرقی ترکستان کے باشندے اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لیے بڑی ہمت سے اور بڑے دلیرانہ انداز میں کام کر رہے تھے۔ لیکن وہ جلد ہی ایک بار پھر روسیوں کی غداری کا شکار ہو گئے۔

روسیوں کی غداری:

مشرقی ترکستان کی تحریک آزادی کا روسی بڑے غور سے جائزہ لے رہے تھے اور اس کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنے کی تدبیر بن سوچ رہے تھے۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے روسی حسب ذیل طریقے اختیار کر رہے تھے۔

۱۔ ان ترکوں کو جنھوں نے کچھ پہلے مغربی ترکستان میں پناہ لی تھی روس میں نظریاتی تربیت دی جا رہی تھی۔ ایلی کی بغاوت کے بعد ان لوگوں کی ایک تعداد کو اس ہدایت کے ساتھ مشرقی ترکستان بھیجنا شروع کیا کہ وہ ایلی، التائی اور ترباغاتائی کی ولایتوں کی عسکری اور سول ملازمتوں اور کلیدی عہدوں کو حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

۲۔ مشرقی ترکستان میں اثر و نفوذ حاصل کرنے کے لیے روسی ایلی کے باشندوں پر زور ڈال رہے تھے کہ وہ ایلی کے روسی سفارت خانے سے مستقل ربط قائم رکھیں۔

۳۔ روسی حکومت مشرقی ترکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے اور علی خان تورہ کو اپنے اثر میں لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

جب ان تمام باتوں کی علی خان تورہ کو اطلاع ملی تو ان میں اور روسیوں میں اختلافات شروع ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ روسی مذکورہ بالا طرز عمل اختیار کر کے اپنی تاریخی غداریوں کا ایک بار پھر اعادہ کر رہے تھے۔ وہ کسی حال میں یہ نہیں چاہتے تھے کہ مشرقی ترکستان کی قومی تحریک مغربی ترکستان کے لیے مثال بن جائے اور وہاں کے باشندوں میں آزادی کے حصول کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہو۔ روسیوں نے اپنے اصل عزائم کا کبھی اظہار نہیں کیا لیکن مختلف عذر اور بہانوں کی آڑ لے کر علی خان تورہ پر اثر ڈالنا شروع کر دیا مثلاً:

روسیوں نے علی خان تورہ سے کہا کہ چین نے روس سے احتجاج کیا ہے کہ وہ مشرقی ترکستانیوں کو بغاوت پر اکسا رہا ہے اور یہ کہ چین بغاوت کرانے کے الزام میں روس کے خلاف اقوام متحدہ میں شکایت کرنے والا ہے۔ روسیوں نے اس نام نہاد احتجاج کا سہارا لے کر علی خان تورہ کو مشورہ دیا کہ وہ چین سے علیحدہ ہونے کا خیال دل سے نکال دیں، تمام محاذوں پر حملے روک دیں اور قوم پرست چین کی حکومت کے ساتھ گفت و شنید شروع کر کے مسئلہ کو صلح و صفائی کے ذریعہ حل کریں۔

علی خان تورہ نے اپنے کابینے کے ارکان اور فوجی کمانڈروں کا اجتماع بلا کر روس کے اس مطالبے پر ان کی رائے طلب کی۔ لیکن مجلس نے روس کے تمام مطالبات رد کر دیے اور علی خان نے روسیوں کو اس فیصلے سے مطلع کر دیا۔ اس کے جواب میں روس نے کھل کر دھمکی دی کہ اگر ان کے مطالبات نہ مانے گئے تو روس خود کو چین کے سامنے اس الزام سے بری ثابت کرنے کے لیے کہ وہ مشرقی ترکستان کو بغاوت پر اکسا رہا ہے، مشرقی ترکستان میں فوجی مداخلت کر کے قومی حکومت کو توڑ دے گا۔ اس دھمکی کے بعد مشرقی ترکستان کے مجاہدین آزادی چینی حملہ آوروں اور روسی سامراجیوں کے درمیان گھر کر بے بس ہو گئے۔ علی خان تورہ نے

www.uyghurkitap.com

ایک بار پھر اجتماع کیا تاکہ حکومت کے ٹوٹنے سے قبل مسئلہ کو پر امن طریقہ پر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس موقع پر روسیوں نے چین میں مقیم روسی سفیر پیٹروف کے ذریعے حکومت چین کو یہ تجویز بھیجی جس میں جھوٹ اور افترا سے کام لیا گیا تھا۔ روسی سفیر نے بتایا کہ:

"سوویٹ روس کا ایلی کا قونصل خانہ ماسکو کی وزارت خارجہ کے توسط سے ایلی میں چین کے خلاف بغاوت کی خبر پہلے ہی دے چکا ہے اور باغیوں کی تجاویز سے مطلع کر چکا ہے۔ ان تجاویز کے مطابق باغی چینی حکومت کے ساتھ مفاہمت کے لیے سوویٹ روس کی حکومت کے توسط سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر چینی حکومت مناسب سمجھے تو سوویٹ حکومت ایلی کے قونصل خانے کے توسط سے ثالثی کے فرائض انجام دینے کے لیے تیار ہے۔"

چینی حکومت نے اس تجویز کے جواب میں پیٹروف کو حسب ذیل تحریری جواب بھیجا:

"سوویٹ حکومت نے ثالثی کی پیشکش کر کے جس حسن نیت کا ثبوت دیا ہے ہم اس کے لیے شکر گزار ہیں۔ حکومت چین نے جنرل چانگ جی جُنگ کی سربراہی میں ایک وفد تشکیل دیا ہے۔ یہ وفد جلد ہی روانہ ہو جائے گا۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ باغی بھی ایک وفد بھیج کر مذاکرات کے لیے تیار ہو جائیں گے اور آپ کو اس بارے میں مطلع کر دیں گے۔"

صلح کی بات چیت:

میں اس زمانے میں چینی پارلیمنٹ میں مشرقی ترکستان کی نمائندگی کر رہا تھا۔ اس لیے مجھے ان سرگرمیوں کا قریب سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔

حقیقت یہ ہے کہ روس اور چین کی یہ خط و کتابت پہلے ہی تیار کر لی گئی تھی۔ عمل اس کے بعد ہوا۔ پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی روس اور چین مشرقی ترکستان کے مفاد کے خلاف متحد ہو گئے تھے اور اس خطے کو اپنے زیر اثر رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جو حضرات اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ جانگ دا جون (CANG da CÜN) کی کتاب "مشرقی ترکستان میں چالیس سال کے عرصے میں ہونے والی بغاوتیں" مطبوعہ ہانگ کانگ ۱۹۵۶ء ملاحظہ کریں۔

چینی وفد جانگ جی جُنگ کی سربراہی میں ایک خصوصی طیارے کے ذریعہ ۲ ستمبر ۱۹۴۵ء کو ارومچی پہنچا۔ جانگ بڑا چالاک اور سازشی انسان تھا اور اپنی چالاکی کی وجہ سے چین کی لومڑی کہلاتا تھا۔ مارشل چیانگ کائی شیک کو اس پر بڑا اعتماد تھا اور وہ مارشل کا دایاں بازو سمجھا جاتا تھا۔ اس سے پہلے چینی کمیونسٹوں سے مذاکرات کا کام اس کے سپرد کیا گیا تھا۔ چنانچہ چینی حکومت کو جانگ سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔

چینی وفد سے مذاکرات میں مشرقی ترکستان کی قومی حکومت کی طرف سے جس وفد نے نمائندگی کی وہ حسب ذیل افراد پر مشتمل تھا:۔

(۱) رحیم جان صابری (۲) ابوالخیر تورہ (۳) احمد جان قاسمی۔

رحیم جان صابری ولایت ایلی کے ممتاز قوم پرستوں میں سے تھے اور ڈاکٹر مسعود صابری کے بھتیجے تھے۔ احمد جان قاسمی ان لوگوں میں تھے جن کی روسیوں نے مغربی ترکستان میں نظریاتی تربیت کی تھی اور پھر مشرقی ترکستان میں داخل کر کے ان کو وزیر خارجہ کے عہدے تک پہنچانے میں مدد کی تھی اور اس لحاظ سے وہ روس کے ایجنٹ تھے۔

مشرقی ترکستان کا یہ وفد ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو ارومچی پہنچا اور ۱۷ اکتوبر سے مذاکرات شروع ہوئے۔ چینی وفد کے سربراہ نے پہلے ترکستانی وفد

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

کے مطالبات معلوم کرنا چاہے۔ لیکن ترکستانی وفد نے مطالبات پیش کرنے سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہا کہ حکومت چین پہلے وضاحت کرے کہ وہ مشرقی ترکستان کے لوگوں کو کیا کچھ دینا چاہتی ہے۔ چنانچہ جانگ نے ان حقوق اور اختیارات کی اس طرح وضاحت کی:

۱۔ مشرقی ترکستان کی حکومت کے صدر، سکرٹری اور والی میں سے ہر ایک کے دو دو معاون ترکستانی ہوں گے۔ وزیروں، دفتروں کے سربراہوں اور ان کے قائم مقاموں میں سے ہر ایک کا ایک ایک معاون ترکستانی ہوگا۔

۲۔ ایالت (صوبہ) کی حکومت کی کونسل کے ممبروں کی تعداد دس سے بڑھا کر پچیس ۲۵ کردی جائے گی۔

۳۔ ایالت کی حکومت کے صدر کو چھوڑ کر حکومت کے تمام عہدے قوم پرستوں، عام لوگوں اور اقلیتوں سے پُر کیے جائیں گے۔

۴۔ مشرقی ترکستان کی ایک قومی مجلس ہوگی جس میں مقامی باشندوں کو بلاامتیاز شامل کیا جاسکے گا۔

۵۔ چینی اور ترکی سرکاری زبان کے طور پر دفتروں میں استعمال کی جائیں گی۔ ابتدائی مدرسوں میں ترکی اور وسطانی اور اعلیٰ تعلیم کے مدرسوں میں چینی ذریعہ تعلیم ہوگی۔

۶۔ قانون کی حدود میں رہ کر تحریر اور تقریر کی آزادی دی جائے گی۔

ترک وفد نے ان تجاویز کے بارے اپنے ردعمل کا اظہار کرنے کی بجائے یہ کہا کہ وہ ان تجاویز کو اپنی حکومت کے سامنے پیش کرے گا اور اس کے بعد کوئی جواب دے گا۔ ۲۲ اکتوبر کو قوم پرستوں کا وفد ایلی واپس آگیا اور قومی حکومت سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد پھر ارومچی واپس گیا اور اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے ہوئے کہا:

"چینی تجاویز ہمارے لیے قابل اطمینان نہیں۔ ہماری شرائط

یہ ہیں کہ صرف قومی دفاع اور امور خارجہ مرکزی حکومت کے
سپرد ہوں اور چینی حکومت مشرقی ترکستان کو زیادہ سے زیادہ
داخلی خود مختاری دے، مشرقی ترکستان کی قومی فوج کو غیر مسلح نہ
کرے بلکہ اس کو سرکاری فوج کی حیثیت سے تسلیم کرے اور اس
کی ملی حیثیت کو قائم رکھے۔"

مشرقی ترکستان کے وفد نے ان ابتدائی شرائط کے بعد انتظامی امور کے بارے میں حسب ذیل وضاحت پیش کی۔

۱- ایالت کی حکومت کی کونسل اور قومی مجلس کے ارکان کی اکثریت مقامی لوگوں پر مشتمل ہو۔

۲- ایالت کی حکومت کے نائب صدروں میں سے ایک ایسا ہو جس کا نام ایلی کی حکومت پیش کرے اور مرکزی حکومت اس کو منظور کرے اور ایک ایسا ہو جس کا نام مرکزی حکومت پیش کرے اور ایلی کی حکومت اس پر رضامند ہو۔

۳- چار وزیروں میں سے دو اور دو عمومی مدیروں میں سے ایک ایسا ہو جن کے نام ایلی کی حکومت پیش کرے۔

۴- ایلی کی حکومت کی طرف سے جن لوگوں کے نام پیش کیے جائیں ان کو بغیر کسی شرط کے مقرر کیا جائے اور مرکزی حکومت جن لوگوں کے نام پیش کرے ان کو ایلی کی حکومت کی منظوری کے بعد مقرر کیا جائے۔

۵- قومی مجلس کے ارکان، والی اور قائم مقام عوام کی طرف سے منتخب کیے جائیں۔

۶- ابتدائی تعلیم کے ساتھ وسطانی تعلیم بھی ترکی زبان میں دی جائے اور ان مدرسوں میں چینی کو صرف زبان کے طور پر

بڑھایا جائے۔

۷۔ اعلیٰ تعلیم بھی، حالات کی مناسبت سے، چینی کے علاوہ ترکی میں بھی دی جائے۔

۸۔ مشرقی ترکستان کے لیے جس قدر آزادی تسلیم کی جائے اسے کسی عذر یا بہانے کا سہارا لے کر کم نہ کیا جائے۔

۹۔ مشرقی ترکستان کے پولیس کے سربراہ اور دیگر عہدیدار مقامی لوگوں پر مشتمل ہوں۔

قومی وفد نے فوجی شرائط کی وضاحت اس طرح کی۔

۱۔ تین ولایتوں (ایلی، القائی اور ترابا غاتائے) کی ملی فوج کو نہ توڑا جائے اور اس کو ریاستی فوج کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے اور ان کو ان ہی مقامات میں رہنے دیا جائے۔ اس فوج کو جس کی تعداد بیس ہزار ہے مرکزی حکومت کی طرف سے اسلحہ اور سامان فراہم کیا جائے۔

۲۔ آق صو اور کاشغر میں مقامی لوگوں پر مشتمل سکیورٹی فورس کی تشکیل کی اجازت دی جائے اور وہ ایلی کی حکومت کے تحت ہو۔

۳۔ مشرقی ترکستان میں رہنے والی چینی فوج کا بڑا حصہ مشرقی ترکستان سے واپس بلالیا جائے۔

ان تجاویز پر آٹھ ماہ تک بات چیت جاری رہی۔ اس مدت میں ترکستانی وفد کئی مرتبہ صلاح و مشورے کے لیے ایلی گیا۔ اس دوران بات چیت میں پانچ دفعہ خلل پڑا۔ آخرکار طرفین کے درمیان ۲ جنوری ۱۹۴۶ء کو پندرہ دفعات پر مشتمل ایک سیاسی معاہدہ ہوا اور پانچ ماہ بعد ۱۵ جون کو ایالت کی حکومت کی تشکیل کے بارے میں دو ضمنی معاہدوں پر دستخط ہوئے۔ اس کے بعد مشرقی ترکستان میں ایک نئی مخلوط حکومت قائم کی گئی۔ اس طرح ۱۹۴۷ء

میں علی خان تورہ کی سربراہی میں آزادی کی جو تحریک شروع ہوئی تھی روس اور چین کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے وہ پورا مقصد اور مکمل آزادی حاصل نہ کر سکی۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

مخلوط حکومت کی تشکیل

مسعود صابری کی حکومت

مذکورہ بالا صلح مذاکرات کے بعد مشرقی ترکستان میں ترکوں کے اشتراک سے نئی مخلوط حکومت کی تشکیل کی گئی۔ معاہدہ کے تحت آزادی کی تحریک چلانے والی وہ حکومت جو ایلی کے قوم پرستوں نے قائم کی تھی ختم کر دی گئی لیکن ترکوں کو پہلی مرتبہ مشرقی ترکستان کی حکومت میں جگہ ملی۔

انتخابات میں دھاندلی :

نئی حکومت کا سربراہ جانگ جی جنگ (Chan Cheh Chung) کو مقرر کیا گیا۔ صدر کے معاون کی حیثیت سے احمد جان قاسمی اور برہان الدین شہیدی لیے گئے جو روس کے ایجنٹ تھے۔ جنرل سکرٹری کے عہدے پر لیو من جون (Liu Min Chun) کو مقرر کیا گیا۔ اور اس کے نائب یا معاون کے طور پر عبدالکریم عباس اور ثالث نامی دو ترکستانی مقرر کیے گئے۔ پچیس[۲۵] افراد پر مشتمل انتظامی کونسل میں چودہ ترک اور باقی چینی، اہل منچوریا اور چینی مسلمان لیے گئے۔ علی خان تورہ، محمد امین بغرا، عثمان باتور، حاجی جانم خان جیسے لوگوں کو بالکل کونسل میں نمائندگی نہیں ملی۔ ہاں محمد امین بغرا کو تعمیر و ترقی کی وزارت سپرد کی گئی۔

مخلوط حکومت کی تشکیل کے بعد تمام مشرقی ترکستان میں والی (گورنر جنرل) قائم مقام اور قومی مجلس کے ارکان کا انتخاب ہوا۔ ایلی ترا باغاتائے اور التائی کی ولایتوں کے انتخابات میں روسیوں نے طرح طرح کی چالوں، سازشوں اور

دھمکیوں سے کام لے کر اپنے ایجنٹ منتخب کرا دیے۔ لیکن باقی سات ولایتوں یعنی قومول، اُردچی، قرہ شہر، آق صو، کاشغر، یارقند اور ختن میں ترکوں، روسیوں اور چینیوں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ روسیوں اور چینیوں نے دولت اور طاقت کے سہارے، چالوں اور دھمکیوں کے ذریعے اپنے آدمیوں کو منتخب کرانے کے لیے ساری قوت صرف کر دی لیکن وہ ترکوں کے ایثار اور قربانی کی وجہ سے زیادہ کامیاب نہ ہوئے۔ بہرحال ان ولایتوں میں بھی کچھ روسی اور چینی ایجنٹ منتخب ہو گئے۔

انتخابات میں جو دھاندلیاں کی گئیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انتخابات سے پہلے علی خاں تورہ کو روسیوں نے اغوا کر لیا کیونکہ وہ ابھی تک نئی حکومت میں شرکت پہ راضی نہیں ہو رہے تھے۔ چنانچہ روسیوں نے ان کو راہ سے ہٹانے کے لیے ایک رات علی خان تورہ کے مکان پہ حملہ کر کے ان کو اغوا کر لیا اور ان کو روس پہنچا دیا۔ علی خان تورہ کے اغوا کے فوراً بعد باقی مشرقی ترکستان کے ساتھ ایلی، التائی اور ترباغانات کی ولایتوں کی سرحدیں بند کر دی گئیں اور اس طرح ان ولایتوں میں انتخابات میں روسیوں کی کامیابی کو یقینی بنا لیا گیا اس طرح مشرقی ترکستان کے سب سے خوشحال اور اہم تین ولایتیں روسیوں کے زیر اثر آ گئیں۔ چینیوں نے چونکہ روسیوں سے خفیہ معاہدہ کر لیا تھا اس لیے انہوں نے ان دھاندلیوں کے خلاف کوئی آواز بلند نہ کی۔

مسعود صابری کی حکومت:

نئی مخلوط حکومت کا سربراہ چانگ معاہدے پر دستخط کرنے سے پہلے اپنے آپ کو ڈیموکریٹ کہا کرتا تھا اور سب کو اپنے خلوص کا یقین دلاتا تھا۔ لیکن صدر بن جانے کے بعد اس کا حقیقی چہرہ اس وقت نظر آیا جب وہ معاہدہ کی شرائط پر عمل درآمد سے گریز کرنے لگا۔

مشرقی ترکستان کے باشندوں کو جو حقوق اور اختیارات دیے

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

گئے تھے اگرچہ وہ محدود تھے لیکن اس پہ بھی مشرقی ترکستان میں آباد چینی اور چینی فوجی حسد سے جلنے لگے۔ انہوں نے عوام کو ستانا اور ان پہ ظلم و ستم کرنا اور حکومت کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنا شروع کر دیا۔ لیکن چانگ نے چینیوں کے ان مظالم کی روک تھام کرنے کے بجائے ان کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے نہ صرف یہ کہ ان کے خلاف عوام کی شکایتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اس کے اس طرز عمل سے عوام میں بڑی بے چینی پیدا ہو گئی۔ روسی بھی یہی چاہتے تھے۔ وہ عوام کی بے چینی سے فائدہ اٹھا کر چانگ کی جگہ اپنے کسی ایجنٹ کو لانا چاہتے تھے۔

عوام کی بے چینی نے جلد ہی مظاہروں کی شکل اختیار کر لی جس کے دوران بعض چینی فوجی افسر قتل بھی کر دیے گئے۔ ان چینیوں کے گھروں پہ بھی حملے کیے گئے جنہوں نے ترک لڑکیوں کو اغوا کر لیا تھا۔ مظاہرین نے ان چینیوں کو قتل کر کے لڑکیوں کو برآمد کر لیا اور ان کی ترکوں سے شادی کر دی تاکہ ان کو چینی پھر اغوا نہ کر سکیں۔ مظاہرین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ مشرقی ترکستان کا صدر کسی مسلمان ترک کو بنایا جائے۔

جب مظاہرے بڑھتے گئے تو حکومت چین نے چانگ سے صلاح و مشورے کے بعد اصولی طور پر یہ بات مان لی کہ مشرقی ترکستان کا سربراہ مسلمان کو بنایا جائے۔ انہوں نے اس عہدے پہ کسی غدار کو مقرر کرنا چاہا لیکن عوام اس پر راضی نہ ہوئے۔ آخر کار حکومت چین ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء کو چانگ کی جگہ ڈاکٹر مسعود صابری باشے کوزو (BAYKUZU) کو مشرقی ترکستان کا صدر تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی۔ ڈاکٹر مسعود صابری نے ترکی میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی تھی اور وہ ایک محب وطن انسان تھے۔ جنرل سکرٹری کے عہدے میں بھی تبدیلی کی گئی اور لیو من چون (Liu Min Chun) کی جگہ جو چانگ

مشرقی ترکستان کی آزاد حکومت
کے صدر ڈاکٹر مسعود صابری
جن کو چینی کمیونسٹوں نے
شہید کر دیا

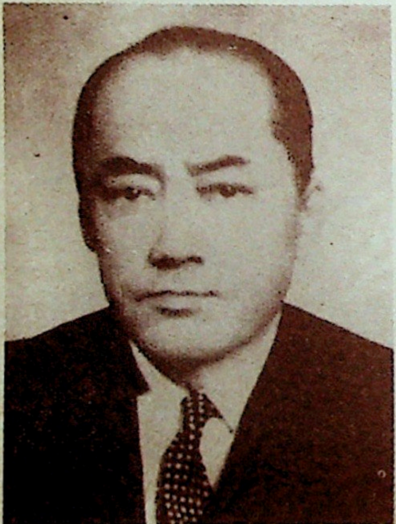

مشرقی ترکستان کی حکومت کے
نائب صدر محمد امین بغرا جو چین
کے حملے کے بعد ترکی میں پناہ
گزین ہوئے ۱۹۶۵ء میں
انتقال فرمایا

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى
www.uyghurkitap.com

کا جنرل سکرٹری تھا مجھے (یعنی یوسف الپ تگین مصنف کتاب ہٰذا) ڈاکٹر مسعود صابری کے جنرل سکرٹری کا عہدہ سپرد کیا گیا۔

روسی ردِ عمل:

مشرقی ترکستان کی صدارت کے عہدے سے چانگ کی سبکدوشی اور حکومت کی باگ ڈور کا ہمارے ہاتھ آنا ایسا واقعہ تھا جس نے روسیوں کو سراسیمہ کر دیا اور ان کے دلوں میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے۔ ان کی تشویش کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس تبدیلی کے بعد احمد جان قسم کے لوگوں کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ چنانچہ روسی ردِ عمل حسب ذیل مطالبات اور تحریکوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔

۱۔ چانگ کے معاون احمد جان اور اس کے ساتھیوں نے حکومت چین سے احتجاج کیا کہ اگر ڈاکٹر مسعود صابری اور عیسٰی یوسف الپ تگین ان بلند عہدوں پر قائم رہے تو وہ سوویٹ روس اور حکومت چین کے درمیان اختلافات پیدا کر دیں گے اور ان کی کاروائیوں سے مشرقی ترکستان میں بے اطمینانی پیدا ہو جائے گی۔

۲۔ روسیوں نے تین ولایتوں کے عوام کے نام پر ایک کٹھ پتلی وفد بھیج کر ڈاکٹر مسعود صابری کے تقرر کے خلاف احتجاج کیا۔

۳۔ مشرقی ترکستان کی اسمبلی میں بائیں بازو کے جو ارکان تھے ان کو مجبور کیا کہ وہ روسیوں کی طرف سے احتجاجی تحریک شروع کر دیں۔

۴۔ بعض مقامات پر روسیوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے معمولی مظاہرے بھی کرائے اور ایک دو جگہ بغاوت کرانے کی کوشش بھی کی۔

۵۔ روسی ایجنٹوں نے ڈاکٹر مسعود صابری اور میرے خلاف مختلف قسم کے پوسٹر بھی چھپوا کر تقسیم کیے۔

یہاں ایک واقعہ لکھتا ہوں جس سے بائیں بازو کے ارکان کی طرف سے اس احتجاج کا اصل سبب معلوم ہو سکتا ہے :

"ایک ضیافت کے موقع پر قوم پرست ارکان اسمبلی اور بائیں بازو کے ارکان کے درمیان بحث شروع ہو گئی جس کے دوران قوم پرستوں نے کہا کہ "مسعود صابری اور عیسٰی یوسف ان لوگوں میں سے ہیں جو آج تک برابر قوم کی خدمت کرتے رہے ہیں اور توقع ہے کہ اسی طرح آئندہ بھی خدمت کرتے رہیں گے۔ جب ابھی تک انہوں نے کوئی برا کام نہیں کیا تو پھر آئندہ کی بنیاد پر ان کی مخالفت کیوں کرتے ہو"

اس سوال پر بائیں بازو والوں نے ایک قہقہہ لگایا اور جواب دیا :

"جیسا کہ آپ لوگوں نے کہا یہ لوگ ملک کے خادم ہیں۔ ہم بھی یہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہم ان لوگوں کی مخالفت برے کاموں کی وجہ سے نہیں ان کے اچھے کاموں کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کاموں کی وجہ سے عوام ان کے ساتھ رہیں گے اور اس طرح ہمارا راستہ بند ہو جائے گا"

اس واقعہ کے عینی شاہد حمداللہ طارم (فندق زادہ) ہیں۔ اس زمانے میں وہ قومی اسمبلی کے رکن اور ارومچی کے نائب والی تھے۔ آج کل ان کی رہائش استنبول میں ہے۔

روسیوں کی طرف سے کیے جانے والے ان احتجاجات نے عوام کے غیظ و غضب میں اور اضافہ کر دیا اور انہوں نے ان کے خلاف وسیع پیمانے پر جوابی مظاہرے کیے اور شکست خوردہ عناصر پر الزامات لگائے۔ جب احمد جان قاسمی اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے تو وہ روس کی ہدایت پر استعفٰی دے کر ایلی واپس چلے گئے۔

مسعود صابری کی حکومت کی خدمات :

ذیل میں ان کاموں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے جو ہماری حکومت نے بڑے پُر خطر حالات میں انجام دیے اور جن کو روسی اور چینی شک و شبہ سے دیکھتے رہے۔

۱۔ ہم نے سب سے پہلے روسی اور بائیں بازو کے حکام کو برطرف کرکے ان کی جگہ قوم پرستوں کو لانے کی کوشش کی۔

۲۔ سرکاری اخبار "سنکیانگ" جس پر بائیں بازو والے قابض تھے۔ پھر سے سابق مدیر پولاد ترفانی بے[1] کو دے دیا گیا۔ پولاد ترفانی کو ہدایت کی گئی کہ آئندہ سے اخبار میں سنکیانگ کی اصلاح استعمال نہ کی جائے اور مقامی باشندوں کو ترک کہہ کر خطاب کیا جائے۔ مشرقی ترکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس اخبار کا نام سرکاری طور پر سنکیانگ کی بجائے "دوغو ترکستان" یعنی مشرقی ترکستان رکھا گیا۔ اور اویغور، قازق، کرغیز، ازبک اور تاتار جیسے ناموں کی جگہ "ترک" کی اصطلاح استعمال کی گئی[2]۔

۳۔ روسی تسلط کے زمانے میں تحریری زبان کی جگہ بول چال کی مختلف بولیوں میں جو نشریات ہوتی تھیں اور جو تعلیم دی جاتی تھی اس پر پابندی

---

[1] پولاد ترفانی پہلے جرمنی میں "آزاد ریڈیو" میں خدمات انجام دیتے تھے ۱۹۷۰ء میں وہ استنبول چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ (الپ تگین)۔

[2] روسیوں اور چینیوں دونوں نے مشرقی ترکستان میں ترک اور ترکستان کے الفاظ کے استعمال پر پابندی لگا رکھی ہے اور اس طرح انہوں نے ترک قوم پرستی کا شعور ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ترک کی جگہ مختلف قبائل کے ناموں کو اور بعض گھڑے ہوئے ناموں کو اور ترکستان کی جگہ سنکیانگ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

(عیسیٰ یوسف الپ تگین)۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى بېكىتى www.uyghurkitap.com

عائد کر دی گئی۔ ان تمام سرکاری کاغذات کا جو ناقابل فہم زبان میں ہوتے تھے از سرِ نو تحریری زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

۴۔ تمام مدرسوں میں ترکوں کی تاریخ سے متعلق نصاب شروع کیے گئے۔

۵۔ مشرقی ترکستان کے عوام کو چھاپے خانے قائم کرنے، اخبار، کتاب اور رسالے شائع کرنے کی ترغیب دی اور اس مقصد کے لیے ہر ممکن مدد فراہم کی۔ چنانچہ ایک سرکاری اخبار کے علاوہ متعدد نجی اخبار اور رسالے شائع ہونا شروع ہو گئے۔ اخباروں پر زور دیا گیا کہ وہ اپنے اخباروں میں ترکوں کی تاریخ، ترکی زبان، ترک اتحاد اور ترک قوم پرستی سے متعلق مضامین شائع کریں۔ اس دور میں جو اخبار شائع ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

یلکن (Yalkin) نور لو یول (Nur Lu Yol) تینچلِک (Tin Clik)، خان تنری اور یورات (Yurt) آخر الذکر اخبار کے مالک قربان قودا (Koday) تھے۔ انہوں نے ترکی میں معلموں کے مدرسہ میں تربیت حاصل کی تھی۔ سرخ چینیوں نے بعد میں ان کو قتل کر دیا۔

۶۔ تمام مشرقی ترکستان کے اساتذہ کو ارومچی بلا کر ان کو نصاب کے مطابق تربیت دی گئی۔ ڈاکٹر مسعود صابری، محمد ابن بغرا اور میں نے ان تربیتی اجتماعات میں ترکوں کی تاریخ زبان اور ثقافت پر لکچر دیے۔

۷۔ تمام مدرسوں میں دینی تعلیم شروع کی گئی اور عوام کو کھلے جلسوں میں اس موضوع پر لکچر دیے گئے۔ ان لکچروں میں ہم نے کوشش کی کہ لوگوں میں ملی اتحاد اور وحدت کا تصور اجاگر کریں اور ان کو بتائیں کہ اویغور، قازق، کرغیز، ازبک اور تاتار قبائل علیحدہ ملتیں نہیں ہیں بلکہ ترک قوم کا ایک حصہ ہیں۔ علاوہ ازیں ہم نے یہ بھی بتایا کہ بول چال کی زبان کو تحریر

کی زبان بنانے میں کیا نقصان ہے۔

۸۔ سوویٹ روس اور چین کی طرف سے عوام کے درمیان جو طبقاتی اختلافات پیدا کیے گئے تھے ان کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

۹۔ چین میں قائم کردہ "التائی نشریات گھر" کو مشرقی ترکستان منتقل کر دیا گیا اور اس ادارے کی طرف سے التائی نامی رسالے کے علاوہ اُرک (ERK) نامی روزنامہ بھی شائع کرنا شروع کیا۔ اس اخبار کے چھ شعار (نعرے) یہ تھے:

۱۔ ہم عوام پسند ہیں۔ ۲۔ ہم قوم پرست ہیں۔
۳۔ ہم انسانیت پرست ہیں۔ ۴۔ ہماری نسل ترک ہے۔
۵۔ ہمارا دین اسلام ہے۔ ۶۔ ہمارا وطن ترکستان ہے۔

ان چھ نعروں کے علاوہ یہ نعرہ بھی اختیار کیا گیا:

"زبان میں، عمل میں اور فکر میں اتحاد"۔ [۱]

۱۰۔ التائی نشریات گھر سے متعلق ہم نے ایک علمی کمیٹی قائم کی جو تین شعبوں میں کام کرتی تھی زبان، تاریخ اور تالیف و ترجمہ۔ اس کمیٹی کا کام ترکی زبان اور کلچر کا احیاء کرنا تھا جسے سوویت روس اور چین نے خراب

---

[۱] یہی نعرہ روس کے ممتاز مسلمان رہنما اسمٰعیل گسپرالی ۱۸۵۱ء تا ۱۹۱۴ء نے روس کے مسلمانوں کو دیا تھا اور کریمیا کا اخبار "ترجمان" اس تحریک کی ترجمانی کرتا تھا۔ لیکن روسیوں کو مسلمان رعایا کے عمل، فکر اور زبان کا یہ اتحاد پسند نہیں آیا چنانچہ اشتراکی دور میں ان کو چھوٹے چھوٹے لسانی گروہوں میں زبردستی تقسیم کر دیا گیا اور اس طرح ترکوں کے اتحاد کی تحریک پر کاری ضرب لگائی۔ روسیوں نے مقامی ترکی بولیوں کو بھی مستقل زبان کی شکل دے دی۔ (مترجم)

ئۇيغۇر كىتاب تورى

کر دیا تھا۔ عوام میں بیداری پیدا کرنا بھی اس کے مقاصد میں داخل تھا۔ کمیٹی کی طرف سے ہر دو ہفتہ کے بعد اجتماعات ہوتے تھے جن میں نوجوانوں کے سامنے لیکچر دیے جاتے تھے اور عوام کی طرف سے تیار کی ہوئی مصنوعات کی تشہیر کی جاتی تھی، مشرقی ترکستان کی خدمت کرنے والوں کو انعامات دیے جاتے تھے۔ اچھی تقریر کرنے والوں، مضمون نگاروں، مصنفوں اور شاعروں کو اعزازات اور ہدیے دے کر ان کی تربیت اور حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔

۱۱۔ مشرقی ترکستان کی جدید تاریخ میں پہلی دفعہ ایک کتب خانہ قائم کیا گیا۔ اس کتب خانے کے لیے کتابوں کی بیشتر تعداد میں خود ترکی سے لایا تھا۔

۱۲۔ مشرقی ترکستان میں جو مسلمان روس اور چین کے طرفدار تھے ان سے بات چیت کی گئی اور ان کو غیرت دلا کر روس اور چین کی طرفداری ترک کرنے کو کہا گیا۔ اس کام میں بہت کامیابی ہوئی اور روس اور چین کے ہمدردوں کی ایک بڑی تعداد ہمارے ساتھ ہو گئی۔

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ میں اس سلسلے میں ایک واقعہ اور بیان کر دوں جس سے روس کے عزائم پر روشنی پڑتی ہے۔

روسیوں نے جب دیکھا کہ ان کے بہت سے آدمی ان سے الگ ہو گئے اور کمیونزم سے پھر گئے تو انہوں نے برہان شہیدی کو میرے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ ہم قوم پرستوں کو روس کے خلاف تحریک چلانے سے روکیں۔ اس موقع پر برہان شہیدی نے دھمکی بھی دی کہ اگر روسیوں کے خلاف تحریک ختم نہ کی گئی تو وہ مسلح جنگ کریں گے۔ میں نے اس کے جواب میں کہا:

"اگر تم یہ یقین دلا دو کہ روسی مشرقی ترکستان پر کبھی حملہ نہیں کریں گے تو ہم روسیوں کے خلاف تحریک ختم کر دیں گے۔ کیا آپ اس کی ضمانت دے سکتے ہیں"

برہان شہیدی نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ خود کو مجرم محسوس کر رہا ہے۔

مختصر یہ کہ روسی ہمارے بہت خلاف ہوگئے۔ وہ ایک طرف چین پر دباؤ ڈالنے لگے اور دوسری طرف اخبار، مطبوعات اور نشریات کے ذریعے ہمیں برا بھلا کہنے لگے۔ مثلاً ایک مرتبہ تاشقند ریڈیو نے کہا:

"شروع میں ترکوں کے اتحاد کی تحریک کا مرکز انقرہ تھا اب یہ مرکز ارومچی منتقل ہوگیا ہے۔ پہلے فواد کوپرولو[1] اور بیسم اتالائے (Besim Atalay) وغیرہ نے انگریزوں کے ہاتھ بک کر ترکی میں اتحاد ترک اور اتحاد توران کی تحریکیں شروع کیں۔ اب مسعود صابری اور عیسیٰ یوسف اور ان کے ساتھیوں نے سامراجیوں کے ہاتھ بک کر اس تحریک کو مشرقی ترکستان میں پھیلانا شروع کر دیا۔"

اس کے علاوہ مغربی ترکستان میں عربی حروف میں مشرقی ترکستان کے لیے ترکی زبان میں ایک رسالہ "شرق حقیقی" کے نام سے نکالا جاتا تھا۔ اس رسالے میں بھی ہم پر اور ہماری حکومت پر حملے شروع کر دیے گئے۔ ہماری ان سرگرمیوں سے جمہوریہ چین کا پارہ بھی اونچا ہوگیا اور اس نے ہمیں

---

[1] محمد فواد کوپرولو (۱۸۹۰ء تا ۱۹۶۶ء) جدید ترکی کے عظیم ادیب، نقاد اور محقق تھے۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے بانیوں میں سے تھے۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۷۵ء تک وزیر خارجہ رہے۔ ترکی ادب اور تاریخ سے متعلق بکثرت کتابیں اور مقالے لکھے جن کی وجہ سے ان کو بین الاقوامی شہرت حاصل تھی۔ ۱۹۲۴ء میں انھوں نے ترکیات انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جو ترکوں سے متعلق تحقیقات کا اہم مرکز ہے۔ (مترجم)

ئۇيغۇر كىتاب تورى بېكىتى www.uyghurkitap.com

ہٹانے کے لیے بہانے تلاش کرنا شروع کر دیے۔ قوم پرست چین کی فوجوں کے کمانڈر انچیف جنرل سُنگ شی لین (Sung She-Len) نے ایک کانفرنس میں جس میں میں بھی شریک تھا ہمارے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا:

"شروع میں ہم یہ بات نہیں سمجھتے تھے، لیکن اب پتہ چل گیا کہ خود کو قوم پرست کہلانے والا گروہ بائیں بازو والے گروہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ بائیں بازو والے قومی اور دینی بنیاد پر کام نہیں کرتے ان کا مقصود صرف اقتدار پر قبضہ کرنا ہے۔ مگر قوم پرست مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر بنیادی اختلاف رکھتے ہیں۔ اور عوام میں زہر گھولنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

یہ کانفرنس جس میں چینی کمانڈر انچیف نے مذکورہ بالا خیالات ظاہر کیے ۱۹۴۷ء کے موسم سرما میں ارومچی میں ہوئی تھی اور اس کا اہتمام "جمعیت تعمیر سنکیانگ تو" نے کیا تھا۔

اس تقریر سے ہم اچھی طرح واقف ہوگئے کہ چین کے عمائدین ہمارے کاموں اور اصلاحات سے کس قدر خوفزدہ ہیں۔ لہٰذا روس اور چین کے منحوس تعاون کے نتیجے میں ہمیں جلد ہی اقتدار سے محروم کر دیا گیا۔ یہ کس طرح ہوا اس کا حال اگلے صفحات میں ملاحظہ کیجیے۔

روسیوں کا جنرل جانگ جی جنگ سے معاہدہ

روس کی پالیسی زاروں کے زمانے سے یہ رہی تھی کہ مشرقی ترکستان کو ایک طاقتور ریاست نہ بننے دیا جائے۔ سوویٹ روس نے بھی اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ اس مقصد کے لیے وہ مشرقی ترکستان پر براہ راست قبضہ کرنے کے بجائے ان جنرلوں کو ترغیب دے کر اور اپنے زیر اثر لاکر جن کے حکومت چین سے اچھے تعلقات نہیں ہوتے تھے۔ مشرقی ترکستان پر حکومت کرنا چاہتا تھا اس دفعہ بھی ڈاکٹر مسعود صابری سے پہلے کے

والیوں میں سے ایک والی چانگ جی جنگ (Chang Chih-Chung) کے ساتھ انہوں نے تعلق پیدا کیا اور متعدد وعدے کر کے اس کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

روسیوں نے اپنے معتمد ایجنٹ برہان شہیدی کو جنرل چانگ کے پاس بھیجا جو شمال مغربی چین میں فوجی اور سول ڈائرکٹر تھا۔ اس کے سامنے روسیوں نے یہ تجویز پیش کی کہ:

"کمیونسٹ چین کی فوجیں شمال مغربی چین کی طرف پیش قدمی کر رہی ہیں۔ اگر تم اس حملے کو روکنا چاہتے ہو تو قوم پرست چین سے اپنا تعلق ختم کر لو اور چینی کمیونسٹوں سے اس شرط پر معاہدہ کر لو کہ وہ مشرقی ترکستان پر حملہ نہیں کریں گے۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو چینی کمیونسٹوں کے مقابلے میں تمہارے عہدے کو مضبوط کرنے اور مستقل بنانے میں روس بڑے پیمانے پر تمہاری فوجی اور اقتصادی مدد کرے گا۔ حتیٰ کہ تم کو بین الاقوامی کمیونسٹ پارٹی کا رکن ہونے کی اجازت بھی دے دی جائے گی۔ لیکن اس دوران میں یہ ضروری ہے کہ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر مسعود صابری اور جنرل سکرٹری عیسیٰ یوسف الپ تگین کو اقتدار

۵۱۔ اگست ۱۹۴۵ء میں جاپان کے ہتھیار ڈال دینے کے بعد چین کی اشتراکی فوجوں نے جو شمال مغربی چین پر قابض تھیں ۱۹۴۷ء میں منچوریا پر قبضہ کر لیا۔ اگلے سال وہ شمالی چین پر بھی قابض ہو گئیں۔ ۲۱ر جنوری ۱۹۴۹ء کو انہوں نے پیکنگ پر قبضہ کر کے یکم اکتوبر کو عوامی جمہوریہ چین کے قیام کا اعلان کر دیا۔ چین پر اشتراکی تسلط کے بعد قوم پرست چین کے رہنما جزیرہ تائیوان (فارموسا) منتقل ہو گئے جہاں امریکہ کی حفاظت میں اب تک ان کی حکومت قائم ہے (مترجم)۔

سے ہٹادیا جائے اور جنرل سنگ شی لین (Sung Shih-Len)
کو قوم پرست چین کی فوجوں کے کمانڈر کی حیثیت سے واپس
لایا جائے۔"

چانگ نے قوم پرست چین کے مستقبل کو تاریک دیکھ کر روسیوں کی یہ تجاویز منظور کر لیں اور روسیوں کے ساتھ نانکنگ میں ایک خفیہ معاہدے پر دستخط ہو گئے۔ یہ خفیہ معاہدہ اگرچہ روسی سفیر مقیم نانکنگ اور چانگ کے درمیان ہوا۔ لیکن مذاکرات کے دوران چانگ کی نمائندگی برہان شہیدی نے کی جو روس کا حامی کمیونسٹ تھا۔ معاہدے کی بعض دفعات یہ ہیں:

"شمال مغربی چین میں عسکری اور سول امور کے ڈائرکٹر چانگ جی جنگ نے چینی کمیونسٹ پارٹی کے تعاون کے ساتھ اس خطے کو چین کے لیے حاصل کرنے اور روسی امداد کو یقینی بنانے کے لیے یہ معاہدہ کیا ہے۔ سوویٹ حکومت اس سلسلے میں حسبِ ذیل امداد فراہم کرے گی۔"

۱۔ شمال مغربی چین میں ایک جدید طرز کی فوج کی تشکیل میں مدد دی جائے گی۔

۲۔ شمال مغربی چین کی فوج کے لیے دفتر کا عملہ تیار کیا جائے گا۔

۳۔ شمال مغربی چین کے لیے فضائی قوت کی تشکیل کی جائے گی۔

۴۔ شمال مغربی چین میں مواصلات کو ترقی دینے کے کام میں امداد دی جائے گی اور ٹرانسپورٹ کا سامان فراہم کیا جائے گا۔

۵۔ زرعی پیداوار بڑھانے اور کانوں سے کام لینے کے لیے امداد فراہم کی جائے گی۔

۶۔ اگر بری فوج بھیجنے کی ضرورت ہوئی تو شمال مغربی چین کو فوجی امداد دی جائے گی۔

۷۔ اگر ضرورت پڑی تو شمال مغربی چین کو اقتصادی امداد فراہم کی جائے گی۔

واضح رہے کہ شمال مغربی چین سے مراد وہ علاقہ ہے جو چین ھائی، قانصو اور ننگ سا پر مشتمل ہے۔

چانگ کے اس معاہدے کی قوم پرست چین کی حکومت کو کوئی اطلاع نہیں تھی۔ یہ معاہدہ خفیہ تھا۔ چانگ ان لوگوں میں تھا جن پر حکومت چین کو اعتماد تھا۔ لیکن وہ جو چال چل رہا تھا اس کا اندازہ اس گفتگو سے کیا جا سکتا ہے جو اس نے قوم پرست چین کے صدر جنرل چیانگ کائی شیک سے اسی زمانے میں کی۔ اس نے جنرل چیانگ کائی شیک سے کہا:

"چین کی قوم پرست حکومت کمیونسٹوں کے خلاف آخری دم تک جنگ کرنے پر مجبور ہے۔ روس اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایلی کے باغیوں کو اکسانے کے ساتھ دوسری ولایتوں پر بھی حملہ کر سکتا ہے۔ مشرقی ترکستان پر متوقع روسی حملے کو روکنے کے لیے مشرقی ترکستان میں متعین سپہ سالار جنرل سنگ سی لین کو (جو روس اور کمیونسٹوں کا دشمن تھا) واپس بلا کر اس کی جگہ نرم طبیعت سپہ سالار تاؤ سی یو (Tao Shih-Yao) کو کمانڈر مقرر کرنا اور مسعود صابری کی جگہ برہان شہیدی کو اور عیسیٰ یوسف الپ تکین کی جگہ لیو من چون کو مقرر کرنا قومی مفاد کے لیے زیادہ مناسب ہے۔"

برہان شہیدی کا صدر ہونا:

جنرل چیانگ کائی شیک یہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے کہ چانگ ان کے ساتھ غداری کرے گا۔ وہ تو اسے اپنا دایاں بازو سمجھتے تھے۔ اس لیے جنرل چیانگ کائی شیک نے چانگ کے مشورے کے مطابق ۷ار جولائی ۱۹۴۸ء کو ڈاکٹر مسعود صابری کی جگہ برہان شہیدی کو مشرقی ترکستان کا صدر

محمد امین بغرا کو نائب صدر اور لیو من چوان کو میری جگہ سیکرٹری مقرر کر دیا۔ کمانڈر انچیف کے عہدہ پہ تا دسی یا و (Tac Shih-Yao) کو مقرر کیا گیا۔ حکومت چین نے ان تقرریوں کو ہمارے مشورے کے بغیر کرنا خلاف مصلحت سمجھ کر جنرل تادسی یاو کو پہلے میرے پاس اور اس کے بعد ڈاکٹر مسعود صابری کے پاس بھیجا۔ اس نے ہم سے پوچھا کہ روس کی امکانی مداخلت کو رد کرنے کے لیے اگر مرکزی حکومت آپ لوگوں کو علیحدہ کر دے تو آپ کا موقف کیا ہو گا؟

ہم نے جنرل تادسی یاد کو بتایا کہ ہماری سرگرمیاں بھی مشرقی ترکستان میں روس کی جارحانہ کارروائیوں کو رد کرنے کے لیے ہیں۔ اگر ہماری علیحدگی سے روس کی ان کارروائیوں کو رد کا جانا ممکن ہے تو ہم کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے لیکن حقیقتاً ایسا ممکن نہیں ہو گا اور ہماری تبدیلی سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہم نے یہ بھی واضح کر دیا کہ ہمارے ان کاموں میں اب تک حکومت چین ہی رکاوٹ ڈالتی رہی ہے۔ وہ ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت کرتی رہی ہے اور اب تک اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو مشرقی ترکستان کے لیے مفید ہو اور آئندہ بھی وہ کوئی مفید کام نہیں کرے گی۔ لیکن ہم محض اس خیال سے حکومت سے دست بردار ہوتے ہیں کہ ہمارا ملک افراتفری کا شکار نہ ہو۔"

چنانچہ اس کے بعد مشرقی ترکستان کی حکومت برہان شہیدی کے سپرد کر دی گئی۔

چینی کمیونسٹوں کا مشرقی ترکستان میں نفوذ

سوویٹ روس اب تک اس پالیسی پر عمل پیرا تھا کہ چانگ کے توسط سے کمیونسٹ چین کی فوجوں کو مشرقی ترکستان میں داخل نہ ہونے دے اور اس ملک پر خود قبضہ کرلے۔ چانگ نے اس کے لیے دوسری چال چلی۔ اس نے چینی کمیونسٹوں سے تعلق پیدا کیا اور ان کے ساتھ بھی ایک خفیہ معاہدہ کیا۔ اس معاہدے کے تحت طے پایا کہ چینی کمیونسٹ مشرقی ترکستان پر فوج کشی نہیں کریں گے اور صرف چند مشیر بھیجنے پر اکتفا کریں گے۔

جس وقت چینی کمیونسٹ چانگ کے ساتھ اس معاہدے پر دستخط کر رہے تھے اس کے لگ بھگ یعنی جنوری ۱۹۴۹ئہ میں لن پیاؤ[۱] نے منچوریا کی طرف پیش قدمی کرکے پیکنگ پر قبضہ کرلیا۔ اس واقعہ نے چین کے طول و عرض میں خوف و ہراس پیدا کردیا۔ صدر جمہوریہ کے معاون لی زنگ رن (Li Zung-Rin) اور بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے دوسرے عمائدین نے چیانگ کائی شیک پر دباؤ ڈالا کہ وہ کمیونسٹوں سے مفاہمت کرلیں۔ لیکن چیانگ کائی شیک کمیونسٹوں کے ساتھ کسی قسم کی مفاہمت کے حق میں نہیں تھے اس لیے انہوں نے ۲۲ نومبر ۱۹۴۹ئہ کو صدارت کے عہدے سے استعفا دے دیا اور یہ عہدہ لی زنگ رن (Li Zung-Rin)

---

[۱] لن پیاؤ (۱۹۰۸ئہ تا ۱۹۵۲ئہ) چین میں اشتراکی فوجوں کے ممتاز ترین رہنماؤں میں سے تھے۔ (مترجم)۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

کے لیے چھوڑ دیا۔

لی زنگ رن نے فوراً چانگ کو کانسو سے نانکنگ طلب کیا اور یہ چینی کمیونسٹوں سے معاہدہ کرنے کا کام اس کے سپرد کیا۔ چانگ اگرچہ اس ذمہ داری کو قبول نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجبوراً قبول کرنا پڑا اور ایک وفد لے کر پیکنگ روانہ ہوگیا۔ چانگ کے ذریعے جب ماؤزے تنگ کو لی کی تجاویز کا علم ہوا تو ماؤ نے ان کو رد کر کے اپنی تجاویز پیش کیں۔ لیکن لی نے ماؤ کی تجاویز کو قبول نہیں کیا۔ اس پہ ماؤ نے جنرل چانگ کو پیکنگ سے باہر جانے نہیں دیا۔ چانگ کے پیکنگ میں ماؤ کے پاس رہنے سے روسیوں میں تشویش پیدا ہوگئی کیونکہ اس طرح وہ منصوبہ جسے روسی چانگ کے ذریعے عملی جامہ پہنانا چاہتے تھے ناکام ہونا نظر آرہا تھا۔ چانگ نے ان کے ساتھ جو خفیہ معاہدہ کیا تھا اگر اس سے ماؤ واقف ہو جائے تو چینی کمیونسٹوں کا روسیوں پر سے اعتماد ختم ہو جاتا۔

روسی خود کو مشکل حالات میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے چینی کمیونسٹوں کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے ان سے کہا کہ وہ شمال مغربی چین پر فوراً حملہ کر دیں۔ روسیوں نے اس کام میں ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی کہا کہ اس کام میں ایلی اور التائی کے باغی ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ لیکن روسیوں نے جب ایلی کے باغیوں سے چینی کمیونسٹوں کے ساتھ مفاہمت کرنے کے لیے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ باغی موقع سے خود فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور مشرقی ترکستان سے چینی فوجوں کو نکالنے

ا ماؤزے تنگ (۱۸۹۳ء تا ۱۹۷۶ء) چین کے ممتاز ترین اشتراکی راہنما اور چین کی اشتراکی حکومت کے صدر۔ وہ اشتراکی چین کے سب سے بڑے مفکر تھے۔ (مترجم)

کے بعد کمیونسٹ چین کی فوجوں کا مقابلہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب روسیوں نے اس کی مخالفت کی اور فوجی مداخلت کرنے کی دھمکی دی تو وہ اس ارادے سے دست بردار ہو گئے۔ اس کے بعد روسیوں نے اپنے خلوص کا اظہار کرتے کے لیے احمد جان قاسمی، قومی فوجوں کے کمانڈر انچیف جنرل اسحٰق بیگ، جنرل سکرٹری کے معاون عبدالکریم عباس اور التائی کے والی دلیل خان وغیرہ پر مشتمل ایک وفد روسی طیاروں کے ذریعے پیکنگ روانہ کر دیا۔ کچھ مدت بعد اعلان کیا گیا کہ طیارہ ایک حادثہ میں تباہ ہو گیا اور مشرقی ترکستان کے وہ تمام رہنما جو اس طیارے میں تھے ہلاک ہو گئے۔ لوگوں کو چونکہ اس اطلاع پر یقین نہیں تھا اس لیے روسیوں نے یقین دلانے کے لیے بعض لاشوں کو ایلی پہنچا دیا لیکن یہ اتنی مسخ ہو چکی تھیں کہ ان کو پہچانا نہیں جا سکا۔ یہ لاشیں ایلی ہی میں دفن کر دی گئیں۔

روسیوں کی طرف سے ان ترک عمائدین کو ہلاک کرنے کی دو وجوہ تھیں:

۱۔ روسیوں نے ان باغیوں کے ساتھ کمیونسٹ چین اور قوم پرست چین کے خلاف جو معاہدے کیے تھے ان سے چینی کمیونسٹ باخبر نہ ہو سکیں۔

۲۔ یہ باغی کبھی آگے چل کر روسیوں اور چین کے کمیونسٹوں کے اختلافات کا بھانڈا نہ پھوڑ دیں۔

چانگ کی غداری:

ادھر روسی مشرقی ترکستان سے غداری کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے اُدھر پیکنگ میں نظر بند چانگ بھی ایک غداری کا منصوبہ تیار کر رہا تھا۔

جنرل چانگ کو جسے ماؤزے تنگ نے پیکنگ میں روک لیا تھا اب یہ یقین ہو گیا تھا کہ اس کو روسیوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے اب اس نے چینی کمیونسٹوں کی تائید حاصل کرنی چاہی اور ان کو مشرقی ترکستان پر

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

جلد از جلد حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چانگ چاہتا تھا کہ سرخ فوجیں تانصو پر قبضہ کرنے کے بعد مشرقی ترکستان پر بغیر کسی جنگ کے قابض ہو جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اس نے مشرقی ترکستان میں چینی فوجوں کے کمانڈر انچیف جنرل تاؤ سی یو کو حکم بھیجا کہ وہ سرخ چین کی فوجوں کے سامنے ہتھیار ڈال دے۔ جنرل چانگ نے تیس ہزار پوسٹر بھی جنرل تاؤ کے پاس خفیہ طور پر بھیجے تاکہ ان کو مشرقی ترکستان میں تقسیم کیا جائے۔ ان پوسٹروں میں مشرقی ترکستان کے باشندوں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ بغیر کسی جنگ کے کمیونسٹوں کے آگے ہتھیار ڈال دیں۔

جنرل تاؤ، سکرٹری لیو اور بلدیہ ارومچی کے صدر چوو (Chu Wu) نے چانگ کے حکم کے مطابق کمیونسٹوں کے آگے ہتھیار ڈالنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سب سے پہلے انہوں نے اس بارے میں عام خیال معلوم کرنا چاہا۔ تاؤ نے ہم لوگوں سے کہا:

"اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ قوم پرست چین کی حکومت کمیونسٹوں سے شکست کھا جائے گی اور کمیونسٹ مشرقی ترکستان پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

ہم نے جواب میں کہا کہ:

"ہم اس قسم کے حملے کا مقابلہ کریں گے۔ اگر قوم پرست چین کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ہمارے مسلح مقابلے کی وجہ سے وہ مجرم گردانی جائے گی تو پھر وہ ہمارے ساتھ تعلقات ختم کر دے اور مشرقی ترکستان کے ایک مستقل ملک ہونے کا اعلان کر دے اور ہمیں اقوام متحدہ میں ایک رکن کی حیثیت سے تسلیم کرا دے۔ ایسی صورت میں اگر سرخ چین مشرقی ترکستان پر حملہ کرے گا تو

دوسرے ملکوں کی نظر میں غاصب، حملہ آور اور سامراجی تصور کیا جائے گا اور ہم بھی زیادہ بھرپور جنگ کر سکیں گے۔ ہمارے خطے کی حیثیت چونکہ ایک مستقل اور آزاد مملکت کی ہو گی اس لیے ہمارے طرز عمل کا قوم پرست چین سے کوئی تعلق نہیں ہو گا اور اس کو مجرم نہیں سمجھا جائے گا"۔

ہم نے ان خیالات کا اظہار صرف تاؤ اور اس کے آدمیوں کے سامنے ہی نہیں کیا بلکہ کانسو سے آنے والے قوم پرست چین کے دوسرے حکام سے بھی یہی کہا۔ لیکن چین کے ارباب بست وکشاد نے ہماری باتوں کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ جنرل تاؤ اور ان کے ساتھیوں نے بائیں بازو کے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی اور مشرقی ترکستان کو بغیر کسی جنگ کے کمیونسٹوں کے سپرد کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

عوام مدافعت کا فیصلہ کرتے ہیں:

تاؤ کے اس فیصلے سے کہ مشرقی ترکستان کو بغیر لڑے بھڑے چینی کمیونسٹوں کے سپرد کر دیا جائے عوام میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔

کمیونسٹ روس کے زمانے کے سارے مظالم نظر کے سامنے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ سرخ چین بھی سرخ روس سے مختلف نہ ہو گا۔ آخرکار فیصلہ کیا گیا کہ اب جب کہ مشرقی ترکستان میں متعین قوم پرست چین کی فوجیں ہمارے وطن کا تحفظ نہیں کر سکتیں ہمارے لیے ان کے خلاف ہتھیار اٹھانا ضروری ہو گیا ہے۔ عوام نے یہ فیصلے مختلف اجتماعات میں کیے جن میں قوم پرست چین کے بعض رہنماؤں اور جنرلوں نے بھی شرکت کی اور وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچے۔

چینی کمیونسٹ صوبہ شینسی پر مئی ۱۹۴۹ء میں قابض ہو چکے تھے اور اس کے بعد انہوں نے صوبہ کانسو پر حملہ کر دیا جنرل تاؤ نے ۱۱ اگست ۱۹۴۹ء

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

کو اُرومچی کے ہیڈ کوارٹر میں تمام فوجی افسروں کو جمع کر کے ان کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے خیال کا باضابطہ طور پر اعلان کیا۔ اس اجتماع میں فوجی افسروں کے علاوہ مشرقی ترکستان کے صدر برہان شہیدی، جنرل سکرٹری لیو اور ارومچی بلدیہ کے صدر چودو بھی موجود تھے۔ اجتماع میں کمیونسٹوں کے مخالف جنرلوں نے تاؤ اور اس کے ساتھیوں پر سخت تنقید کی اور ان پر غداری کا الزام لگایا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ وہ اس غداری میں شریک نہیں ہوں گے۔ اس مخالفت کی وجہ سے اجتماع منتشر ہو گیا۔ لیکن تاؤ نے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ اس نے ایک ایک جنرل کو اس کے گھر پر جاکر ترغیب دی اور اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی اور جب اس میں بھی کامیاب نہ ہوا تو ان کو کھل کر دھمکی دی کہ اگر وہ ہتھیار نہیں ڈالتے تو ان کو مشرقی ترکستان چھوڑ دینا چاہیئے۔ ان جنرلوں نے جب دیکھا کہ وہ تاؤ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو وہ ہمارے قریب آنے پر مجبور ہوئے۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۴۹ء کو ایک چینی مسلمان نے آکر کہا کہ محمد امین بغرا کو اور مجھے فوجی کور کے کمانڈر جنرل محمد عثمان ماچینگ شان (Ma-Chieng Shang) کے ہیڈ کوارٹر میں طلب کیا گیا ہے۔

ہم لوگ جب محمد امین بغرا کے ساتھ جنرل ماچنگ کے پاس پہنچے تو وہاں جنرل تاؤ کا فیصلہ زیر بحث تھا۔ جنرل ماچنگ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہمیں دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت کو ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ ہوں یا ہم مشرقی ترکستان میں چینی کمیونسٹوں کا تنہا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علاوہ ازیں روسیوں کی مداخلت کا امکان بھی ہے۔ اس لیے ہمیں مل کر کام کرنا چاہیئے۔ داخلی امور میں آپ لوگوں کے سپرد کرتا ہوں۔ ہم اپنے اسلحہ کا ایک حصہ مقامی لوگوں کو دے دیں گے تاکہ اس طرح ایک مقامی فوج تیار ہو جائے اور ہم مشرقی ترکستان کا دفاع کر سکیں۔ اس کے بعد جنرل عثمان نے ہم سے پوچھا کہ آیا ہم روسی

قونصل خانہ سے کوئی ضمانت حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں۔

ہم چینی جنرل ماچنگ سے مشترکہ دفاع کی تجویز سے متفق تھے۔ لیکن روس کا معاملہ مختلف تھا اس لیے ہم نے کہا کہ روسی ہمیشہ سے ہمارے دشمن ہیں۔ پہلے دوستی کا اظہار کرتے ہیں بعد میں غداری کر جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان اقدامات اور اصلاحات کی وجہ سے جو ہم نے اپنے دورِ حکومت میں جاری کی تھیں روسی ہم پر اعتماد نہیں کریں گے۔ ہمارے لیے صحیح راستہ یہ ہوگا کہ پہاڑوں پر چڑھ جائیں اور چھاپے ماریں۔ اگر اس طرح ہمارا زیادہ نقصان ہوا تو ہم تبت کی طرف نکل جائیں گے اور اس وقت تک وہاں رہیں گے کہ ہمیں اپنی کامیابی یا ناکامی کا یقین ہو جائے۔ اگر ہم وہاں مدافعت جاری نہ رکھ سکے تو ہندوستان کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔

جنرل ماچنگ نے ہمارے خیالات سننے کے بعد دوسرے ساتھیوں کو صورت حال سے مطلع کیا اور آخر میں فیصلہ ہوا کہ ترک قوم پرست اور قوم پرست چین کے جنرل متحدہ طور پر مشرقی ترکستان کا دفاع کریں گے۔ لیکن جب اس بارے میں قرارداد تحریر کی گئی تو اس پر دستخط کے موقع پر ایک جنرل یے چنگ (Yhe-Ching) نے جو ۷۸ ویں کور کا کمانڈر تھا کچھ مہلت طلب کی تاکہ وہ آخری دفعہ ایک بار پھر تاؤ سے بات کر لے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ لیکن اس نے غداری کی اور تاؤ کو ساری صورتِ حال سے مطلع کر دیا اور اس طرح وہ ہماری تحریک کو ناکام بنانے کا سبب بنا۔

اس کے بعد جنرل تاؤ اور برہان شہیدی اپنے کو خطرے میں دیکھ کر روپوش ہو گئے۔ اس دوران سوویٹ روس نے بھی دھمکی دی کہ اگر ہم نے مدافعت کی تو روس ہمارے خلاف کارروائی کرے گا۔ ان حالات میں چینی جنرلوں نے بے بس ہو کر اپنی فوجوں کو چھوڑ کر پاکستان کے راستے فارموسا جانے کا فیصلہ کیا۔ اب ہم کمیونسٹ روس اور کمیونسٹ

چین کی حکومتوں کا حملہ رد کرنے اور غیر بدرے ہوئے ارکان حکومت کا مقابلہ کرنے کے لیے تنہا رہ گئے تھے۔ اس لیے ہم نے بھی آزاد دنیا کی طرف ہجرت کرنے اور وہاں سے مشرقی ترکستان کے دعوے سے دنیا کو باخبر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

مشرقی ترکستان پر سُرخ چین کا تسلّط

اور

نام نہاد اصلاحات کا اجراء

پیکنگ پر قبضے کے بعد سرخ چین کی فوجیں یکے بعد دیگرے دوسرے شہروں پر قبضہ کرتی جارہی تھیں۔ شمال مغربی چین کے فوجی اور سول ڈائرکٹر جنرل محمد حسین مابوفونگ[۵۱] (Ma-Boufong) کو شکست دے کر جو جنرل چانگ جی چنگ کی جگہ مقرر کیے گئے تھے کمیونسٹ کانسو کے صدر مقام لانچو پر قابض ہو گئے۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۴۹ء کو کانسو کے مغرب میں واقع شہر جوچوئین (Chu-Chuen) پر قبضہ کرنے کے بعد جنرل تاؤ اور برہان شہیدی نے ۲۶ ستمبر کو ماوزی تنگ کو ایک تار دیا جس میں کہا گیا تھا کہ اب وہ حکومت پیکنگ کے تحت آ گئے ہیں اور یہ کہ انہوں نے اشتراکی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ تاؤ نے صرف اس تار پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء کو جوچوئین جا کر سرخ چین کی فوجوں کو مشرقی ترکستان آنے کی دعوت دی۔ اس پر کمیونسٹ چین کی فوجیں ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۹ء کو مشرقی ترکستان کے سرحدی شہر قومول پر قابض ہو گئیں

---

۵۱ جنرل محمد حسین مابوفونگ اب سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ ان کو جنرل چانگ جی چنگ کی جگہ مقرر کیا گیا تھا۔ (عیسٰی یوسف الپ تگین)

اور ماہ نومبر میں طیاروں کے ذریعے ترکستان کے دوسرے شہروں پر حملہ کر دیا۔ اس طرح دنیا نے تاریخ کی ایک انتہائی مکروہ جارحانہ کارروائی کا مشاہدہ کیا۔

اشتراکی مظالم کا ابتدائی دور:

سرخ چین نے سب سے پہلے اپنی نام نہاد اصلاحات کے لیے راہ ہموار کرنے کے لیے حسب ذیل پابندیاں لگائیں :

۱۔ تمام لوگوں کے مال، جائیداد اور دولت کی مقدار معلوم کی گئی اور پھر حکومت کی اجازت کے بغیر پیداوار، حیوانات، کھیتوں اور گھروں وغیرہ کی فروخت ممنوع قرار دے دی گئی۔

۲۔ لوگوں کو مجبور کیا گیا کہ اپنی آمدنی بنکوں میں جمع کرائیں۔ بنکوں کو ہدایت کی گئی کہ ان کے آدمی روزانہ دوکانوں پر جاکر روزانہ کی آمدنی خود جمع کر لیں۔

۳۔ مشرقی ترکستان کے عوام کے ناموں کے رجسٹر تیار کیے گئے۔ ان میں وطن پرستوں، دیندار اور دولت مند لوگوں اور با اثر افراد کے ساتھ ساتھ بد اخلاق اور بد معاش لوگوں کے نام بھی لکھے گئے۔ ان میں سے پہلے گروہ کے لوگوں کو ختم کرنا مقصود تھا اور دوسرے گروہ کے لوگوں کو عوام کے سروں پر مسلط کرنا۔ اس رجسٹر کی تیاری کے بعد حسب ذیل اقدامات کیے گئے:

(الف) ہر خاندان میں اس خاندان کے سب سے بڑے فرد کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، عورت ہو یا مرد خاندان کا سربراہ بنا دیا گیا۔ اس نئے سربراہ خاندان کا کام اپنے گھر کے ہر شخص کی باتوں اور کاموں کی نگرانی کرنا تھا۔ اس دن کیا کھایا، کیا کیا، کن لوگوں سے ملاقات کی اور کیا باتیں کیں۔ ان سب کی اطلاع پولیس کو دی جاتی تھی۔

(ب) "سننے والے" اور "سونگھنے والے" ناموں سے گروپ بنائے گئے۔ ان گروپوں کا کام مختلف طریقوں سے عوام کے کھانے پینے، بات چیت اور ان کی سرگرمیوں پر کنٹرول قائم کرنا تھا۔ گوشت اور گھی گھروں میں رکھنا ممنوع قرار دیا گیا اور اس بات کی تحقیق کی جاتی تھی کہ یہ چیزیں استعمال کی گئیں یا نہیں۔

(ج) اس کنٹرول کے علاوہ ہر شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ تین دن میں ایک دفعہ پولیس کے دفتر جا کر تین دن کے کاموں سے متعلق رپورٹ پیش کرے۔ ہر شخص کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی دوسرے سے ملنے کے لیے جانے سے پہلے پولیس کو مطلع کرے کہ کہاں جا رہا ہے، کیوں جا رہا ہے، کب جا رہا ہے اور کیا باتیں کرے گا۔

۴۔ لوگوں کو اجازت کے بغیر اپنے گاؤں سے شہر یا شہر سے گاؤں جانا یا گھومنے پھرنے کے لیے جانا ممنوع قرار دیا گیا۔ اگر جانا ضروری ہے تو پوری تفصیل سے پولیس کو اطلاع دینا لازمی قرار دیا گیا۔ اسی طرح کسی جگہ پہنچنے کے بعد وہاں کی پولیس کو مطلع کرنا بھی ضروری تھا۔ واپسی پر پھر پولیس کو پوری رپورٹ پیش کرنا ہوتی تھی۔

نظام جاسوسی:

ترکستانی عوام کے درمیان اتحاد، مساوات اور اخوت کے احساسات کو ختم کرنے اور عوام کو ان کے مختلف اجتماعات میں ہونے والے واقعات سے بے خبر رکھنے کے لیے جاسوسی کے نظام کو فروغ دیا گیا۔ اس کے لیے ڈرانے، دھمکانے اور انعامات کے ذریعے تحریص و ترغیب کے طریقے اختیار کیے گئے۔ شوہر کو بیوی کے خلاف، بیوی کو شوہر کے خلاف، بچوں کو ماں باپ کے خلاف اور ماں باپ کو بچوں کے خلاف جاسوسی کرنے کی ترغیب دی۔ ان طلباء کو جو اپنے والدین کی جاسوسی کرتے تھے ان کو جماعت میں ترقی

ئۇيغۇر كىتاب تورپىكتى
www.uyghurkitap.com

دے دی جاتی تھی، ان کو کھانے پینے کی چیزیں اور ملبوسات دیے جاتے تھے اور جو بچے جاسوسی نہیں کرتے تھے ان کو اسی جماعت میں رکھا جاتا تھا اور سزا دی جاتی تھی۔

چونکہ ہر شخص ایک دوسرے کی جاسوسی پر مامور تھا اس لیے گھر والے اپنے گھروں میں بھی بات چیت کرنے میں محتاط رہتے تھے حتیٰ کہ مسرت و غم کا اظہار بھی نہیں کرتے تھے۔ اگر دو تین آدمی یک جا ہوتے تھے تو ان پر کمیونزم کے خلاف تحریک چلانے یا بغاوت کی تیاری کرنے کا الزام لگا دیا جاتا تھا اور ان کو سخت سزا دی جاتی تھی۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو سڑکوں پر سلام دعا کرنا بھی مارے ڈر کے ترک کر دیا تھا۔ اگر کسی عورت کے منہ سے آہ نکل جاتی تو یہ بھی قابل سزا فعل سمجھا جاتا تھا۔ اس سخت احتساب کی وجہ سے مشرقی ترکستان میں یہ مثل عام ہو گئی تھی کہ

"قلب جسم کا دشمن اور چار دیواریں گھر کی دشمن"

مشرقی ترکستان کے ڈاک خانوں میں چینی کمیونسٹوں کو ملازم رکھا گیا۔ اس کام کے لیے وہ لوگ منتخب کیے جاتے تھے جو مقامی اور چینی دونوں زبانیں جانتے تھے۔ ڈاک خانوں میں بلا استثنیٰ تمام خطوط کا سنسر ہوتا تھا۔ اگر خط کی تحریر ناقابل فہم ہوتی تھی تو یہ کہہ کر کہ یہ خفیہ زبان میں لکھے گئے ہیں خط لکھنے والے کو سوال و جواب کے لیے بلا لیا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگ خطوط میں بھی اپنے دلی جذبات کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔

اخلاق و کردار کے لحاظ سے لوگوں کے ناموں کے جو رجسٹر تیار کیے گئے تھے۔ ان میں سے ایک لاکھ ایسے لوگوں کو جن کا کوئی کردار نہیں تھا خاص طور پر تربیت دی گئی۔ ان لوگوں کے انتخاب میں یہ اصول پیش نظر رکھے جاتے تھے۔

خاندانی طور پر شرفا سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ ملی شعور اور ملی مفاد کے

مفہوم سے ناواقف ہوں۔ شفقت، محبت، رحم، انسانیت اور ضمیر رکھنے کے اوصاف سے محروم ہوں۔ دین کا احترام نہ کرتے ہوں۔ لالچی، قمار باز، قاتل اور نشہ کا عادی ہونا ان کے لیے اچھے اوصاف سمجھے جاتے تھے۔ ان لوگوں کو مختلف نصابوں کے ذریعے جرائم، غداری، ایذا رسانی کے طریقے سکھائے گئے۔ شروع شروع میں ان کے سپرد حسب ذیل کام کیے گئے:

۱۔ مالکان زمین اور ان کے شریک کار اور مزدوروں کے درمیان تعلقات کی تحقیق کرنا اور حصہ داروں اور مزدوروں کو مالکوں کے خلاف بھڑکانا۔

۲۔ مالکان زمین کے خلاف لوگوں کو شکایت کرنے کی ترغیب دینا۔

۳۔ مالکوں کے خلاف جھوٹے الزام لگانا اور یہ فیصلہ کرنا کہ کس مالک کو کس قسم کی سزا دی جائے۔

۴۔ کمیونزم کے مخالفوں اور وطن پرستوں کے خلاف جدوجہد کرنا۔

اس دور میں مشرقی ترکستان میں عوام کی نام نہاد عدالتیں قائم کی گئیں جن کو مختلف نام دیے گئے تھے۔ مثلاً حساب چکانے کی عدالت، جواب طلبی کی عدالت وغیرہ۔ لوگوں کو یقین دلایا جاتا تھا کہ یہ سارے کام اور اصلاحات مثبت نوعیت کی ہیں اور مشرقی ترکستان کے لیے مفید ہیں۔

تطہیر کی مہم کا نشانہ ترک باشندے تھے:

تطہیر کی جو مہم چینی کمیونسٹوں نے چلائی وہ بظاہر حسب ذیل عناصر کے خلاف تھی۔

۱۔ اشتراکی انقلاب کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے۔

۲۔ عوام، حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے والے۔

۳۔ وہ لوگ جو حکومت کو ٹیکس ادا نہیں کرتے تھے اور غلہ کی

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

ذخیرہ اندوزی کرتے تھے۔

لیکن تطہیر کی مہم کا اصل ہدف ترک اور مسلمان تھے اور ان الزاموں کے تحت ان لوگوں کو ختم کیا جارہا تھا جو مشرقی ترکستان سے محبت رکھتے تھے اور جن میں ملی شعور پایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے مختلف ناموں سے مہمیں چلائی گئیں۔ مثلاً ایک مہم قوم پرستی کے خلاف چلائی گئی۔ اس مہم کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ مہم قوم پرستی اور تنگ خیالی کے خلاف چلائی جارہی ہے اور اس کا مقصد انسان دوستی کے تصورات کو عوام میں پھیلانا ہے لیکن اس مہم کا حقیقی نشانہ حسب ذیل قسم کے لوگ تھے:

۱۔ مقامی قوم پرست جو سڑکوں اور میدانوں میں سرخ چین کی کھل کر مخالفت کر رہے تھے۔

۲۔ وہ لوگ جو نسل کشی کی سیاست، چینی بنانے کی پالیسی اور ترک لڑکیوں کے چینیوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنے اور چین سے نقل مکانی کر کے مشرقی ترکستان میں آباد ہونے والوں کی مخالفت کر رہے تھے۔

۳۔ وہ لوگ جو سنکیانگ کی اصطلاح استعمال کرنے کے خلاف تھے۔

۴۔ وہ مقامی کمیونسٹ جنہوں نے پہلے سرخ چین کے ساتھ تعاون کیا اور وطن اور قوم کے خلاف کام کیا مگر بعد میں پشیمان ہوئے اور سرخ چین کے خلاف ہو گئے۔

تحریک اصلاح اراضی:

سرخ چین کی تحریک اصلاح اراضی کی مہم مشرقی ترکستان میں ۳۱ جون ۱۹۵۱ء سے شروع ہو کر ۱۹۵۳ء تک جاری رہی۔ اس مہم کا مقصد اس طرح واضح کیا گیا تھا:

بے زمین لوگوں کو زمین کا مالک بنانا، مالکان زمین سے غریب کسانوں اور

مزدوروں کا انتقام لینا اور ان کے لیے مستقبل میں امکانات پیدا کرنا۔

لیکن اس کے برخلاف اصلاح اراضی کی مہم کے تحت بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کیا گیا۔ کیونکہ اس مہم کے حقیقی مقاصد یہ تھے:

۱۔ ترکوں سے زمین چھیننا اور چین سے آنے والے آباد کاروں میں تقسیم کرنا۔

۲۔ ترکوں کے درمیان طبقاتی جنگ برپا کرنا اور مزدوروں اور غریبوں کے مفاد کو سرخ چین سے وابستہ کرنا۔

۳۔ مالکان زمین کا خاتمہ کرنا۔

اس جگہ قابل توجہ امر یہ ہے کہ مشرقی ترکستان میں تقریباً ہر شخص زمین کا مالک تھا کیونکہ یہاں زمین کی نسبت لوگوں کی تعداد بہت کم تھی، اس لیے قابل کاشت زمین تھوڑی بہت ہر شخص کے پاس تھی۔ اگر حکومت چین اصلاح زمین کی تحریک میں مخلص ہوتی تو عوام کو ایک دوسرے کا دشمن بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ قابل استعمال زمین غریبوں کو دی جا سکتی تھی۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ مالکان زمین کو ختم کر دیا گیا اور غریبوں کو لوٹا کھسوٹا گیا۔ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۶۳ء کے درمیان دو کروڑ اسی لاکھ مو یا ایک کروڑ ۳۷ لاکھ دونم[ل] زمین قابل کاشت بنا کر چینی آباد کاروں اور فوجیوں میں تقسیم کر دی گئی۔ ان فوجیوں کو استحصال اردو (یعنی پیداوار بڑھانے والی فوج) کا نام دیا گیا تھا۔

اصلاح اراضی کی اس مہم کے دوران مشرقی ترکستان کے باشندوں پر جو مظالم ڈھائے گئے ان کی مختصر تفصیل یہ ہے:

۱۔ پہلے مرحلے میں ان مالکان زمین کے نام لکھے گئے جن کے خلاف

ل آج کل ترکی میں ایک دونم تقریباً ۲½ ایکڑ کا ہوتا ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مشرقی ترکستان میں دونم کتنا بڑا ہوتا ہے (مترجم)۔

شکایت کی جا سکتی تھی۔ نام لکھنے کا کام اسی بے کردار عملے نے انجام دیا جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ مالکان زمین اور کسانوں کو چھ حصوں میں تقسیم کیا گیا:

(الف) ظالم لوگ: یعنی وہ لوگ جن کی پیداوار ان کی سالانہ ضرورت سے زیادہ تھی۔

(ب) آغا اور مالکان زمین: جن کی پیداوار سالانہ ضرورت کے مطابق تھی۔

(ج) دولت مند کاشتکار: جن کی پیداوار سالانہ ضرورت کے نصف سے زیادہ تھی۔

(د) متوسط درجہ کے کاشتکار: جن کی پیداوار ان کی ضرورت کے نصف کے برابر تھی۔

(ر) غریب کسان: وہ کسان جن کے پاس زمین تھی لیکن ان میں کاشت کرنے کی استطاعت نہیں تھی۔

(س) کرایہ پر کام کرنے والے کسان، محنت کش۔

۲۔ ناموں کو لکھنے اور ان کی درجہ بندی کرنے کے بعد ان ایجنٹوں نے جو اس کام کے لیے مقرر کیے گئے تھے، مالکان زمین کے حصہ داروں، پڑوسیوں مزدوروں اور دوسرے غریب لوگوں کے گھروں پر چکر لگائے اور ان کو ہدایت کی کہ وہ مالکان زمین کے خلاف شکایات پیش کریں۔ کیونکہ ان لوگوں کو تم نے دولت مند بنایا لیکن انہوں نے تم کو فقیر بنا دیا، محنت تم کرتے ہو لیکن آرام وہ لوگ کرتے ہیں۔ چین کی عوامی حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کی مدد سے تم ان مالکان زمین سے ان کے اعمال کا حساب لو اور جواب طلب کرو۔ اس مقصد کے لیے جو عوامی عدالتیں قائم کی جائیں گی ان میں تم کہنا کہ ان لوگوں نے تم پر بہت ظلم کیا ہے۔ تمہارے الزامات جس قدر سنگین ہوں گے تم کو اتنی ہی زیادہ زمین

اور سامان دیا جائے گا۔ اگر تمہارے پاس معلومات کی کمی ہو تو یہ معلومات ہم تم کو فراہم کریں گے۔

ان ہدایات کے ساتھ لوگوں کو دھمکی بھی دی گئی کہ اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو ان کو سزا دی جائے گی۔

۳۔ شکایت کرنے والوں کی ایک تعداد کو اس طرح تیار کرانے کے بعد مالکان زمین کو گرفتار کر لیا گیا اور عوامی عدالتیں قائم کر دی گئیں۔ ان عدالتوں میں حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کی نمائندگی ہوتی تھی۔ عوام کے درمیان سے بھی کچھ قابل اعتماد لوگوں کو عدالت میں نمائندگی کے لیے طلب کیا جاتا تھا۔ صدارت کے فرائض کوئی چینی ادا کرتا تھا۔ گرفتار شدہ لوگ یعنی نام نہاد مجرم پولیس کی حراست میں اس عدالت کے سامنے پیش کیے جاتے تھے۔ اس کے بعد صدر عدالت، عوام کو مخاطب کر کے ان سے پوچھتا:

"ان مجرموں کے بارے میں آپ لوگوں کو کیا شکایتیں ہیں؟
ان شکایتوں کو بے خوف ہو کر بیان کرو۔ آج حساب اور جواب طلبی کا دن ہے۔ حکومت عوام کی ہے اس لیے عوام کی تمام خواہشات پوری کی جائیں گی۔"

اس کے باوجود عوام کی طرف سے ایک آواز نہیں اٹھتی۔ وہ تو اس روزمرہ کے منظر سے اکتا گئے تھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ اس طرح کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس قسم کی شکایتیں کرنا ان کے اخلاق و کردار کے منافی تھا۔ وہ لوگ اللہ، آخرت اور کتاب پر یقین رکھنے والے صادق مومن تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جھوٹ، افترا کی آخرت میں کیا سزا ہے۔ اس لیے وہ چین کے فائدے کے لیے اپنے بھائیوں پر الزام لگانا اور ان پر ظلم کرنا نہیں چاہتے تھے۔ عوام میں ایسے لوگ بھی نکل آتے تھے جو الزام لگانا تو بڑی بات ہے صاف طور پر اعتراف کرتے تھے کہ یہ مجرم نہیں بلکہ انہوں نے ہماری مدد کی ہے۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

ایسے لوگوں کو جو مالکان زمین کے حق میں بولتے تھے۔ چینی کمیونسٹ گرفتار کر لیتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود لوگ ان کی خواہش کے مطابق شکایت کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے۔

اس طریقے میں ناکام ہونے کے بعد چینی حکومت نے طریق کار بدل دیا اور ایک گاؤں کے زمیندار کو دوسرے گاؤں کی عوامی عدالت میں اور وہاں کے زمینداروں کو کسی اور گاؤں کی عدالت میں لے جاکر اور اپنے مقرر کردہ اور تربیت کردہ ایجنٹوں کے ذریعے شکایت کرانے اور سزا دینے کا طریقہ اختیار کیا۔

مبینہ الزامات میں گرفتار کیے جانے والے زمینداروں سے نہایت ذلت آمیز سلوک کیا جاتا۔ پہلے تو زمیندار سے پوچھا جاتا کہ یہ الزامات کہاں تک صحیح ہیں۔ جب وہ ان کی تردید کرتا تو کمیونسٹوں کی طرف سے ان پر جھوٹے الزام لگائے جاتے۔ ان کے پر دردہ ایجنٹ بھیڑ میں سے اس طرح نکل کر آتے جیسے وہ عوام سے تعلق رکھتے ہوں اور پھر زمیندار کو مارنے کی کوشش کرتے اور کہتے :

"اپنے کرتوتوں کا اعتراف کر لو۔ اگر تو اپنے کرتوتوں کا اعتراف کرتے سے شرمار ہا ہے تو یہ حرکتیں پہلے کیوں کی تھیں۔ کیا آج کے دن کا تو نے نہیں سوچا تھا؟"

زمیندار جب اس کے بعد بھی جرم کا اعتراف نہیں کرتا تو اس کی بیوی بچوں کو اس کے سامنے ایذا پہنچائی جاتی۔ آخر کار زمیندار اپنی آل اولاد کی حفاظت کے خیال سے کمیونسٹوں کے گھڑے ہوئے الزامات کو صحیح تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا۔ ان زمینداروں پر عام طور پر حسب ذیل الزامات لگائے جاتے تھے۔

"یہ لوگ (زمیندار) ہم کو سورج کی تپتی دھوپ میں کام کرنے

پر مجبور کرتے تھے۔ کھانا کافی نہیں دیتے تھے۔ حتیٰ کہ پینے کے لیے پانی بھی نہیں دیتے تھے۔ اجرت بہت کم دیتے تھے۔ فلاں آغا مجھ کو بالکل اجرت نہیں دیتا تھا اور زمین کا ٹیکس بھی مجھ سے دلواتا تھا۔ ہم کو بے سہارا پا کر ہماری خوبصورت لڑکیوں حتیٰ کہ ان لڑکیوں کو بھی جن کی منگنی ہو چکی تھی ہم سے زبردستی چھین لیتے تھے اور ان کو اپنی داشتہ بنا لیتے تھے۔"

اعتراف کرنے کے بعد صدر عدالت عوام کو مخاطب کر کے پوچھتا تھا کہ اب آپ لوگ فیصلہ کریں کہ ان عوام دشمنوں کو کیا سزا دی جائے۔ اس پر وہی تربیت یافتہ اور پروردہ ایجنٹ جواب دیتے: فلاں شخص کو اس طرح قتل کر دو۔ فلاں کو ہمیشہ کے لیے قید کر دو اور فلاں کی جائیداد اور مال و اسباب ضبط کر لو اور غریبوں میں تقسیم کر دو۔ اس پر صدر عدالت کہتا کہ حاکمیت عوام کی ہے، فیصلہ کرنا آپ کا حق ہے، اس لیے ان کو وہی سزا دی جائے گی جو آپ چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہر شخص کو وہی سزا دی جاتی اور اس کا نفاذ پولیس کے سپرد کر دیا جاتا۔ یہ سزا قید اور قتل کی شکل میں ہوتی تھی۔ لوگوں کو عوام کے سامنے قتل کر دیا جاتا تھا اور ان کے پس ماندگان اور عزیز و اقارب کو خبردار کر دیا جاتا تھا کہ وہ نہ تو رو سکتے ہیں، نہ جنازے کے ساتھ جا سکتے ہیں، نہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ کوئی دینی رسم ادا کر سکتے ہیں۔ جو لوگ اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ان کو بھی سزا دی جاتی۔ ان حادثات کے دوران سزا یافتہ لوگوں کے بہت سے رشتہ دار پاگل ہو گئے اور بہت سوں نے اسی جگہ جان دے دی۔

جن لوگوں کو سزائے قید دی جاتی تھی ان کے لیے خاص طور پر قید خانے بنوائے گئے تھے۔ جب سزا کی مدت ختم ہو جاتی تو ان کو بیگار کیمپوں میں دھکیل دیا جاتا جن کو اصلاحی کیمپ، محنت کیمپ اور اجتماعی کیمپ کے

uyghurkitap.com

خوش نما نام دیے گئے تھے۔ سزا یافتہ لوگوں کی بیویوں اور لڑکیوں کو دوسرے مردوں کی خدمت میں دے دیا جاتا۔ سزائے موت کی بعض شکلیں انتہائی دہشت ناک اور غیر انسانی ہوتی تھیں۔ مثلاً

۱۔ سزا یافتہ کو اپنی قبر خود کھودنا پڑتی تھی، اس کے بعد شکایت کرنے والے سزا یافتہ شخص کو قبر میں لٹا کر زندہ دفن کر دیتے تھے۔

۲۔ سزا یافتہ لوگوں کو بری طرح مارا جاتا تھا اور نیم جان کرنے کے بعد دفن کر دیا جاتا تھا۔

۳۔ دونوں ٹانگیں دو بیلوں سے باندھ دی جاتی تھیں اور بیلوں کو مخالف سمت میں ہنکا دیا جاتا تھا۔ اور اس طرح جسم کے دو ٹکڑے ہو جاتے تھے۔

۴۔ آدمی کو بوری میں بند کر کے دریا میں پھینک دیا جاتا تھا۔

اصلاح اراضی کی یہ مہم ان تمام دہشت سامانیوں کے ساتھ برسوں جاری رہی۔

عوامی عدالتوں اور اصلاح اراضی کی تحریک کے خاتمہ پر ترکستانیوں کی ضبط شدہ جائیدادیں مختلف چینی گروہوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ اس مقصد کے لیے زمین کو پیداوار کے لحاظ سے تین طبقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

پہلا طبقہ ان زمینوں کا جو مشرقی ترکستان میں سب سے زیادہ زرخیز تھیں۔ یہ زمین پیداوار فوج یا استحصال اردو سے تعلق رکھنے والے چینی فوجیوں میں تقسیم کی گئیں۔

دوسری قسم کی زمینیں وہ تھیں جو پیداوار کے لحاظ سے اوسط درجہ کی تھیں۔ ان کو بھی ان چینی آباد کاروں میں تقسیم کر دیا گیا جو چین سے لائے گئے تھے۔

تیسری قسم کی زمینیں وہ تھیں جو بنجر ہونے کی وجہ سے کاشت کے لیے ناموزوں تھیں۔ یہ زمینیں مشرقی ترکستان کے غریب باشندوں میں تقسیم کی گئیں۔ ان کو فی کس پانچ مو یعنی تین دونم زمین دی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ترک مسلمانوں پر بھاری ذمہ داریاں ڈال دی گئیں۔ ان کو یہ زمینیں اس شرط پر دی گئیں کہ وہ ان زمینوں کو سال میں پانچ مرتبہ سیراب کریں گے، تین دفعہ کھاد ڈالیں گے، دس دفعہ جنگلی گھاس سے صاف کریں گے اور ان سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کریں گے۔ ان کو یہ سارے کام مزدوروں اور مددگاروں کے بغیر تنہا انجام دینے پر مجبور کیا گیا۔ جب ترکوں نے اپنی محنت سے ان زمینوں کو بھی قابل کاشت بنا لیا تو فصل تیار ہونے پر چینی تمام پیداوار لے جاتے اور صرف کھانے کے لائق چھوڑ جاتے۔ ۱۹۵۵ء میں اجتماعی طریقۂ کاشت رائج کر کے ان زمینوں کو بھی عوام کے ہاتھوں سے پھر واپس لے لیا۔ امداد باہمی کے طریقے کو کمیون کی زندگی میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور اس طرح کاشتکاروں کی حیثیت غلاموں جیسی ہو گئی اور ان کو گلے کے جانوروں کی طرح ہانکا جانے لگا۔

کمیون کی تحریک:

اصلاح اراضی کی تحریک کے بعد سرخ چین نے عوام کو جو چھوٹی چھوٹی زمینیں تقسیم کی تھیں ان کو امداد باہمی کے نظام کے تحت یکجا کر دیا گیا۔ پہلے امداد باہمی کی افادیت بتانے کے لیے اس کے حق میں پروپیگنڈہ کیا گیا۔ پھر بیس بیس آدمیوں کو یکجا کر کے امداد باہمی کے مزارعے قائم کیے گئے شروع میں حکومت نے ان کو ضروری امداد، مشینیں، بیج اور کھاد وغیرہ فراہم کی۔ اس کی وجہ سے لوگوں کو امداد باہمی سے دلچسپی ہوئی اور انہوں نے امداد باہمی کے ادارے قائم کرنے شروع کر دیے۔ اس کے بعد امداد باہمی کے ان اداروں کا سربراہ چینیوں کو بنا دیا گیا۔ اور اس طرح یہ زمینیں کمیونسٹ

ئۇيغۇر كىتاب تور بېكىتى www.uyghurkitap.com

پارٹی کے ہاتھ میں چلی گئیں اور عوام کی حیثیت مزدور کی ہو گئی جو اجرت پر کام کرتے تھے۔

امداد باہمی کے اداروں میں شامل کاشتکاروں کو کم از کم اپنے گھر، باغیچہ اور کھیت پر ملکیت کا حق حاصل تھا۔ لیکن اس کے بعد لوگوں کو کمیونوں میں دھکیل دیا گیا۔ کمیون کی تعریف اشتراکی چین میں اس طرح کی گئی ہے کہ یہ ایک ایسی سوسائٹی ہے جس میں ایک مقررہ جگہ میں رہنے والے لوگ برابر کی حیثیت سے مشترکہ نصب العین کے لیے کام کرتے ہیں۔ اس میں عوام کے لیے ہی کام کیا جاتا ہے اور انتظام بھی عوام ہی کا ہوتا ہے۔

لیکن کمیونوں کی یہ زندگی جس کا آغاز ۱۹۵۸ء سے کیا گیا ایک ایسی غیر انسانی اور خوفناک چیز ہے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی اور جو انسانوں کو ڈھور ڈنگروں کی صف میں لانے کے طریقے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

ایک کمیون قائم کرنے کے لیے سب سے پہلے گاؤں میں بارکوں سے مشابہ عمارتیں تعمیر کر دی جاتی ہیں جن میں کئی سو افراد کے رہنے کی گنجائش ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ان میں رہنے کے لیے وہ لوگ لائے جاتے ہیں جن کے پاس گھر نہیں ہوتے۔ اس کے بعد ان لوگوں کو بھی یہاں آ کر رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے جو اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ اس کے بعد بارکوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ بچوں کو ان کی ماؤں کی گودوں سے لے کر دوسری بارکوں میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ بوڑھوں کو ایک علیحدہ حصے میں رکھا جاتا ہے جسے مسعود یوواں (آشیانۂ مسرت) کا نام دیا جاتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لیے الگ الگ بارکیں ہوتی ہیں۔ بوڑھی اور کمزور عورتوں کو باورچی خانہ کا کام، بچوں کی دیکھ بھال اور صفائی کا کام سپرد کیا جاتا ہے۔ باقی عورتوں اور مردوں کو بغیر کسی امتیاز و تفریق کے مزدوروں کے

طبقے میں رکھا جاتا ہے۔ ہر ایک سو آدمیوں پر ایک چینی چیف مقرر کیا جاتا ہے۔

کمیون میں رہنے والے علی الصباح پولیس کی سیٹی پر اٹھ جاتے ہیں اور نہایت خراب اور مختصر ناشتہ دینے کے بعد ان کو دور دراز مقامات پر کام کے لیے پیدل لے جایا جاتا ہے۔ کمیونوں میں لوگ جس طرح کی زندگی گزارتے ہیں ان کے واقعات سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالوں سے کمیون کی زندگی کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(الف) صبح ساڑھے چار بجے ناقص اور گھٹیا قسم کا ناشتہ کیا جاتا ہے۔ ٹھیک سوا آٹھ بجے کام شروع ہو جاتا ہے۔ بارہ بجے کھانے کا وقفہ۔ سوا بارہ بجے پھر کام شروع۔ شام کو سات بجکر بیس منٹ پر پھر وقفہ۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد موم بتی، چراغ اور لالٹین کی روشنی میں رات بھر کام کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات رات کے کھانے کے بعد مزدوروں کو ایک فلم یا تھیٹر دیکھنے کا حق بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن عام طور پر وہ اس دوران میں بھی کام کرتے رہتے ہیں۔

(ب) کمیون میں کام کرنے والے پیٹ بھر کھانا، گرم کپڑے اور جوتے دیے بغیر اور پوری نیند سونے کا موقع دیے بغیر اور سردیوں اور گرمیوں کا لحاظ کیے بغیر سرما میں نفی تیس درجہ اور گرما میں چھتیس ۳۶ درجے گرمی میں اٹھارہ گھنٹے کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

(ج) کام کرنے کے مقامات چونکہ الگ الگ ہوتے ہیں اس لیے میاں بیوی کئی کئی دن تک ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کر سکتے۔ اگر ایک کمیون کارکن خواہ کسی بھی وجہ سے کام کرتے ہوئے مر جاتا تو اس کو غسل اور کفن کے بغیر اور جنازہ کی رسوم ادا کیے بغیر ایک گڑھے میں پھینک دیا جاتا تھا۔ بیوی کو شوہر کی اور شوہر کو بیوی کی لاش تلاش کرنے کی اجازت تک نہیں دی

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

جاتی تھی۔ لیکن اگر موت بارک میں واقع ہو تو ایسی صورت میں بارک سے چند افراد کو چند گھنٹوں کی اجازت دے دی جاتی تھی تاکہ وہ تجہیز و تکفین کے کام میں حصہ لے سکیں۔ بیشتر اوقات ایک بارک کے لوگوں کو دوسری بارک میں جاکر مردہ کو دیکھنے کا موقع بھی نہیں ملتا تھا اور دیکھنے کے لیے آنے والوں کو فوراً کام پر بھیج دیا جاتا تھا۔ رونا تک منع تھا۔ لوگ صرف سوتے وقت رو کر دل ہلکا کر لیا کرتے تھے۔

(د) بچے کی پیدائش کے موقع پر کمیون کی رکن خاتون کو صرف تین دن کی چھٹی دی جاتی تھی۔ اس کے بعد اس کو اپنے نوزائیدہ بچے کو کمیون کے دفتر کے سپرد کرنے کے بعد کام پر جانا ضروری ہوتا تھا۔ اس کی وجہ سے زچہ بعض اوقات بیمار پڑ جاتی اور کبھی مر بھی جاتی۔

(ر) کمیون میں اگر شادی ہوتی تو رسوم و تقریبات نہیں ہو سکتی تھیں۔ شادی کے فوراً بعد میاں اور بیوی کام پر چلے جاتے۔ ان کو صرف ہفتہ کے دن ملنے کی اجازت ہوتی۔

(ز) شادی شدہ ترک میاں بیوی دو ہفتے میں صرف ایک دفعہ چند منٹ کے لیے ایک دوسرے سے مل سکتے تھے۔

(س) غذا کی کمی، تھکن، کام کی زیادتی اور مختلف اسباب سے بیمار ہونے والے انسان معائنہ اور علاج کی سہولتوں سے محروم رہتے تھے۔ کبھی کبھی جب لوگ تنگ آکر یہ کہہ دیتے کہ وہ اب کمیونوں میں کام نہیں کریں گے تو چینی فوجی ان کو گولی کا نشانہ بنا دیتے۔

یہ کمیون کیا تھے جانوروں کے باڑوں کی طرح تھے جہاں عورت، مرد، نوجوان اور بوڑھے جلادوں کی سنگینوں کے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ کمیونوں کی اس زندگی نے مشرقی ترکستان میں ترکوں کی تعداد گھٹا دی اور جو لوگ بچ رہے وہ چین کے استبداد کے خلاف آواز اٹھانے

کے قابل نہ رہے۔ روسی ترکستان میں کمیونوں کی زندگی کا جو نقشہ ازبک شاعر چوبلان نے کھینچا ہے وہ مشرقی ترکستان میں بھی کمیونوں کی زندگی پر پوری طرح صادق آتا ہے:

"آزاد دوسرے لوگ ہیں میں تو قیدی ہوں جانوروں کی طرح
جس کو ہنکایا جاتا ہے وہ میں ہوں"

غصب شدہ حقوق اور معاوضوں کی بحالی کی تحریک

یہ تحریک جو عوام کے مال اور جائیداد کو لینے اور ان کو عوامی عدالتوں کے سامنے پیش کرنے کا ایک بہانہ تھی اس کے جواز کے ظاہری اسباب چینیوں کی طرف سے اس طرح بتائے گئے:

"اب تک تاجر اور کاروباری طبقے اور زمینداروں کی طرف سے مزدوروں، حصہ داروں اور ملازموں کے حقوق اور اجرتیں غصب کی جاتی رہی ہیں اور ان کی اجرتوں کو پوری طرح ادا نہیں کیا جاتا تھا۔ اس لیے اب یہ حقوق اور اجرتیں ان سے واپس لینا ضروری ہے"

لیکن فی الحقیقت اس تحریک کا مقصد عوام کی دولت پر قبضہ کرنا، عوام کو کچلنا اور ان پر دباؤ ڈالنا تھا۔ اس مقصد کے لیے پورے مشرقی ترکستان میں فہرستیں تیار کی گئیں کہ کون کہاں ملازم ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ اس کو اپنی خدمات کا کتنا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مالکوں اور آجروں کو عوامی عدالت میں پیش کیا جاتا۔ جہاں ان کے ملازم اور مزدور ان کے خلاف شکایتیں پیش کرتے۔ اس کے بعد عدالت اپنی اس مفروضہ دلیل کی بنیاد پر کہ ملازمین سے بہرصورت بے انصافی کی جاتی تھی۔ ان کی اجرتوں کو دوگنا، پانچ گنا اور دس گنا بڑھا دیا جاتا اور کہا جاتا کہ ملازم کی حق تلفی کا ازالہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ اس رقم پر سود در سود لگایا جاتا اور مالک پر اتنا بوجھ

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

ڈال دیا جاتا جس کو وہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔ نتیجے میں مالک کا مال اور سامان ضبط کر لیا جاتا اور اس کی قیمت کا ۸۳ فیصدی ملازموں اور مزدوروں میں تقسیم کر دیا جاتا اور ۱۷ فیصد مالک کو واپس کر دیا جاتا۔ اس ۸۳ فیصد میں سے ۵۳ فیصد خود چینی کھا جاتے اور مزدوروں اور حصہ داروں وغیرہ کو صرف تیس فیصد حصہ ملتا۔

غذائی اشیا قرض لینے کی تحریک:

سرخ چین کے تسلط سے پہلے لوگوں نے کمیونزم سے ڈر کر اپنا مال خصوصاً غلہ ارزاں قیمت پر فروخت کرنا شروع کر دیا تھا۔ سرخ چین کی حکومت جب قائم ہوئی تو اس نے یہ غلہ اور کم قیمت میں خرید لیا اور ایک بڑی مقدار قرض کے طور پر بھی حاصل کی۔ یہ غلہ چین بھیج دیا گیا اور مشرقی ترکستان کے باشندوں پر الزام لگایا کہ انہوں نے غلہ چھپا لیا ہے اور چینی حکومت کو نہیں دیا۔ اس الزام میں زمینداروں اور ان کے گھر والوں کو سڑکوں پر گشت کرا کے رسوا کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجبور ہو کر وہ غلہ بھی حکومت کے سپرد کر دیا جو انہوں نے اپنے کھانے کے لیے چھپایا تھا۔

کوریا کی مدد کرنے کی تحریک:

یہ تحریک بظاہر کوریا کی انسانی بنیاد پر مدد کرنے کے لیے اور امریکہ کے حامیوں کو ختم کرنے کے دعوے سے شروع کی گئی تھی۔ حالانکہ مشرقی ترکستان میں نہ امریکی ایجنٹ تھے اور نہ اس کے حامی۔ یہ ایک بہانہ تھا ترک قوم پرستوں کو ختم کرنے کا۔ کوریا کی مدد کے لیے جو رقم جمع کی گئی تھی وہ کوریا بھیجنے کی بجائے چینیوں نے آپس میں تقسیم کر لی اور جنگ میں ہلاک ہونے والے اہل کوریا کے خاندانوں کو آباد کرنے کے بہانے چینیوں کو مشرقی ترکستان میں آباد کیا گیا۔

اصلاح افکار کی تحریک:

اس تحریک کے بارے میں کہا گیا تھا کہ اس کا مقصد نقصان دہ افکار

رکھنے والے لوگوں کی اصلاح کرنا اور ان کو اس قسم کے افکار سے نجات دلانا ہے۔ لیکن دراصل اس تحریک کا مقصد دوسرا تھا۔ نقصان دہ افکار سے ان کی مراد ملی اور دینی افکار تھے۔ اس مقصد کے لیے اشتراکی چین نے جو اقدامات کیے وہ مختصر طور پر یہ ہیں:

۱۔ اشتراکیوں نے کوشش کی کہ مشرقی ترکستان کے شاعروں، ادیبوں، مفکروں، قوم پرستوں اور دانشوروں کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ قومی انداز فکر پر سوچنے سے دست بردار ہو جائیں اور آئندہ اشتراکی انداز فکر اختیار کر لیں۔

۲۔ ان لوگوں کو جو کمیونسٹوں سے تعاون نہیں کرنا چاہتے تھے یا ایک مدت تک انہوں نے کمیونسٹوں کے ساتھ مل کر کام کیا اور بعد میں پشیمان ہو کر کمیونزم پر تنقید شروع کر دی ان کو اپنا طرز عمل ترک کرنے پر مجبور کیا گیا۔

۳۔ قومی انداز فکر رکھنے والوں کو عوام کی نظروں سے گرانے کے لیے ان کے خلاف غیر شریفانہ پروپیگنڈہ کیا گیا۔ جن لوگوں نے اپنے نظریات نہیں بدلے ان کو عوامی عدالتوں میں لا کر ان سے مختلف جرموں کا زبردستی اعتراف کرایا گیا۔ اور جن لوگوں نے اعتراف نہیں کیا ان کو ایذا رسانی اور تعذیب کا نشانہ بنایا گیا اور ان پر فحش قسم کے الزام لگائے گئے۔ جرائم کا اعتراف کرانے کے علاوہ لوگوں سے یہ بھی کہلایا جاتا تھا کہ میں اب تک قوم پرستانہ اور دینی افکار کا حامل تھا جو عوام کے لیے نقصان دہ تھے لیکن اب میں نے کمیونزم کے تجربہ کو ان سے زیادہ مفید پایا۔

جن لوگوں نے اس قسم کے اعتراف نہیں کیے وہ یا تو قتل کر دیے گئے یا پھر ایذا رسانی کا نشانہ بنے جس کے نتیجے میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اشتراکی چینیوں نے اور بھی نام نہاد اصلاحی تحریکیں چلائیں جیسے رشوت، اسراف اور بیوروکریسی کے خلاف مہم یا ٹیکس چوروں، اقتصادیات کو نقصان

ئۇيغۇر كىتاب تورىبېكىتى www.uyghurkitap.com

پہنچانے والوں اور سرکاری راز افشا کرنے والوں کے خلاف مہم لیکن ان سب کا مقصد مشرقی ترکستان میں ترکوں کو ان اعلیٰ عہدوں، ملازمتوں اور آزاد کاروبار سے محروم کرکے مفلس اور محتاج بنانے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

مشرقی ترکستان میں تاجروں کو امداد باہمی کے ادارے قائم کرنے پر مجبور کیا گیا لیکن جب یہ ادارے قائم ہوئے تو ان کے سربراہ چینی مقرر کیے گئے اور مشرقی ترکستان کے تاجروں کی حیثیت حکومت چین کے ملازم کی ہو گئی۔

اسی طرح شادی بیاہ کا قانون نافذ کرکے مسلمانوں کے دینی معاملات میں مداخلت کی گئی۔ ترک خواتین کو چینیوں سے شادی کرنے پر مجبور کیا گیا۔

پھول کھلے اور گیت گائے:

سرخ چین نے ان لوگوں کا پتہ چلانے کے لیے جو اس کے مخالف تھے۔ ایک عجیب طریقہ اختیار کیا۔ اعلان کیا گیا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے خیالات کی کھل کر وضاحت کریں اور ان کو جو شکایات ہیں ان کو پیش کریں تاکہ ہم اپنی غلطیوں کو سمجھ سکیں اور ان کی اصلاح کر سکیں۔ اس مقصد کے لیے مشرقی ترکستان میں ایک سال تک مسلسل پروپیگنڈہ کیا گیا اور لوگوں سے کہا گیا کہ:

> "بات کرتے وقت بلبل کی طرح نغمہ سرائی کرو اور پھولوں کی طرح کھلو۔ حکومت تنقید کرنے والوں کو ہرگز سزا نہیں دے گی۔ آپ جو بھی کہیں گے ہم قبول کریں گے۔ اگر آپ آزادی چاہتے ہیں تو وہ بھی صاف صاف بتائیں"

اس غرض سے مشرقی ترکستان میں جگہ جگہ جلسے کیے گئے اور لوگوں کو اظہار رائے کے لیے مجبور کیا گیا۔ مشرقی ترکستان کے عوام آزادی کے

خواہش مند تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے اس معاملے میں کچھ کہا تو ان کا کیا حشر ہوگا۔ اس خطرے کے پیش نظر انہوں نے خاموشی اختیار کرنا مناسب سمجھا۔ لیکن اس دوران میں عوام میں پھیلے ہوئے سرکاری ایجنٹوں نے سکھائے ہوئے طریقے پر حکومت پر تنقید شروع کردی۔ وہ اس طرح عوام کا حوصلہ بڑھانا چاہتے تھے اور ان کے دل کی بات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند ماہ بعد عوام نے اور بعض دفتروں اور اداروں کے ترک ملازمین نے بھی شکایتیں پیش کرنا شروع کردیں۔ منجملہ اور لوگوں کے مشرقی ترکستان کے بنک کے مینیجر عبداللہ محمودی حکومت کے نائب صدر محمد امین اوغلو، چیف سیکرٹری عبداللہ ذاکر، وکیل تجارت عبدالعزیز، قاری محمود، چینی پولیس کے عبداللہ تور دو اور تاجروں میں عبدالعزیز موسیٰ بے جیسے لوگوں نے حکومت کے کاموں پر اور مظالم پر تنقید کی اور کہا:

"چین کی عوامی حکومت کو مانچو خاندان کی حکومت کا دیا ہوا نام "سنکیانگ" بدل دینا چاہیئے۔ مشرقی ترکستان میں چینیوں کی آباد کاری کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیئے۔ اگرچہ سنکیانگ اویغور خود مختار علاقے کے نام سے ہمیں داخلی خود مختاری دے دی گئی ہے[۱] اور حکومت کی سربراہی بھی ایک

---

[۱] چین میں پانچ ایسے علاقے ہیں جن میں غیر چینی باشندوں کی اکثریت تھی۔ ان ہی میں ایک مشرقی ترکستان یا سنکیانگ ہے ۱۹۵۳ء میں اس علاقہ کو "سنکیانگ اویغور خود مختار علاقہ" کے نام سے اندرونی خود مختاری دے دی گئی۔ لیکن یہ خود مختاری کیسی ہے اس کا اندازہ مذکورہ بالا اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔ چین کے ان پانچوں خود مختار علاقوں میں اب اکثریت چینی آباد کاروں کی ہے اور مقامی باشندے اقلیت بن کر رہ گئے ہیں۔ اسٹیٹمین ایریک (باقی بر صفحہ آئندہ)

ترک کو سپرد کی گئی ہے لیکن اس شخص کو ذرہ برابر اختیار حاصل نہیں اختیارات سب کے سب چینی نائب کو حاصل ہیں۔ ایسی آزادی صرف غلامی ہے۔ ایک عوامی حکومت کی حیثیت سے ہماری آزادی تسلیم کی جائے۔ چینی آباد کاروں اور چینی فوجیوں کو واپس بلایا جائے مدرسوں میں تعلیم ترکی زبان میں دی جائے اور ہماری مقامی زبان کو سرکاری زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے۔"

عبداللہ محمود اپنی تنقیدوں کے دوران اشعار بھی پڑھتے تھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

عظیم ماؤ کہتے ہیں کہ گیت گاؤ۔
اگر میں نہ چھپایا تو کون چھپائے گا۔
میں کھل کر گاؤں گا۔
اڑتے ہوئے چہچہاؤں گا۔
بلبل کی طرح ترنم ریزی کروں گا۔
چشمے سے بہنے والے پانی کی طرح گنگناؤں گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۹۷۰ء کے مطابق اندرونی منگولیا کے خود مختار علاقے میں چینیوں کی تعداد نوے فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ الپ تگین صاحب نے اپنے ایک مضمون The Tragedy of Eastern Turkistan, (مشرقی ترکستان کا المیہ) میں تصریح کی ہے کہ ۱۹۴۹ء میں اشتراکی تسلط کے آغاز کے وقت مشرقی ترکستان میں چینیوں کا تناسب تین فیصدی تھا۔ ۱۹۶۲ء میں یہ تناسب ۴۲ فیصدی ہو گیا اُس وقت چینی آباد کاروں کی تعداد ۲۱ لاکھ تھی۔ ۱۹۶۹ء میں یہ تعداد ۵۴ لاکھ ہو گئی۔ چین کے دوسرے خود مختار علاقے کوانگسی چوانگ، تبت اور ننگسیا ہوئی ہیں۔

(مترجم)

عبداللہ محمود نے اپنی تنقید کے دوران یہ بھی کہا کہ میں سنکیانگ کے بنک کا مینیجر ہونے کے باوجود ایک چینی چپراسی کے برابر بھی اعتبار اور اختیار نہیں رکھتا۔

عبداللہ محمود کا یہ بیان ایک حقیقت واقعہ کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ تنقید کی یہ آزادی ایک سال جاری رہی۔ لیکن افسوس کہ کوئی ترک اپنے درد کا درماں حاصل نہ کر سکا۔ اس کے برخلاف ہر شکایت کرنے والے سے جواب طلب کر لیا گیا اور ایک دن ان سب کو پکڑ لیا گیا۔ اس موقع پر بہت سے ترک مغربی ترکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور جو بھاگ نہیں سکے ان کو اپنی تنقید اور شکایت کی سزا بھگتنا پڑی۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

اسلام اور اسلامی ثقافت پر حملے

سرخ چین کے اشتراکی جانتے تھے کہ ان کے غلبے اور تسلط کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اسلام ہے۔ کمیونزم صرف دینی عقیدے اور فکر ہی کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتا بلکہ وہ دنیا سے دین اور اس کے اثرات کو مٹانے کے لیے بھی کوشاں رہتا ہے۔ چنانچہ مشرقی ترکستان میں اشتراکیوں نے اسلام کو ختم کرنے کے لیے بعض منصوبے تیار کیے۔ اس مقصد کے لیے بے دین کارکن تیار کیے گئے اور ان کی خصوصی تربیت کے لیے مختلف تعلیمی نصاب شروع کیے گئے۔ اسلام کے خلاف اس مہم کو چلانے کے لیے حسبِ ذیل طریقے اختیار کیے گئے۔

۱۔ مشرقی ترکستان کے مدرسوں میں پڑھنے کے لیے ایسی کتابیں تیار کی گئیں جن میں مذہب کی مخالفت کی گئی تھی۔ سینما اور تھیٹروں میں ایسے ڈرامے اور کھیل دکھائے گئے اور ایسے پوسٹر چھاپے گئے جن میں مذہب کو مکروہ شکل میں پیش کیا گیا تھا۔

۲۔ مشرقی ترکستان میں گشت لگا کر مذہب کے خلاف لیکچر دیے گئے، مناظرے کیے گئے اور نمائشیں منعقد کی گئیں۔

۳۔ تمام مذہبی کتابوں کو جمع کر کے ضائع کر دیا گیا۔

۴۔ ریڈیو سے مذہبی عقیدے کے خلاف نشریات شروع کی گئیں۔

۵۔ اسلامی قانون جس پر ایک ہزار سال سے مشرقی ترکستان میں عملی درآمد ہو رہا تھا اس کو ختم کر دیا گیا۔

۶۔ دینی تعلیم اور عبادت قطعی طور پر ممنوع قرار دے دی گئی۔

۷۔ مدرسوں مسجدوں کو بند کر کے کلب، سینما، گودام، قہوہ خانے اور بار کیں قائم کر دی گئیں یا ان کو چینی آباد کاروں کے گھروں کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ بعض مسجدوں کی محرابوں اور صحنوں میں "گوشۂ مادہ زی تنگ" کھولے گئے اور ان گوشوں میں ماؤزے تنگ کے بتوں کے علاوہ مذہب کے خلاف لٹریچر رکھا گیا۔

۸۔ تمام گھروں کی تلاشی لی گئی اور وہاں پائی جانے والی کتابوں کو علماء کی پیٹھ پر لاد کر یا گردنوں میں لٹکا کر علماء کو سڑکوں پر گشت کرایا گیا۔

تمام ملک میں گشت کر کے لیکچر دیے گئے کہ اللہ کا کوئی وجود نہیں علماء کو عوام کے سامنے مجبور کیا گیا کہ وہ اس کی تصدیق کریں کہ اللہ کا کوئی وجود نہیں۔ جو تصدیق نہیں کرتے تھے ان کو قتل کر دیا جاتا تھا۔

یہ معلوم کرنے کے لیے کہ لوگ کس حد تک مذہب کو فراموش کر چکے ہیں رمضان میں دوپہر کے وقت لوگوں کو کھانے پر مدعو کیا جاتا تھا۔ جو لوگ دعوت میں شریک نہیں ہوتے تھے ان کو سزا دی جاتی تھی۔

ترکوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ دوسرے جانوروں کی طرح سور بھی پالیں۔ شہروں، قصبوں اور دیہات میں پوسٹر چسپاں کیے گئے جن میں لکھا ہوتا تھا کہ:

"مذہب افیون ہے، اسلام سامراج کی خدمت کر رہا ہے، اسلامی تعلیمات قابل عمل نہیں، اسلام دولت مند عربوں کی ایجاد ہے، دینی رسوم اقتصادیات کو برباد کرتی ہیں، کمیونزم کے لیے ضروری ہے کہ دین کے خلاف جنگ کرے۔"

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

اہل ترکستان پر مخصوص پابندیاں:

اسلام کے خلاف اس مہم کے علاوہ مشرقی ترکستان کے باشندوں پر طرح طرح کی پابندیاں لگائی گئیں جن میں سے بیشتر کا تعلق ان کے دینی اور قومی عقائد اور تصورات سے تھا۔ مثال کے طور پر پورے مشرقی ترکستان کے باشندوں کو حسب ذیل باتوں سے منع کر دیا گیا تھا۔

(۱) ترک اور ترکستان کے الفاظ استعمال کرنا۔

(۲) حج پر جانا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، دینی تعلیم دینا یا تبلیغ کرنا۔

(۳) دوسرے ملکوں سے آنے والی کتابیں، اخبار اور رسالے پڑھنا یا دوسرے ملکوں کے ریڈیو سننا۔

(۴) غیر ملکیوں کو دیکھ کر ان کے سامنے ایسا انداز اختیار کرنا جس سے رنج و غم ظاہر ہو۔

(۵) بغیر اجازت سیاحت کرنا۔

(۶) گھروں میں مہمانوں کو سلانا۔

(۷) گھروں میں مجرموں کو یعنی سزا یافتہ قوم پرستوں کو پناہ دینا اور ان کے گھر والوں کو مادی اور معنوی امداد دینا۔

(۸) ان رشتہ داروں پر ماتم کرنا اور مرنے کے بعد بھی ان کی عزت کرنا جن کو قتل کر دیا گیا ہو۔

(۹) حکومت کے راز افشا کرنا۔

(۱۰) ملازم رکھنا۔

(۱۱) شادی یا جنازے کے مراسم ادا کرنا۔

(۱۲) چینیوں کو خطائی کہہ کر خطاب کرنا۔

(۱۳) گوشت اور گھی کھانا۔

(۱۴) ریشمی اور اونی کپڑے پہننا اور پرانے کپڑوں کے ہوتے ہوئے

نئے کپڑے پہننا۔

(۱۵) گھروں میں رقم یا قیمتی اشیا چھپانا۔

مذکورہ بالا پابندیوں کے علاوہ حسب ذیل کام کرنا لازمی قرار دیا گیا:

(۱) ماؤزے تنگ کو زندہ اللہ کہہ کر خطاب کرنا۔

(۲) ترکستان میں مستعمل عربی، فارسی اور روسی اصطلاحات کی جگہ چینی اصطلاحات استعمال کرنا۔

(۳) گھر میں دو کمرے ہوں تو ایک چینی آباد کاروں کے لیے مخصوص کرنا۔

(۴) جانوروں کو کھلی جگہ گوبر کرانا۔

(۵) روزانہ کافی مقدار میں لکڑیاں، گوبر، درخت کی چھال جمع کر کے حکومت کو دینا۔

(۶) تین میل کے فاصلے تک بغیر کسی گاڑی کے جانا۔

(۷) ایک لباس کو نو سال تک پہننا۔ اس سلسلے میں ماؤزے تنگ نے ذیل کا مراسلہ نشر کیا تھا:

"ایک لباس سلنے کے بعد تین سال تک نیا رہتا ہے۔ تین سال بعد اسی لباس کو الٹ کر سیا جا سکتا ہے اور تین سال تک پھر اسی صورت میں پہننے کے بعد باقی تین سال پرانے کپڑے کی صورت میں پہنا جا سکتا ہے۔ ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

قومی وجود ختم کرنے کی مہم

مشرقی ترکستان پر ہمیشہ قابض رہنے، اس کو چین کا مستقل حصہ بنانے اور اس کی آزادی کا حق تسلیم نہ کرنے کی ایک ہی تدبیر رہ سکتی ہے اور وہ یہ کہ ترکوں کی ذہنی، لسانی اور نسلی حیثیت ختم کر کے ان کا وجود ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ اشتراکی چین کی تمام اصلاحات ترکوں کو نیست و نابود کرنے اور ان کو

www.uyghurkitap.com

چینی قوم میں ضم کرنے کے مقصد سے جاری کی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پورے تاریخی دور میں مشرقی ترکستان میں چین کی یہی پالیسی رہی ہے۔ چین میں شہنشاہ بدل گئے، حکومتیں بدل گئیں لیکن ترکوں کے مقابلے میں چینیوں کا انداز حکومت اور دشمنی نہیں بدلی۔ ترکوں کا دین بدلنے کے لیے جو مہم چلائی گئی ہے اس کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان کو قومی اور نسلی حیثیت سے نیست و نابود کرنے کے لیے جو طریقے اختیار کیے گئے ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) موسم سرما میں سرد اور مرطوب میدانوں اور برفانی مقامات پر اور موسم گرما میں گرم، ریتلے اور چٹانی علاقوں میں روزانہ اٹھارہ گھنٹے کام لے کر لب دم کر دیا جاتا ہے۔

(۲) ویران پہاڑوں کی ڈھلانوں اور برف پوش چوٹیوں کے علاقوں میں ڈائنا مائٹ لگا کر جب چٹانوں کو توڑا جاتا تھا تو سیلاب آجاتے تھے جن کی زد میں آ کر بے بس ترکستانی ہلاک ہو جاتے تھے۔

(۳) شہر اور قصبوں کے اطراف میں بہتے پانی پر ایسے کمزور بند تعمیر کیے جاتے تھے جن کا ٹوٹنا آسان ہو۔ چنانچہ جب یہ بند ٹوٹتے تھے تو شہر اور قصبے سیلاب کی نظر ہو جاتے تھے۔

(۴) کانوں کی ڈھلینز، جن کو کمزور سہارا دیا جاتا تھا وہ ذرا سے صدمے سے گر جاتی تھیں اور اس جگہ کام کرنے والے بیشمار مزدور موت کا شکار ہو جاتے تھے۔

(۵) علاج کے بہانے شفاخانہ لے جائے جانے والے بیماروں اور بوڑھوں کو ایسی دوا دی جاتی تھی جس کا اثر چند دن یا چند ماہ میں ہوتا تھا اور جس کے نتیجے میں مریض بالآخر مر جاتے تھے۔

(۶) نرسری میں لے جائے جانے والے بچوں کو بھوکا رکھ کر اور بیماروں کو دوا نہ دے کر مرنے دیتے تھے۔

(۷) مصنوعی قحط لاکر تمام انسانوں کو موت کے دروازے پر لے آتے تھے اور اس طرح ہزاروں انسان بھوک کا شکار ہو کر مر جاتے تھے۔

(۸) سرخ چین کے کمیونوں میں ترکوں کو ختم کرنے کی نیت سے کام کرایا جاتا تھا اور ان لوگوں میں جو وطن سے دور ہوتے تھے۔ مہینہ میں چودہ کیلو فی کس کے حساب سے غلہ دیا جاتا تھا۔ اس میں دو کیلو گیہوں کا آٹا، چھ کیلو مکئی کا آٹا۔ دو کیلو چاول اور چار کیلو دوسری اجناس شامل ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ مہینہ میں ایک سو گرام شکر، ایک صابن کی ٹکیہ اور تین ماہ میں ڈھائی سو گرام چائے تقسیم کی جاتی تھی۔ جو لوگ راشن کارڈ کھو دیتے تھے ان کو یہ چیزیں پھر نہیں ملتی تھیں۔ پہننے کے لیے ایک شخص کو سال میں ایک جوڑا جوتا اور پانچ میٹر کپڑا دیا جاتا تھا۔

چینی ایک طرف موت اور نسل کشی کے ذریعے مشرقی ترکستان کے باشندوں کو نیست و نابود کر رہے ہیں تو دوسری طرف ان کو چینی، منگول اور تبت کی قوموں اور نسلوں سے مخلوط کر کے ان کے مستقل وجود کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چینی خود کو نسل میں ضم نہیں کرتے اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ بہت سی دوسری قوموں نے ان کی زبان اور قومیت اختیار کر لی ہے۔ وہ خود کو دنیا کی سب سے بڑی اور اعلیٰ قوم تصور کرتے ہیں۔ وہ زبان کلچر اور لباس میں دوسروں کی تقلید نہیں کرتے۔ اس کے برعکس جن مقامات پر ان کی حکومت ہے وہاں کے لوگوں کو اپنی زبان، طرز زندگی اور لباس اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ چین کی حکومتیں اپنے قومی فائدوں اور مفادات کے لیے ہر قسم کے امکانات سے فائدہ اٹھاتی رہی ہیں۔ اس کے لیے وہ بدترین جھوٹ، مکروہ ترین منصوبے اور ایذا رسانی کے بدترین طریقوں کو استعمال کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتیں۔ اور خون کے کتبوں میں ان کی ان خصوصیات کو ان

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

الفاظ میں واضح کیا گیا ہے:

"وہ جاہل شخص کو خاقان بناتے تھے جو بد کردار بھی ہوتا تھا۔ قدرتی بات ہے کہ ایسے حکمران کے احکام بھی جاہلانہ اور نقصان دہ ہوتے تھے۔ بے اور حکام کا قوم سے تعلق ختم ہو گیا تھا چینیوں کی مکارانہ چالوں اور سازشوں کے نتیجے میں چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے اور بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے لڑنے لگا۔ قوم اپنے حاکموں کو اور حاکم اپنی قوم کو برا بھلا کہنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ترکوں نے اپنے لئے جو وطن بنایا تھا وہ ہاتھ سے نکل گیا۔" [۱]

اس قوم کا دوسرا نظریہ یہ ہے کہ خواہ اپنا وطن ہو خواہ دوسروں کا وطن۔ اگر اس پر چین کا ایک دفعہ بھی قبضہ ہو گیا ہو تو وہ چینیوں کا وطن ہے۔ اس تعریف کے تحت مغربی ترکستان، کوریا، ہند چینی، تھائی لینڈ اور برما وغیرہ سب چینی وطن میں داخل ہیں۔ چین ہمیشہ اس قسم کے ملکوں پر تسلط قائم کرنے کے موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ چینی جن ملکوں پر قبضہ کرتے ہیں ان کے شہروں، پہاڑوں، میدانوں اور دریاؤں وغیرہ کے نام بھی فوراً بدل کر چینی نام رکھ دیتے ہیں۔ ترکستان کے شہروں کے نام انہوں نے جس طرح بدلے اس کا تذکرہ اس کتاب میں پہلے کیا جا چکا ہے۔

چینی بنانے اور دوسری قوموں کو چینیوں میں ضم کرنے کی عادت کا پتہ عہد قدیم سے چلتا ہے۔ ماہر چینیات ایبرہارڈ کے مطابق ولایت کانسو کے اہم مقامات پر چینی ۱۱۹ سنہ ق۔م سے آباد ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ترکوں کے درمیان انہوں نے ۶۲۰ء اور ۶۳۰ء کے درمیان آباد ہونا شروع کیا اور ترکوں کو بھی دوسرے قبائل کی طرح چینیوں میں ضم کرنا چاہا۔ یہ پالیسی چین کی سب حکومتوں نے اپنائی۔ مگر کسی زمانے میں بھی مشرقی ترکستان نے خود کو اس سیاست پر قربان نہیں کیا اور اپنے کلچر اور تہذیب کے تحفظ کے لئے جان کی بازی لگا کر اپنی قوم اور وطن کا وجود قائم رکھا۔

---

[۱] محرم اُرگن۔ ادرغون کے کتبے ص ۵ (استنبول ۱۹۷۰ء)

اب سرخ چین نے بھی یہی پالیسی اختیار کی ہے۔ ماسکو کے رسالے "نیا زمانہ" (Novoye Vereya) کے نومبر ۱۹۶۸ء کے شمارے میں ارمنی مصنف اے۔ تر۔ گریگوریں (A. Ter-Grigoryan) چین کی محکوم قوموں پر مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"چینی شہنشاہوں کے زمانے اور اس کے بعد جمہوری دور حکومت کی طرح سرخ چین بھی غیر چینی اقوام کو چینیوں میں ضم کرنے اور ان کی انفرادی حیثیت کو ختم کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔"

اپنی اس روایت کو چینیوں نے مشرقی ترکستان میں بھی قائم رکھا اور وہ مشرقی ترکستان پر ہر حملے کے بعد چینیوں کو لاکر وہاں آباد کرتے رہے ہیں۔ ترکوں کی ہر بغاوت میں ان چینی آباد کاروں کو قتل کر دیا جاتا تھا یا وہ فرار ہو جاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود چینی اپنی اس روایت سے کبھی دست بردار نہ ہوئے۔ آج سرخ چین کی آباد کاری کی اس پالیسی کے نتیجے میں مشرقی ترکستان میں چینیوں کی تعداد تیس تا چالیس لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔

مشرقی ترکستان کی بنجر زمینوں کو زیر کاشت لانے کے بہانے چینی مزدور، فنی ماہر اور استاد وغیرہ یہاں لائے جا رہے ہیں۔ چینیوں کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ ہر چینی ترکوں کے خلاف جو چاہے کر سکتا ہے اس کو کسی کے سامنے جواب دہی کا ڈر نہیں۔ ترکوں کے ہر شہر یا گاؤں کے پاس ایک بڑا چینی شہر یا گاؤں تعمیر کر دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مشرقی ترکستان کے بعض شہروں میں آج مقامی ترک نظر تک نہیں آتے۔

سرخ چین نے گزشتہ سالوں میں ۲۸ ملین مو یا ایک کروڑ ۷۳ لاکھ دونم اراضی کو مشرقی ترکستان میں قابل کاشت بنایا ہے اور یہ سب کی سب زمین چینی آباد کاروں کو دے دی گئی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اس اراضی میں

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

ابھی اور اضافہ ہوگا اور ان ترک نہ بستیوں پر مزید چینی آباد کیے جائیں گے۔

ترکوں کے قومی وجود کو ختم کرنے کے لیے ان تدابیر کے علاوہ ذیل کے اقدامات بھی کیے جا رہے ہیں:

۱۔ ترکوں کو اپنی لڑکیوں کی چینیوں کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

۲۔ تمام مدرسوں میں صرف چین کی تاریخ پڑھائی جاتی ہے اور ترکستان کے ترکوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ چینی نسل سے ہیں۔

۳۔ ترکی زبان میں عربی، فارسی اور روسی الفاظ کی جگہ چینی الفاظ استعمال کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ سرکاری اداروں اور سرکاری خط وکتابت میں چینی اصطلاحات استعمال کی جا رہی ہیں۔

۴۔ شہروں، دیہات، پہاڑوں اور دریاؤں کے ناموں کو بدل کر چینی نام دیے گئے ہیں۔

۵۔ ترک محلوں کو منتشر کیا جا رہا ہے اور ترکوں کو نئے شہروں میں چینی باشندوں کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

۶۔ ترکی حروف تہجی کو بدل دیا گیا ہے۔ ۱۹۵۷ء میں روسی حروف تہجی سیکھنے پر مجبور کیا گیا۔ اس کے بعد جب روس اور چین میں اختلاف ہو گیا تو چینی صوتیات کے مطابق نئے لاطینی حروف ایجاد کیے گئے اور اب ان کو استعمال کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

وحشیانہ سزائیں

سرخ چین کی نام نہاد اصلاحات اور ترکوں کی نسل کشی کے اس مختصر تذکرے کے بعد ایذا رسانی کے ان وحشیانہ طریقوں کا تذکرہ کرنا ضروری ہے جو وہ مفروضہ جرائم کا اعتراف کرانے کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔

یہ طریقے حسب ذیل ہیں:

۱۔ دھکتے کوئلوں کے اوپر ننگے پاؤں چلانا۔

۲۔ ناخنوں اور گوشت کے درمیان کیل ٹھونکنا۔

۳۔ جسم پر ابلتا تیل ڈالنا۔

۴۔ کئی کئی دن تک کھڑے رکھنا اور سونے نہ دینا۔

۵۔ سر اور جسم کی کھال کھینچنا۔

۶۔ سردیوں میں ننگا کر کے بھیگی ہوئی بوری میں بند کر کے درختوں پر لٹکانا۔

۷۔ سردیوں میں ننگا کر کے برف سے بھری الماریوں میں بند کرنا۔

۸۔ ناک میں سرخ مرچ پھونکنا۔

۹۔ تار کے کوڑوں سے مارنا۔

واضح رہے کہ ایذا رسانی کے یہ طریقے سرخ چین نے سوویٹ روس کے مشرقی ترکستان پر تسلط کے زمانے میں سیکھے تھے۔

ایک اور وحشیانہ فعل مردوں کی ایذا رسانی تھا۔ یہ کام ایک نہایت وحشیانہ انداز میں سرخ چین کے مشرقی ترکستان پر تسلط کے بعد انجام دیا گیا۔ کمیونسٹوں نے ترکوں کو ان کی زندگی میں جن ناقابل بیان ایذا اذیتوں کا نشانہ بنایا وہ اپنی جگہ لیکن ان کو مرنے کے بعد بھی چین سے نہیں رہنے دیا جاتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱۔ دینی، سیاسی اور قومی رہنماؤں کو ختم کرنے کے بعد ان کی لاشیں ان کے وارثوں کو واپس نہیں کی جاتی تھیں بلکہ ان کو سڑکوں پر گشت کرانے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتا تھا۔ اور اس کے بعد ان کو ایسے مقامات پر دفن کیا جاتا تھا جو نم ہوتے تھے اور جہاں حشرات الارض کی کثرت ہوتی تھی۔

۲۔ بعض اوقات لاشوں کو یہ کہہ کر کہ ان کو دفن کرنے سے زمین گھرے

ئۇيغۇر كىتاب تورىبېكىتى www.uyghurkitap.com

گی اور پیداوار پر اثر پڑے گا جلا دیا جاتا تھا۔

۳۔ ان ترکوں کی لاشوں کو جو چینیوں کو مقررہ ٹیکسوں کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے خودکشی پر مجبور ہو جاتے تھے دوسروں کو عبرت دینے کے لیے اتنے کوڑے مارے جاتے تھے کہ نعشیں مسخ ہو جاتی تھیں۔

۴۔ ترکوں کے قبرستانوں کو زمین کے برابر کر کے مردوں کی ہڈیوں کو زمین پر پھیلا دیا جاتا تھا اور پھر اس زمین پر کاشت کی جاتی تھی۔

مختصر یہ کہ ترکستان میں ترکوں کو چینیوں میں ضم کرنے کی مہم اور ایذا رسانی اور ظلم و ستم کے یہ طریقے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اور ایک دوسرے کی تکمیل کر رہے ہیں۔ یہ مظالم کب تک جاری رہیں گے اس بارے میں کچھ کہنا ممکن نہیں۔ لیکن میں اتنا کہوں گا کہ ظلم چونکہ ہمیشہ نہیں رہ سکتا اس لیے مشرقی ترکستان میں ایک دن اس کا خاتمہ ہوگا اور آزادی کا آفتاب طلوع ہوگا۔ اس خطے میں ہمیشہ سے آزادی کے لیے جد و جہد ہوتی چلی آئی ہے کم از کم اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ مشرقی ترکستان کے باشندے آج بھی یہ شعر ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں ؎

اے میرے وطن نالہ نہ کر اگر آج بہار نہیں ہے
آنے والے دنوں میں تقدیر کا ستارہ یقیناً طلوع ہوگا

سُرخ چین کے زمانے میں آزادی کی تحریکیں

مشرقی ترکستان کے باشندوں نے چین کے تسلط کے ہر دور میں آزادی اور استقلال کی خاطر لاکھوں انسانوں کی قربانی دی۔ ان کی یہ جدوجہد سرخ چین کے استیلا کے بعد بھی جاری رہی۔ وہ ۲۳ سال کے عرصے میں ہونے والے قتل عام، جلاوطنی اور ایذا رسانی جیسے غیر انسانی مظالم کے باوجود اپنی اس جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ دو صدیوں میں مشرقی ترکستان میں چین کے خلاف اٹھاون[۵۸] بغاوتیں ہوئیں لیکن آزادی اور حریت کی اس خونچکاں داستان سے دنیا بہت کم واقف ہے۔ اقوام متحدہ میں ترکستانیوں کے حق میں کوئی آواز نہیں اٹھی۔ ہم یہاں سرخ چین کی سختیوں اور دباؤ کے باوجود آزاد دنیا کے سامنے اس جدوجہد آزادی کے چند نمونے پیش کریں گے۔ یہ معلومات ہم نے اپنے ذاتی علم، سنی ہوئی باتوں اور سرخ چین سے بھاگ کر نجات حاصل کرنے والوں کی یادداشتوں سے مرتب کی ہے۔

۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۱ء آزادی کی جدوجہد

آزادی کی وہ تمام تحریکیں جو پہلے مختلف چینی حکومتوں کے خلاف چلتی رہی تھیں ۱۹۴۹ء کے بعد سے ان کا رخ سرخ چین کی طرف ہو گیا۔ تقریباً ہر شہر اور بستی میں قوم پرست اور وطن پرست سرخ چین کے فوجی دستوں سے دست بگریباں تھے۔

عثمان باتور جو التائی کے والی تھے اور چین کے خلاف متعدد قومی جنگوں میں حصہ لے چکے تھے۔ جانم خان، داصل قاضی اور انر بیگ جو مشرقی ترکستان میں وزیر مال رہ چکے تھے۔ مشرقی ترکستان کے سابق عمومی والی یعنی گورنر جنرل اور داؤد قاضی جیسے بہادر کامیابی کے انتہائی محدود امکانات کے باوجود سرخ چین کی فوجوں سے ٹکرا گئے۔ ان کے علاوہ نئے نئے مجاہد بھی میدان میں آتے رہے۔ چنانچہ ایلی میں عبدالغفور صابری، غنی بہادر اور فاتح مسلم اوغلو، ختن میں توری بیگ اور روزی محمد بیگ جیسے وطن پرست اس دور کے بڑے بڑے نمائندے ہیں۔ ان لوگوں نے چین کے فوجی دستوں کا جیبشوں مقابلہ کیا مگر دشمن کے ساز و سامان اور فوجی کثرت کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔ ان میں ایک تعداد گرفتار ہو کر اور سزائے موت پا کر اپنے شہید ساتھیوں کے ساتھ جا ملی اور ایک تعداد نے مغربی ترکستان میں پناہ لی جو روس کی غلامی میں ہے۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۱ء تک مشرقی ترکستان کے ترکوں نے جو خونریز لڑائیاں لڑیں ان کو دنیا کی کسی حکومت نے در خور اعتنا نہیں سمجھا اور سرخ چین کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش نہ کی۔ انہوں نے مشرقی ترکستان کو قابض فوجوں کے بوٹوں کے نیچے کچلنے کے لیے چھوڑ دیا۔

ہم لوگ محمد امین بغرا کے ساتھ جس زمانے میں (۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۴ء) کشمیر میں پناہ گزین تھے تو ہمارے دل و دماغ مشرقی ترکستان میں تھے اور ارومچی ریڈیو لگا کر خبریں سنا کرتے تھے۔ ذیل کی اطلاعات ارومچی ریڈیو کی ان ہی نشریات پر مبنی ہیں اور ان سے آزادی کی جدوجہد کے بارے بارے میں خود چین کی زبانی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مشرقی ترکستان میں چینی حکومت کے داخلی امور کے نائب وزیر جو یو سنگ (Ghuyu-Seing) نے ۱۹۵۰ء کی اصلاحات کے بارے میں

یہ خبر دی:

"۱۹۵۰ء میں حکومت نے ڈاکوؤں، چوروں اور جاسوسوں پر مشتمل سات ہزار سات سو انسٹھ (۷۷۵۹) لوگوں کو قتل کیا۔ اس مقصد کے لیے سترہ ہزار تین سو مختلف گروپ منظم کیے گئے تھے۔ ان لوگوں نے گاؤں گاؤں اور گلی گلی میں حتیٰ کہ ریگستان میں فرار ہو جانے والوں کا پیچھا کرکے ان کا صفایا کیا۔ لیکن ابھی تک ان کا پوری طرح خاتمہ نہیں ہو سکا ہے۔"

(ارومچی ریڈیو نشریات ۴ جنوری ۱۹۵۱ء)

ارومچی ریڈیو ایک ایک دو دو دن کے وقفے کے ساتھ ان ترکوں کے بارے میں خبر دے رہا تھا جو گرفتار ہو کر موت کے گھاٹ اتارے جاتے تھے۔ چنانچہ جانم خاں کے بارے میں یہ خبر دی:

"ڈاکوؤں کے سردار جانم خاں کو پکڑنے کے بعد ارومچی لایا گیا اور اس کو سڑکوں پر گشت کرایا گیا۔ کل ہزاروں لوگوں کے سامنے اس کو موت کی سزا دے دی گئی اور ڈاکو اپنے ہی خون میں رنگ دیا گیا۔"

(نشریات: ۴ فروری ۱۹۵۱ء)

دوسری خبر اس طرح تھی:

"کاشغر میں عوامی چین کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے واصل قاضی کو عوام کی خواہش کے مطابق موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ واصل قاضی نے اپنے زمانے میں کسانوں کو بہت کچلا تھا اور خواتین اور لڑکیوں پر دست درازی کرتا تھا۔"

(نشریات: ۲۰ جنوری ۱۹۵۱ء)

ئۇيغۇر كىتاب تورى
www.uyghurkitap.com

حالانکہ واصل قاضی بڑی عظیم شخصیت تھی اور خواتین اور لڑکیوں پر دست درازی سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اشتراکی چین کی حکومت جن لوگوں کو قتل کرانا چاہتی تھی ان کے خلاف اس قسم کی مکروہ الزام تراشی کرتے ہوئے نہیں شرماتی تھی۔

سرخ چین نے جن قوم پرستوں کو پھانسی دی ان میں عثمان باتور سے ذرا مختلف معاملہ کیا گیا۔ دوسرے لوگوں کو فوراً پھانسی دے دی جاتی تھی لیکن عثمان باتور کو پکڑے جانے کے بعد دنوں تک سزائے موت نہیں دی گئی۔ ان کو سڑکوں پر گشت کرایا گیا اور ریڈیو اور اخباروں میں کئی دن تک اعلان ہوتا رہا کہ ان کو ایسی سزا دی جائے گی جو سب کے لیے عبرت ہو۔ عثمان باتور کے بارے میں پہلی خبر یہ تھی:

"امریکی سامراج کے غلام، چیانگ کائی شیک کے جاسوس اور ہمارے عوام کے شدید دشمن اور ڈاکو عثمان باتور کو آج سے تین دن پہلے ہماری نجات دہندہ فوج نے چنگھائی کے صوبے میں گرفتار کر لیا۔"

(نشریات: ۲۱ فروری ۱۹۵۱ء)

اس کے بعد ریڈیو نے ۱۶ مارچ کو عثمان باتور کے ارومچی لائے جانے، عوام کی طرف سے عثمان باتور کے خلاف مظاہرے کیے جانے اور سزائے موت کا مطالبہ کیے جانے اور ان کو گرفتار کرنے والی فوج کو خراج تحسین پیش کرنے کی خبر نشر کی۔ عثمان باتور کو پھانسی دیے جانے والے دن تک اورانہ بیگ، مسعود صابری بیگ اور داؤد قاضی بھی پکڑے جا چکے تھے۔ ان لوگوں کو سزائے موت دیے جانے اور ان کے ساتھ پکڑے جانے والے "رجعت پسندوں" کو مختلف سزائیں دیے جانے کی خبریں مارچ اور اپریل ۱۹۵۱ء کی نشریات میں سنائی گئیں۔ اس دوران میں ریڈیو

سے عثمان باتور کی نام نہاد عدالتی کارروائی کا حال بھی نشر کیا گیا۔ ان کی پھانسی کی خبر ریڈیو نے ان الفاظ میں نشر کی۔

"۲۸ اپریل ۱۹۵۱ء کو ساڑھے نو بجے "عوامی مجلس جواب طلبی" کا اجلاس شروع ہوا جس میں نوے ہزار افراد نے شرکت کی۔ لوگوں کو خبردار کر دیا گیا تھا کہ وہ توپوں کے چلنے سے خوفزدہ نہ ہوں۔ اس کے بعد مشرقی ترکستان میں کمیونسٹ فوجوں کے کمانڈر انچیف وانگ چن نے تقریر کرتے ہوئے عثمان باتور پر عائد کیے ہوئے جرائم کو گنایا۔ اس کے بعد کھلی عدالت کے نام نہاد رئیس غدار برہان شہیدی نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"نجات دہندہ فوج کی سنکیانگ میں آمد اور عوامی حکومت کے قیام کی بدولت عوام، اپنے دشمنوں کو اپنے ہاتھ سے سزا دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس وقت عوام کے شدید ترین دشمنوں میں سے سب سے سخت دشمن عثمان باتور اور دوسرے مجرموں کا فیصلہ کیا جائے گا اور ان کو سزا دی جائے گی۔ عدالتی کارروائیاں اسی طرح جاری رہیں گی اور عوامی جمہوریت کے دشمنوں کا اسی طرح فیصلہ کیا جاتا رہے گا۔"

اس تقریر کے بعد عثمان باتور کو سامنے لایا گیا اور عوام سے کہا گیا کہ وہ ان سے اپنی شکایات کے جواب طلب کریں (اس موقع پر عثمان باتور اور ان کے ساتھیوں کے پیروں میں پڑی ہوئی بیڑیوں کی آواز ریڈیو پر صاف سنی گئی)۔ برہان شہیدی کے حکم پر ایغور، قزاق اور چینیوں میں سے ہر ایک نے عثمان باتور سے تفصیل کے ساتھ جوابات طلب

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

کیے ۔ اس کے بعد برہان شہیدی نے بتایا کہ عثمان باتور اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت دے دی گئی ۔

عثمان باتور کی پھانسی کا حال ریڈیو سے اس قدر تفصیل سے اس لیے نشر کیا گیا کہ عوام خوفزدہ ہوجائیں ۔ ایک دن بعد یہ خبر سنی گئی :

"عثمان باتور اور پچیس ۲۵ شریک مجرموں کو انور جا کو لین نامی ایک قزاق نے پھانسی دے دی ۔ ان لوگوں کی نعشوں کو عبرت کے لیے تین دن تک کھلا چھوڑ دیا جائے گا"

(نشریات : ۲۹ را پریل ۱۹۵۱ء)

ارومچی ریڈیو ایک طرف شہید کیے جانے والے ترکستانی مجاہدوں کا حال بتا رہا تھا تو دوسری طرف ایسی خبریں بھی نشر کر رہا تھا جن سے مشرقی ترکستان کے محبان وطن کی سرگرمیوں کا پتہ چلتا تھا ۔ مثال کے طور پر کمیونسٹ پارٹی کے دوسرے سکرٹری شاولی چن کی نشری تقریر ملاحظہ کیجیے جو ۲۸ را پریل ۱۹۵۱ء کو کی گئی تھی :

"عوامی نجات دہندہ فوج کے سنکیانگ میں داخلے کے بعد ایک سال کی مدت میں ڈاکوؤں نے چھیاسٹھ ۶۶ دفعہ ۔ رجعت پسندوں نے سرکاری اداروں کے خلاف دو سو بائیس ۲۲۲ تخریبی کارروائیاں کیں ۔ ان میں سے انتیس ۲۹ کو حکومت نے ناکام بنادیا ۔ اس کے علاوہ پارٹی کے ارکان اور کسانوں کو مارنے پیٹنے کے بھی مختلف واقعات پیش آئے ۔ دو سو چھہتر ۲۷۶ دفعہ ٹیلیفون اور تاربرقی کے تار کاٹے گئے اور ارومچی میں جگہ جگہ آگ لگائی گئی"

"ان تمام حرکتوں کے ذمہ دار عثمان اور اوراز جیسے ڈاکوؤں کو پکڑ لیا گیا ہے ۔ کوچار کے ضلع میں محمد نیاز نے مشرقی ترکستان

کے نام سے جو فوجی دستے منظم کیے تھے ان کو منتشر کر دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں آٹھ سو ننانوے ۸۹۹ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح اپریل کے اوائل میں مسعود صابری اور ہزاروں امریکی جاسوسوں کو پکڑ لیا گیا۔ ان میں سے بعض کو سزا دے دی گئی ہے اور بعض کو دی جانے والی ہے۔

...... صرف دو غدار محمد امین بغرا اور عیسیٰ یوسف سرحد سے باہر نکل گئے ہیں اور پکڑے نہیں جا سکے۔ عوام کو خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ وطن میں پھر گھسنے نہیں پائیں"۔

ان اقتباسات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۱ء کے درمیان مشرقی ترکستان میں چین کی اشتراکی حکومت کے ساتھ سخت تصادم ہوتے رہے ہیں اور اہل ترکستان نے آزادی کی خاطر خون دینے سے کبھی گریز نہیں کیا۔

۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۸ء آزادی کی جدوجہد

اس زمانے کی آزادی کی جدوجہد کو کمیونسٹ حکومت کے بیانوں کی روشنی میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ سنکیانگ کے والی سیف الدین عزیز نے ۲۶ جولائی ۱۹۵۵ء کو "ملی عوامی مجلس" میں ایک تقریر کے دوران کہا کہ:

"مقاومت کی تحریکوں کا اور بغاوتوں کا کچلنا ضروری ہے انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ۱۹۵۴ء میں کاشغر سے چار سو کیلو میٹر دور شہر ختن میں انقلاب لانے کی کوشش کی گئی ہے"۔

روزنامہ (Sin Hua Jebov) نے ۲۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھا:

"ختن میں اور اس ضلع کے ہر حصے میں باغی پائے جاتے

www.uyghurkitap.com

ہیں اور یہ عناصر ملی اور دینی اصولوں کو پھیلا رہے ہیں۔ ان ہی عناصر نے ۱۹۵۶ء میں انارکی پھیلائی تھی۔"

اسی اخبار نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۷ء کی اشاعت میں مشرقی ترکستان کی ہل چل اور اس کے خلاف کمیونسٹ حکومت کی اختیار کردہ تدابیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا:

"قوم پرست عناصر کو ختم کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر تطہیر کا پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ اس پروگرام پر اگلے موسم گرما میں عمل شروع ہوگا۔ اور موسم بہار تک جاری رہے گا۔"

۱۹۵۷ء کے ستمبر میں سیف الدین نے ایک دوسری تقریر میں کہا:

"ہمارے سوشلسٹ عناصر میں آج کل ملی اقلیت سے تعلق رکھنے والوں خصوصاً دانشور طبقے میں قوم پرستانہ تحریکوں نے زور پکڑ لیا ہے۔ گزشتہ سالوں سے چینیوں کے خلاف مقاومت کی تحریکیں اور چینیوں کو اجنبی سمجھنے کا انداز مقامی لوگوں اور دانشور طبقے میں بہت پھیل گیا ہے۔ بعض انتہا پسند قوم پرست چینیوں کو سنکیانگ سے نکال دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ چینی سنکیانگ کے لیے مصیبت بن کر آگئے ہیں۔ ان میں بعض شکست خوردہ عناصر تو چینی آبادکاروں کو سامراجیوں کی حیثیت دیتے ہیں۔"

سیف الدین کی اس تقریر کی مشرقی ترکستان کے ایک باشندے ضیا صمیدی کے ایک مضمون سے بھی تائید ہوتی ہے۔ ضیا ان لوگوں میں تھے جنھوں نے روس میں پناہ لی تھی۔ انھوں نے یہ مضمون امریکی

رسالے نیوز دیک مورخہ ۶ مارچ ۱۹۶۷ء میں لکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں :

"۱۹۵۷ء میں ادیغور مدرسے بند کر دیے گئے۔ ادیغوری زبان کی کتابوں پر پابندی لگادی گئی۔ دانشور طبقے پر بڑا جبر کیا گیا۔ مجھ پر قوم پرستی کا الزام لگایا گیا اور بغیر مقدمہ چلائے اور لوگوں کے ساتھ نظر بندوں کے کیمپ میں بھیج دیا گیا جہاں روزانہ اٹھارہ گھنٹے کام کرنا پڑتا تھا۔ میں اس مشقت کو برداشت نہ کر سکا اور موقع پاکر فرار ہو گیا۔"

یہی مصنف ترکی کے ایک اخبار ینی گزٹ، استنبول ۲۴ فروری ۱۹۶۷ء میں خودکشی کرنے والے دانشوروں کے بارے میں لکھتا ہے :-

"ذوالنون قادری (ایک ادیغور مصنف)، آئیدن علی (قزاق شاعر) اور رغازی کومار (قزاق مصنف) نے قیدیوں کے کیمپوں میں خودکشی کر لی۔"

سنکیانگ گزٹ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۸ء میں یہ خبر شائع ہوئی :

"سنکیانگ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ۳۷۸ عہدیدار جن میں عوامی مجلس کے نمائندے بھی شامل تھے حکومت کا تختہ الٹنے کے ارادے سے بغاوت کی تحریک چلا رہے تھے۔"

ایک دیواری اخبار (Wall Paper) مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۵۸ء میں جو ترکستان کے لیے تیار کیا گیا تھا ان اعلیٰ حکام میں سے بعض کی تصویریں اور کارٹون بنائے گئے تھے جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کی تصویروں کے نیچے یہ عبارت لکھی گئی تھی :

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

قوم پرستی کی تحریکوں کو بھڑکانے والے لوگ

ان حکام میں سے چند کے نام یہ ہیں :

(۱) ارومچی کے صدر بلدیہ : اے۔ صابی (SAIBi)

(۲) ناظم مالیہ : ابراہیم تورذی۔

(۳) انجمن مصنفین کے صدر : ضیا سمیدی۔

(۴) ایلی کے نائب والی : عبدالرحیم عیلسی۔

(۵) عالم دین : عبدالعزیز مخدوم۔

ان لوگوں کو بعد میں قید خانوں میں ڈال دیا گیا یا نظر بندی کے کیمپوں میں پہنچا دیا گیا۔ ان میں بعض ایذا رسانی کے نتیجے میں ہلاک ہو گئے۔ ضیا سمیدی کی طرح بعض دوسرے ملکوں کو فرار ہو گئے۔

ہانگ کانگ میں مقیم ترک مہاجرین کی ایک اطلاع کے مطابق ۱۹۵۸ء میں مشرقی ترکستان میں آزادی کی جنگ لڑنے والوں کی تعداد ساٹھ ہزار مجاہدوں پر مشتمل تھی۔ اس جدوجہد کا مرکز ختن کا علاقہ تھا۔ یہ لوگ فوجی گوداموں پر حملے کرتے تھے۔ اور آمدورفت کے راستے بند کر دیے تھے۔

۱۹۵۸ء کی قومی جنگ کا اصل سبب بعض اعلیٰ مدارس میں اویغور ترکی کی جگہ چینی زبان کا استعمال تھا۔ اس بات نے طلبہ اور دانشوروں میں بڑی بے چینی پیدا کر دی تھی اور ترک طلبہ اور اساتذہ نے ہڑتال کر دی تھی۔

۱۹۵۹ء تا ۱۹۶۳ء میں آزادی کی جنگ

اس دور کی آزادی کی جدوجہد اس سے قبل کی جدوجہد سے کسی قدر مختلف نظر آتی ہے۔ اس زمانے میں مشرقی ترکستان میں روسی سفارت خانوں کو بند کر دیا گیا۔ یہ کارروائی ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۲ء

کے درمیان اس وقت کی گئی جب مشرقی ترکستان کے ہزاروں مہاجر نقل مکانی کر کے مغربی ترکستان چلے گئے۔ اس کے جواب میں روس نے بھی چین میں موجود فنی ماہروں کو واپس بلالیا۔ روس نے مشرقی ترکستان میں کیے جانے والے چینی مظالم کی مذمت کی اور مشرقی ترکستان کے ترکوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ روس نے مشرقی ترکستان سے آنے والے مہاجرین کو سہولتیں فراہم کیں اور اپنے علاقے کے ترکوں سے کہا۔ "دیکھو یہ ہیں چین کے ظلم سے بھاگنے والے۔ ان کو دیکھ کر اپنی حالت پر شکر ادا کرو۔ روس کی اس چال میں آکر ۱۹۶۰ء کے بعد ہزاروں باشندے مشرقی ترکستان سے ہجرت کر کے مغربی ترکستان پہنچ گئے۔ یہ صورت حال روس اور چین کے درمیان جھگڑے کا باعث بن گئی۔

روسی قزاقستان (قازقستان) کے اخبار (Kăzakistanskaya Pravda) نے ۲۹ ستمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھا:

"۱۹۶۲ء کا سال مشرقی ترکستان کے لیے بکثرت بغاوتوں اور ہنگاموں کا سال تھا۔ مشرقی ترکستان میں چینی کمیونسٹ پریس کا جائزہ لینے سے اس حقیقت کا پتہ چلانا ممکن ہے کہ بغاوتیں اور ہنگامے زیادہ تر خود مختار ایلی کے صدر مقام (کلجا) کے اطراف میں اور وہاں سے تقریباً دوسو بیس میل دور ناچین کے شہر واقع ترا باغاتائے میں ظہور میں آئے۔ بغاوت بعد میں توشانجو (Tushanju) کے پیٹرول کے علاقے میں بھی پہنچ گئی جہاں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد پندرہ ہزار سے گر کر دس ہزار رہ گئی اور پیداوار میں ۲۵ فیصد کمی ہو گئی۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى بېكىتى
www.uyghurkitap.com

مسلح جھڑپیں ستمبر ۱۹۶۲ء تک جاری رہیں۔ آخر میں چینی حکومت مراعات دینے پر مجبور ہو گئی۔ مزدوروں اور دیہاتی باشندوں کی غذائی اشیاء میں اضافہ کر دیا گیا، کمیونوں کی زندگی میں نرمی کی گئی اور مذہبی بنیاد پر مسلمانوں پر سختی کرنے میں زیادہ سے زیادہ کمی کی گئی۔"

ان بغاوتوں نے حکومت چین کو بہت مشکل صورت حال سے دوچار کر دیا تھا۔ چنانچہ جلد ہی سوویٹ روس سے زبانی جنگ شروع ہو گئی۔ چینی حکام نے روس پر حسب ذیل الزام عائد کیے:

(۱) اپریل اور مئی ۱۹۶۲ء میں ولایت ایلی میں چین کے خلاف جو بغاوت ہوئی تھی وہ روس کے اکسانے سے ہوئی تھی۔

(۲) ۱۸۸۱ء سے اب تک مشرقی ترکستان کے بارے میں چین اور روس کے درمیان جو معاہدے ہوئے تھے ان پر روس کے دباؤ کے تحت دستخط کیے گئے تھے۔

(۳) مشرقی ترکستان سے متصل مغربی ترکستان کی جو پانچ لاکھ مربع میل زمین اور ایک کروڑ آبادی ہے وہ عہد قدیم سے چین کا حصہ ہے۔ یہ علاقہ از سر نو چین کے حوالے کیا جانا چاہیئے۔

چین کا یہ آخری دعویٰ ظاہر کرتا ہے کہ اشتراکی چین کا انداز فکر بھی دوسری سامراجی طاقتوں سے مختلف نہیں۔ بہر حال سوویت روس بھی ان حملوں کے بعد خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے چین کے ان دعووں کا ان الفاظ میں جواب دیا:

"مشرقی ترکستان کے عوام جبر و ظلم کو برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے بغاوت پر مجبور ہو گئے۔ اس معاملے میں ان کو روس نے نہیں اکسایا بلکہ چین کے حکمراں سامراجی مقاصد

کے تحت کام کر رہے ہیں۔"

سرخ چین نے ایک طرف روس کے خلاف الزام تراشی کی مہم شروع کی تو دوسری طرف مشرقی ترکستان میں خونریزی اور دہشت گردی شروع کردی۔ ہزاروں لوگوں کو پھانسی دے دی گئی۔ کورنگ تنگ کے علاقے سے ایک لاکھ فوج بھیجی گئی، حالانکہ مسلح بغاوتوں کو کچلنے کے لیے مشرقی ترکستان میں پہلے ہی سے طاقتور فوجی دستے موجود تھے۔ مزید فوج بھیجنے کا مطلب اس کے علاوہ کچھ نہ تھا کہ مشرقی ترکستان کے باشندوں کو ظلم وستم کی چکی میں پیس دیا جائے۔

۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۸ء آزادی کی جدوجہد

میونخ سے شائع ہونے والے ایک ترکی رسالے درگی (Dergi) شمارہ ۴۵ سنہ ۱۹۶۶ء میں شائع ہونے والی اطلاع کے مطابق یورپ میں ۷ جنوری ۱۹۶۵ء اور یکم جون ۱۹۶۶ء کو ارومچی ریڈیو کی جو نشریات سنی گئیں ان کے مطابق سرخ چین گذشتہ دو سالوں سے مشرقی ترکستان میں ایک نئی اویغور اور قزاق زبان وجود میں لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء تک جس ترکی کے لیے عربی رسم الخط استعمال ہوتا تھا اب اس کے لیے لاطینی رسم الخط اختیار کر لیا گیا ہے۔

اسی زمانے میں ارومچی ریڈیو سے مشرقی ترکستان میں کئی بغاوتوں کی خبر نشر کی گئی۔ ذیل کی خبر سے ان بغاوتوں کے اسباب پر بھی روشنی پڑتی ہے:

"غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں اور ریڈیو نشریات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی ترکستان میں سرخ چین کے خلاف شروع ہونے والی بغاوتیں تمام ملک میں پھیل گئی ہیں۔ جب ہم نے اس موضوع پر معلومات حاصل کرنا چاہیں تو ہمارے محکمۂ خارجہ نے بتایا کہ اس

ئۇيغۇر كىتاب تورى بېكىتى
www.uyghurkitap.com

کو اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں۔

بغاوت گزشتہ عید الاضحیٰ کے موقع پر شروع ہوئی تھی۔ عید کی صبح کاشغر کے لوگ شہر کی سب سے بڑی مسجد میں عید کی نماز پڑھنے کے لیے اس مسجد کے سامنے جمع ہوئے جسے ایک عرصے سے بند کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ اس مسجد میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں اس لیے اس کو کھول دیا جائے۔ کمیونسٹ عہدیداروں نے اس مطالبے کی سختی سے مخالفت کی اور لوگوں کو منتشر کرنا چاہا۔ اس دوران مسجد کے دروازوں کے تالوں کو توڑ کر اندر داخل ہونے والوں اور کمیونسٹ فوجی دستوں میں تصادم شروع ہو گیا۔ جس نے جلد ہی وسعت اختیار کر لی۔ عید قربان کے دن سے آج تک یہ صورت حال ہے کہ مشرقی ترکستان میں لوگوں کے جتھے پہاڑوں پر چڑھ گئے ہیں۔ اور چھاپہ مار سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسیوں اور ریڈیو کا کہنا ہے کہ یہ جھڑپیں سارے مشرقی ترکستان میں ہو رہی ہیں اور اپنی وسعت میں ۱۹۴۶ء میں عثمان باتور کی بغاوت کی طرح ہیں (" رسالہ نے ۱۹۴۶ء غلط لکھا ہے وہ ۱۹۴۰ء یا ۱۹۵۰ء ہونا چاہیئے، کیونکہ عثمان باتور کی جدوجہد کا زمانہ یہی ہے۔"

(عیسیٰ یوسف الپ تگین)

پیکنگ ریڈیو نے ان واقعات سے انکار کیا ہے لیکن یہ دعویٰ کیا ہے کہ رجعت پسند عناصر عوام کو بھڑکا رہے ہیں۔ اس تحریک کو شروع ہوئے اب تک ڈیڑھ ماہ سے زیادہ ہو گیا ہے۔ اور پیکنگ ریڈیو اب بھی یہ کہہ رہا ہے کہ اس رجعت پسندانہ تحریک کو کچل دیا جائے گا۔ لوگوں کو اس جدوجہد میں شریک ہونے سے روکنے کے لیے ان سے وعدے کیے

جارہے ہیں۔ پیکنگ کی تمام کوششوں کے باوجود تحریک تمام مشرقی ترکستان میں پھیل گئی ہے۔

(۲۰ مئی ۱۹۶۶ء کے اخبارات کی خبریں)

۱۹۶۶ء میں مشرقی ترکستان کی جدوجہد آزادی کے دوران انڈونیشیا کے اخبار ابراسی (Ibrasi) کے مطابق ہزاروں ترک شہید کر دیے گئے۔ اخبار لکھتا ہے:

"۱۹۶۶ء میں دسمبر کے مہینے میں مشرقی ترکستان میں ۷۵ ہزار مسلمان شہید کر دیے گئے اور یہ قتل عام رمضان کے مہینے میں ہوا۔"

(بحوالہ "الندوہ" مکہ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۶۷ء
مضمون "سرخ چین کے مسلمان آزاد دنیا سے مدد کے منتظر ہیں)۔

اناطولیہ کی خبر رساں ایجنسی نے ۶ جنوری ۱۹۶۷ء کے بلیٹن میں خبر دی:

"قرآن کا چینی زبان میں ترجمہ کرنے والے ایک عالم کو مسخروں کی ٹوپی پہنا کر سڑکوں پر گشت کرایا گیا۔ چین میں اسلام کے خلاف جو کتابچے تقسیم کیے جا رہے ہیں ان میں یہ مطالبے کیے جاتے ہیں:

تمام مسجدوں کو بند کر دو۔

مذہبی اداروں کو ختم کر دو۔

چین میں اسلامی تنظیموں کو توڑ دو۔

قرآن کی تعلیم بند کر دو۔

(یینی دین[۱] ملی مجادلہ" جلد اول شمارہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۰ء استنبول

بحوالہ اخبار عکاظ، مکہ معظمہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۷ء)

چین خاص میں اشتراکیوں نے اپنے نظریات کو ٹھونسنے کے لیے جو مظالم کیے وہ ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ لیکن اشتراکیت کا خونخوار چہرہ دیکھنے کے لیے ذیل کے اعداد و شمار پر نظر ڈالنا مفید ہوگا۔ انگلستان کے اخبار سنڈے ایکسپریس نے ۲۰ اپریل ۱۹۶۹ء کی اشاعت میں روس کے "ریڈیو امن و ترقی" کے حوالے سے لکھا ہے کہ ماؤزے تنگ کے چین میں اشتراکی انقلاب سے ۱۹۶۵ء تک دو کروڑ ۶۳ لاکھ انسان اشتراکیت کی مخالفت کی وجہ سے قتل کیے گئے ہیں۔ تفصیل یہ ہے:

۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۲ء	۲۸ لاکھ
۱۹۵۳ء تا ۱۹۵۷ء	۳۵ لاکھ
۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۰ء	۶۷ لاکھ
۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۵ء	ایک کروڑ ۳۳ لاکھ

۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۲ء تک سات سال کی مدت میں جو لوگ ہلاک کیے گئے اگر ان کو بھی شمار کر لیا جائے تو یہ تعداد ساڑھے تین کروڑ تک پہنچ جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ سوویٹ روس بھی معصوم نہیں ہے۔ وہ بھی حیوانیت اور بربریت میں سرخ چین سے کم نہیں۔ سوویٹ روس

---

[۱] یینی دین ملی مجادلہ (Yeniden Milli Mucadele) استنبول سے شائع ہونے والا ترکی زبان کا ایک کثیر الاشاعت ہفت روزہ ہے۔ (مترجم)۔

بھی ۱۹۱۷ء کے انقلاب سے اب تک لاکھوں اور کروڑوں بے گناہوں کا خون بہا چکا ہے۔ اور یہ خون مختلف اقوام پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے لیے بہایا گیا ہے۔ ہاں اب دو کمیونسٹ ملکوں چین اور روس میں اختلافات پیدا ہو جانے کی وجہ سے دونوں ایک دوسرے کی وحشیانہ حرکتوں کا پردہ چاک کر رہے ہیں۔ اس موضوع پر استنبول کے ایک اخبار میں جو مضمون شائع ہوا ہے اسے ہم بعینہٖ نقل کرتے ہیں:

روس اور چین کے تعلقات کا اندازہ لگانے کے لیے جہاں مشرقی ترکستان ایک طرح کا بیرومیٹر ہے وہاں یہ ملک چین کی خون آشامی اور چینی مظالم کی ایک علامت بن گیا ہے۔ چین کے ان مظالم کو آج اس کا سابق دوست کامریڈ ایوان (روس) بھی نہیں چھپا سکتا۔ ماؤزے تنگ اور ان کے ساتھی قدیم چینی شہنشاہ کے راستے پر کامیابی کے ساتھ گامزن ہیں۔ ۱۹۴۹ء تک سنکیانگ، تبت اور منگولیا میں بہت کم چینی آباد تھے اور ان کا تناسب ایک فیصد سے زیادہ نہ تھا۔ ۱۹۵۴ء میں ان ملکوں میں چینیوں کا تناسب چھ فیصد اور ۱۹۶۳ء میں ۲۸ فیصد ہو گیا۔ ماؤزے تنگ کی حکومت اوئیغوروں، منگولوں، تبتیوں اور دوسری غیر چینی قوموں کو زبردستی چینیوں میں ضم کرتی چلی جا رہی ہے۔ ہر سال ہزاروں چینی ان ملکوں میں آباد ہو رہے ہیں اور سنکیانگ میں آباد ہونے والی چینی اقلیت اب اکثریت میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے اور وہاں کے اصل باشندے اپنے وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ اوئیغور، قزاق، کرغیز لڑکیوں کو چینی فوجیوں یا وہاں آباد چینی باشندوں کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

ماؤ جس سیاست پر عمل پیرا ہیں وہ یہ ہے کہ غیر چینی قوموں کے

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

کلچر، روایات اور رسوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ ان کو زبردستی چینی زبان سکھائی جا رہی ہے۔ ان کی مساجد بند کی جا رہی ہیں اور سور کا گوشت کھلایا جا رہا ہے۔

مغرب کی طرف ملک کو توسیع دینا چین کا ایک بنیادی مسئلہ رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ سوویٹ روس مشرقی ترکستان، منگولیا اور تبت کی طرف جو چینی نوآبادیاں ہیں للچائی ہوئی نظر ڈالے بلکہ وہ یورپ کی پشت پر سے روس پر ضرب لگانا چاہتا ہے۔ یہی صورت سوویٹ روس کی ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ سرخ چین ایٹمی طاقت میں اس کا حریف بن جائے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ چین کو دیوار چین کے پیچھے مقید کر دے۔

سرخ چین نے روس کی مدد سے ترقی کی منزلیں طے کرنے کے بعد اپنے چہرے سے نقاب اتار پھینکا ہے اور وہ اب ان علاقوں کو واپس لینا چاہتا ہے جن پر تقریباً ایک سو سال پہلے نرچنسک (Nerchinsk) کے معاہدے کے تحت روس نے قبضہ کر لیا تھا۔ روس کے سرکاری اخبار اسوسنیا نے اس موضوع پر ایک مضمون میں چین کے اس قسم کے دعووں کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔

"دینی دین ملی مجادلہ جلد دوم شمارہ نمبر ۱۴۹ ۵ - ۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء۔ مضمون "مشرقی ترکستان پر چینی مظالم کا روس بھانڈا پھوڑ رہا ہے"

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا واقعات اور تفصیلات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ مشرقی ترکستان میں قومی آزادی کی جدوجہد ابھی ختم نہیں ہوتی ہے۔ اور وہاں کے باشندوں کو جب بھی موقع ملتا ہے وہ چین کے خلاف ہتھیار سنبھال لیتے ہیں۔ یہ جدوجہد اس وقت تک جاری رہے

گی جب تک کہ ظلم کا دور ختم نہیں ہو جاتا اور ان کو انسانوں کی طرح آزاد رہنے کا حق نہیں مل جاتا۔ آزاد دنیا سے ان کو کوئی مدد ملے یا نہ ملے۔ مشرقی ترکستان کے باشندے کمیونزم کے خلاف اپنی جدوجہد فتح حاصل ہوتے تک جاری رکھیں گے کیونکہ روس اور چین میں جس دن کمیونزم کو زوال نصیب ہو گا ان کے غلام ترک علاقے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اور آزادی کی دولت سے بہرہ ور ہو جائیں گے۔

كىتاب تورىبېكىتى
www.uyghurkitap.com

مشرقی ترکستان کے مُسلمانوں کی اسلامی دُنیا سے اپیل

"مشرقی ترکستان کی حکومت کے سابق سیکرٹری اور انجمن مہاجرین مشرقی ترکستان (استنبول) کے صدر عیسیٰ یوسف الپ تکین سالہا سال سے اپنے وطن کے باشندوں کے حق آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ذیل میں ان کی وہ اپیل دی جا رہی ہے جو انہوں نے اپنے ہم وطنوں کی طرف سے ایک حج کے موقع پر کی تھی۔"

میرے مسلمان بھائیو!

آج ہم سب یہاں حج کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ دنیا کے ہر حصّے کے مسلمان، طویل فاصلے طے کر کے، مصائب اور مشقت اُٹھا کر اور مالی مشکلات میں مبتلا ہو کر یہاں آئے ہیں تاکہ خانہ کعبہ میں اللہ کی عبادت کریں۔

برادران اسلام!

حج ہمارے دین کے پانچ ستونوں میں سے صرف ایک ستون ہی نہیں ہے بلکہ یہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ایک دوسرے کے مسائل سے واقف ہونے کے لئے اور سیاسی، سماجی، معاشی ہر میدان میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے بھی موقع فراہم کرتا ہے۔ ہمارے نبیؐ کا خطبۂ حجۃالوداع اس قسم کے تعاون کی حوصلہ افزائی کرنے کی ایک بہترین مثال ہے۔

میرے بھائیو!

میں اس موقع پر آپ کی توجہ مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ جس پر اس وقت چینی کمیونسٹ قابض ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں نے صدیوں تک اسلام کی خدمت کی ہے اور اسلام کا دفاع کیا ہے اور اسلامی ثقافت کے فروغ میں حصہ لیا ہے۔ لیکن ذرا غور کیجئے یہاں دُنیا کے تمام ملکوں کے مسلمان آئے ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں مشرقی ترکستان کا کوئی مسلمان نظر نہیں آتا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا آپ نے کبھی اس سوال پر غور کیا؟ اور اس کا جواب حاصل کرنے کی کوشش کی؟ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ مشرقی ترکستان کے باشندے ایک ایسی ظالمانہ آمریت کے تحت زندگی گذار رہے ہیں جس نے ان سے آزادی کا ہر حق چھین لیا ہے، حتیٰ کہ ان کو کسی قسم کی مذہبی آزادی بھی حاصل نہیں۔ مشرقی ترکستان میں مسلمان ہونا، ایک خُدا پر ایمان رکھنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا ایک جرم سمجھا جاتا ہے۔ وہاں حج پر جانے کی بھی پابندی ہے۔ وہاں کے لوگ صرف ماؤزے تنگ کی خاطر زندہ رہنے، کام کرنے اور مرنے پر مجبور ہیں۔

مشرقی ترکستان میں آج مسلمانوں کو قتل کیا جا رہا ہے، مساجد ڈھائی جا رہی ہیں اور ملک کی ساری پیداوار اور معدنی دولت کو لوٹا جا رہا ہے اور خود فرزندان زمین تباہ و برباد ہیں اور ایک پوری قوم کو نیست و نابود کیا جا رہا ہے۔ ہم باشندگان مشرقی ترکستان جو مختلف ملکوں میں منتشر حالت میں زندگی گذار رہے ہیں۔ آپ کو ان تلخ حقائق کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں اور آپ سے مشرقی ترکستان کے باشندوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے اور ان کی مدد کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ:۔

ئۇيغۇر كىتاب تورى www.uyghurkitap.com

(۱) یہ وہ دن ہیں جب دعاؤں کی مقبولیت کا بہت امکان ہے۔ لہٰذا آپ بھی خُدا کے حضور مشرقی ترکستان کے باشندوں کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے دُعا کیجئے۔

(۲) اس حقیقت کو نہ بھولئے کہ مشرقی ترکستان کے باشندے، اپنی اور اسلام کی آزادی کے لئے ہر وقت جنگ میں مصروف ہیں۔

(۳) مشرقی ترکستان کے ان مہاجرین کی جو آپ کے ملک میں موجود ہیں ہر ممکن مدد کیجئے۔

(۴) اپنے اپنے ملکوں کے سیاسی اور مذہبی اجتماعات میں مشرقی ترکستان کی اصلی صورت حال سے لوگوں کو مطلع کیجئے اور ان کے موقف کی وضاحت کیجئے۔

(۵) ان سامراجیوں کی مذّمت کیجئے جو مشرقی ترکستان کے مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں اور ان کی ایذا رسانی کر رہے ہیں۔

(۶) مشرقی ترکستان کو آزاد مسلم ممالک کی صف میں شامل کرنے کے ہر ممکن مدد کیجئے۔

(۷) چین کے جو حکام آپ کے ملک میں آئیں ان سے مشرقی ترکستان کے حالات معلوم کیجئے۔ ان کو بتائیے کہ آپ کو مشرقی ترکستان سے دلچسپی ہے اور وہاں کے باشندوں کے بارے میں تشویش ہے۔

(۸) ہر قسم کے بین الاقوامی سیاسی اور ثقافتی اجتماعات میں مشرقی ترکستان کے ترجمانوں کی تائید اور حمایت کیجئے۔

(۹) اپنی حکومتوں پر زور ڈالئے کہ وہ :-

(الف) مشرقی ترکستان کے مسئلہ کو اقوام متحدہ میں پیش کریں۔

(ب) اسلامی ملکوں کی جو بھی کانفرنس ہو اس کے پیش نامہ میں مشرقی ترکستان کے سوال کو بھی شامل کریں۔

(ج) مبصروں اور وفود کی شکل میں اپنے حکام کو مشرقی ترکستان بھیجیں۔ تاکہ وہ وہاں حالات کا بذات خود مشاہدہ کر سکیں۔

---

www.uyghurkitap.com

فکر افروز ◎ معلومات افزا ◎ نئی مطبوعات

- توحید اور شرک (مذاہب کا تقابلی مطالعہ) ——— سید حامد علی
- حج کیا ہے؟ ——— 〃
- مسلمان سائنسدان اور ان کی خدمات ——— ابراہیم عمادی
- مولانا مودودی کے انٹرویو (حصہ دوم) ——— مرتبہ ——— ابوطارق ایم۔اے
- ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ (حصہ پنجم) ——— ثروت صولت
- اسلامی تہذیب کی تفہیم جدید ——— ڈاکٹر محمد علی ضناری
- فکری تربیت کے اہم تقاضے ——— ڈاکٹر یوسف القرضاوی
- اسلام کا تصور مساوات ——— سلطان احمد اصلاحی
- رسول کریمؐ کی جنگی اسکیم ——— عبدالباری ایم۔اے
- شاہ عبدالقادرؒ کی قرآن فہمی ——— محمد فاروق خاں
- مشرقی ترکستان ——— ثروت صولت
- شہید بالاکوٹ ——— حسین حسنی
- اسلامی قیادت ——— خرم مراد
- قرآن اور سائنس ——— سید قطب شہید
- خواتین اور دینی مسائل ——— سید ابوالاعلیٰ مودودی
- خواتین اور اسلام ——— متین طارق
- اسلام اور رواداری ———
- اسلام کا معاشیاتی نظام ——— حید زمان صدیقی
- اسلام کی دعوت ——— سید جلال الدین عمری
- اسلام میں عورت کے حقوق ——— 〃
- اسلامی توحید ——— محمد یوسف اصلاحی
- حضرت ابن مبارکؒ ——— 〃

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ

۱۳۔ ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور (پاکستان)